

"Dil E Raqsam

Episode 01 ☆

By sALEHA IQBAL ❁



صبح کے 4 بج کر 47 منٹ ہو رہے تھے ہر طرف ہلکی پھلکی سی
روشنی تھی پورے گاؤں میں آذانوں کی آوازیں شروع ہو گئی تھیں۔
بادلوں سے گھیرا ہوا خوشگوار موسم تھا ہلکی سی سی روشنی پھیلنے لگ گئی تھی

کہ گھر سے باہر قدم رکھنے پر ہی انسان مردہ کی طرح ٹھنڈا ہونے
لگتا ہے پر اتنی ٹھنڈ پر بھی ایک لڑکی بنا کسی جرسی یا کوٹ ٹھنڈ
میں کپکپاتے کشمیر کی سردی کی ٹھنڈی ہواؤں کو اپنے اوپر
برداشت کرتے ہوئے ایک پہاڑ پر بیٹھی ہوئی چو کڑی مارے ہوئے
اپنی آنکھیں بند کیے ہاتھ میں ہزار روپے کا نوٹ پکڑے

دونوں ہاتھ جوڑے آسمان کی طرف کیے بند آنکھوں سے دعائیں کر رہی تھی۔۔

اللہ جی میرے پاس آج 1000 ہی ہے کیونکہ میں اس سے زیادہ

پیسے نہیں چراپائی پر کل ضرور چرا کر لاؤں گی۔۔ کل نہیں کل نہیں

اللہ جی خان بابا کو پتا چل گیا کہ میں ان کی جیب اور اپنے باقی

بھائیوں کی ہی جیب پر ڈاکہ مارتی ہوں وہ دوبارہ مجھے حویلی

سے باہر نہیں نکلنے دیں گے اس لیے جب بھی پیسے ملیں گے میں

آ جاؤں گی یہ ٹھیک ہے ہاں ٹھیک ہے اللہ جی۔۔۔

پہاڑ پر اپنے دونوں ہاتھ باندھے ہوئے بند آنکھیں کیے بالکل دھیمی سے
منانے والے انداز میں کہتی ہے۔۔

اللہ جی بھائیوں کی جیب مطلب اپنی جیب ہی ہوتی ہے نا تو وہاں
ڈاکا مارنے سے گناہ نہیں ملتا ہے ہیں نا۔۔۔؟؟

اور ویسے بھی آج میری یونیورسٹی کا پہلا دن ہے تو بس ایک
ہینڈ سم گبر و امیر نو جوان سے میری وہ ڈراموں فلموں میں جیسی
ملاقات ہوتی ہے آپ ویسی کروادیں۔۔ پلرز زرز زرز اللہ جی "

تاکہ میری چوری کی محنت وصول ہو جائے میں دو میٹر

کا دوپٹہ اوڑھتی ہوں

آج میں اڈھائی میٹر کا دوپٹہ اوڑھ کر جاؤں گی بس آج کسی

ہینڈ سم نو جوان کی گھڑی میں میرا دوپٹہ اٹکا دینا یا پھر مجھے سیڑھیوں سے گرا دینا۔۔۔۔۔

نہیں نہیں رک جائیں اللہ جی ابھی یہ والی بات ناسننا میری "

بولتے بولتے اپنی بات خود ہی کاٹے کچھ کا کچھ اور بولنے لگ جاتی ہے۔۔

لڑکے نے ناپکڑا ایسے تو میں ٹوٹ پھوٹ جاؤں گی۔۔۔

اپنی آنکھیں اچانک سے کھولتی پہاڑ سے نیچے کی طرف دیکھتے ہوئے کہتی ہے

اور کہتے ہی

جلد ہی خود کو کمپوز کرتی واپس اپنے ہاتھ جوڑے اپنی آنکھیں بند کر لیتی ہے۔

اللہ جی دوسری والی بات سنی تو نہیں نا آسمان تک پہنچنے والی

ہو گی وہ میں اپنے الفاظ واپس لیتی ہوں

بھری جوانی میں ٹوٹی پھوٹی ہوئی اچھی تھوڑی لگوں گی میں۔۔۔!!

ہاں ابھی تو میں نے شادی کرنی ہے ہنی مون پر جانا ہے بہت کچھ

کرنا ہے میں نے"

کہتے کہتے خود ہی خود اپنی بات پر شرما کر ہنس پڑتی ہے۔۔

باقی پہلے والی بات مان جائیں میں یہ 1000 روپے کانچوں کو
کھانا کھلاؤں گی سچ میں کرپشن نہیں کروں گی
آپ کو تو پتا ہے نا میں آپ سے کیا وعدہ نہیں توڑتی ہوں اور کرپشن
سے سخت نفرت ہے مجھے یا تو مجھے چیز مکمل چاہیے
یا پھر نہیں چاہیے حصہ دار بننا یا بنانا اپنی چیز میں پسند نہیں ہے مجھے "
وعدے کا تو پتا نہیں لیکن یقین ہے مجھے تمہارا منہ
اس وقت میں ضرور توڑ دوں گا۔۔۔!!!

سراٹھا کر پہاڑ کے پتھر پر پر سکون سی بیٹھی ہوئی عمایہ خان اور اس کی
لبی موٹی گھنی سی چٹیاں کو دیکھتے ہوئے کمر پر ہاتھ رکھے
عنصیل نظروں سے عمایہ کی پشت کو دیکھتے ہوئے عارش اپنے دانت
بھینچتے ہوئے کہتا ہے۔۔۔

6 فٹ سے نکلتا ہوا قد چوڑی کسرتی باڈی سفید گوری رنگت
لائٹ براؤن کلر کی آنکھیں جن میں ایک الگ سی چمک تھی
کالے سیاہ بال جو ماتھے پر مکمل طرح سے بکھرے ہوئے تھے

ہلکی ہلکی داڑھی مونچھ جو عارش کی پر سینیلیٹی پر چار چاند لگا رہی تھی۔۔
اوپر سے ہوا سے ماتھے پر بکھرے ہوئے سلکی بال ہوا جو اتنی چل
رہی تھی وہ صحیح رہتے بھی کیسے

لائٹ گیرے کلر کے قمیض شلوار پہننے ہوئے اوپر بلیک کلر کا جیکٹ
پہننے ہوئے عارش خود کو ٹھنڈ سے بچانے کی کوشش کر رہا تھا
پر ہواؤں کا رقص تو کچھ اور ہی کرنے میں مصروف تھا
وہ آج ٹھنڈ کے سارے حدود توڑنے میں لگی ہوئی تھی۔۔۔

میرا دعاؤں میں شوڑ ٹیج مت کرواؤں "خان بھائی"
بار بار پیسے نہیں آتے ہیں میرے ہاتھ آج پیسے ہیں تو ڈیل پکی کرنے دو مجھے "
بنا آنکھیں کھولے ہلکی سی گردن موڑ کر عمایہ عارش سے کہتی ہے۔۔
پہلے اپنا کاکی تو ٹھیک کرو پھر اپنے مطلب کی دعائیں مانگنا۔۔
عارش بے حد بے زاریت سے کہتا ہے۔۔
تمہاری ڈیل ڈن نہیں ہونے والی ہے پتا ہے نا تمہیں خان بابا تمہیں
کبھی اس چیز کی اجازت نہیں دیں گے
کہ تم کبھی لو و میرج کرو پھر کیوں فضول کی دعائیں مانگ رہی ہو۔

اور کیوں ہماری زندگی برباد کر رہی ہو اتنی ٹھنڈ میں یہاں پہاڑی
علاقے میں ہم سے مجرا کروا کر کس چیز کی سزا دے رہے ہو چڑیل عورت "
پہاڑ کے ایک پتھر پر چو کڑی مارے بیٹھے ہوئے اپنی آنکھیں بند
میڈیٹیشن کرتے ہوئے ٹھنڈ کو برداشت کرنے کی ناکام
کوششیں کرتے ہوئے زیان خان ٹھنڈ کی وجہ سے اپنے
کپکپاتے ہوئے لبوں سے کہتا ہے

اور کہتے ہی زیاں پتھر سے اٹھ کر اپنے ہاتھوں کو مسلتے ہوئے عارش
کی طرف بڑھتا ہے۔۔

ابھی کہہ دیا ہے دوبارہ یہ لفظ استعمال کرنے کی کوشش بھی مت کرنا زیاں "
بھائی مجر لفظ بولا ہے میں نے کیا تو نہیں ہے اور ویسے بھی کشمیر
میں یہ سب صرف وہ۔۔۔۔۔

زبان کو لگام لگا لو ورنہ خان بابا زندہ زمین میں دفنادیں گے

ہم سب کو اس لفظ کے استعمال پر ہی اپنی وجہ سے سب کی موت

کو دعوت مت دو تم۔۔!!

زیان کی بات کاٹتے ہوئے اپنی گردن زیان کی طرف موڑے اس کی
آنکھوں میں دیکھتے دانت پیستے اپنے الفاظوں پر زور دیتے ہوئے کہتا ہے۔

سوری بھائی۔۔!! زیان دھیمی سی آواز میں کہتا ہے۔

وائٹ کلر کی پینٹ لائٹ بلیو کلر کی شرٹ پہننے ہوئے اوپر بلیک کلر

کالیدر جیکٹ پہننے ہوئے

6.1 فٹ قد چوڑی کسرتی باڈی گوری رنگت کلین شیو کالے سیاہ بال
ہو بہو عارش جیسی پر سینیلٹی پر چہرے کے نقوش ایک دوسرے
سے مختلف ہر چال ایک دوسرے سے مختلف تھی۔۔
عارش بڑا اور زیان اس سے 3 منٹ چھوٹا بھائی دونوں ٹو سنس تھے
پر ایک دوسرے سے مختلف تھے
ایک لڑکیوں میں مشہور تھا تو دوسرا لڑکوں میں اور ان دونوں کے
سامنے پہاڑ کے ایک بڑے سے پتھر پر بیٹھی ہوئی عمایہ خان
کشمیر کے ٹاؤبٹ کے لڑکوں اور لڑکیوں دونوں میں مشہور تھی۔۔

زیان عارش سے صرف تین منٹ چھوٹا تھا پر پھر بھی اس کی عزت
اپنے بڑے بھائیوں کی طرح کرتا تھا۔

عارش اور زیان سے عمایہ 4 سال چھوٹی تھی پر کر تو توں میں وہ ان
دونوں سے آگے اور ان دونوں سے بڑی تھی

حکمتیں عمایہ کی اور سزا عارش اور زیان کے حصے کی اس وقت
بھی انہیں ٹھنڈ میں بگڑتی اپنی حالت سے زیادہ ان کی غیر

موجودگی کا خان حویلی میں پتا چلنے پر خان بابا کے
رو عمل سے ڈر لگ رہا تھا۔

ٹھنڈ تو پہاڑ پر بیٹھی ہوئی عمایہ کو بھی لگ رہی تھی پر آج ہزار
روپے ملنے کی خوشی میں وہ اپنے لیے پہاڑ پر بیٹھی ٹھنڈ برداشت
کرتی اللہ تعالیٰ کو ایمپریس کرنے کی پوری کوششوں
میں جڑی ہوئی تھی۔۔

اللہ اللہ۔۔۔۔۔!!! زیان عارش کے پاس کھڑے ہوتے ہی اپنی کلائی پر
بندھی ہوئی گھڑی کی طرف دیکھتے ہوئے
حیرانگی کی وجہ سے کھلے منہ سے کہتا ہے۔۔

کیا ہو گیا ہے کیوں بکرا بن رہا ہے۔۔۔؟؟؟۔

عارش بے زاریت سے پوچھتا ہے۔۔

بکرا تو ذبح ہو گیا ہے بھائی پر آج اس مایا جال کی وجہ سے ہم ذبح

ہو گئے خان بابا کے ہاتھوں سے 5 بجنے میں 6 منٹ رہ گئے ہیں

حویلی کی لائٹس آن ہو چکی ہو گئی خان بابا

اٹھ گئے ہونگے۔۔۔!!

زیان پریشانی سے کہتا ہے کہ زیان کی بات پر عمایہ جلدی سے اپنی
بڑی بڑی آنکھیں کھولے مڑ کر عارش اور زیان کی
طرف دیکھتی ہے۔۔

خان بابا اٹھ گئے ہونگے۔۔۔؟؟؟؟ عمایہ مڑ کر دونوں سے پوچھتی ہے۔۔

آج یونیورسٹی میں میرا آخری سال کا پہلا دن تھا ڈاکٹرن تیری وجہ
سے میں بنا یونیورسٹی جائے لڑکیاں تاڑے مر جاؤں گا

تیری وجہ سے آج پورے کشمیر میں سیلاب آئے گا۔!!!

زیان پریشانی سے اپنے ماتھے پر بل ڈالتے ہوئے زمین پر بیٹھتے ہوئے جاتا ہے۔۔

پورے کشمیر میں سیلاب کیوں آئے گا بھائی۔۔۔؟؟؟

عارش سر جھکائے زمین پر بیٹھے ہوئے زیان سے پوچھتا ہے۔۔
کیونکہ آج کشمیر سے ایک گبر و جوان اتنا ہٹا کٹا آدمی جس کی ایک
جھلک دیکھنے کے لیے لڑکیاں مڑتی تھیں

وہ اپنی یونیورسٹی کے آخری سال کے پہلے دن لڑکیوں کو اپنی

جھلکیاں دکھائے بغیر ہی دنیا سے رخصت جو ہو گیا ہے۔۔۔!!!

کتنی لڑکیوں کے دل ٹوٹیں گے جتنا وہ روئیں گی سیلاب تو آئے گا ہی۔۔!!

زبان کہتے ہی عمایہ کو پہاڑ سے اترتے ہوئے دیکھتے

غصہ میں دانت پیستے ہوئے کہتا ہے۔

افسو ووتر سے ہوئے آدمی جب عمایہ خان is here تو تم کو کس چیز کی فکر۔۔؟؟

عمایہ پہاڑ سے اترتے ہوئے اپنے دونوں ہاتھ اپنی کمر پر رکھے

وائٹ کلر کی شورٹ کمیز پہننے ہوئے کھلاڑاؤ زر پہننے ہوئے

دوپٹہ کو دائیں کندھے پر ڈالے ہوئے بائیں کمر کی طرف باندھتے ہوئے

فخریہ انداز میں کہتی ہے۔۔

جب تک تم مصیبت ہو ہمارے ساتھ ہمیں ہر چیز کی فکر ہے۔!!
عارش اور زیان دونوں ایک ساتھ عمایہ کو دیکھتے ہوئے کہتے ہیں وہ
دونوں کہتے ہیں کہ عمایہ کے چہرے سے فخر

کے سارے تاثرات غائب ہونے لگتے ہیں کہ عمایہ ان کی بات پر گلہ
کھینکھارتے ہوئے کہتی ہے۔

بیٹاجی جب میں نہیں رہوں گی تب تم دونوں کو پتا چلے گا کہ عمایہ خان
مصیبت نہیں فرشتہ تھی فرشتہ "

عمایہ اپنے چہرے پر آتے ہوئے بالوں کو ایک ادا سے ہٹاتے ہوئے آسمان
کی طرف دیکھتے ہوئے ہے۔۔

وہاں جانے کا ٹکٹ کٹوا لیا ہے کیا۔۔؟؟!

خاک تیرے منہ میں منحوس انسان "زیان کہتا ہے کہ عمایہ فوراً سے
اسے منہ چڑھاتے ہوئے کہتی ہے اور غصیلی نظروں سے گھورنے لگتی ہے

بس کرو تم دونوں عمایہ اترو نیچے جلدی سے پتا ہے نا خان بابا

اپنی صبح کا آغاز نماز پڑھتے ہی تم سے کرتے ہیں

تمہارا چہرہ دیکھنے کے بعد ہی ان کا دن اچھا گزرتا ہے

اب چلو ان کی نماز کا وقت ہونے لگا ہے۔۔۔!!

عارش کہتے ہوئے پتھروں پر چڑھتے ہوئے عمایہ کی طرف ہاتھ بڑھا

کر اسے سلامت نیچے لانے لگتا ہے۔۔

دیکھا تم دونوں کشمیر کے سب سے خوبصورت گاؤں کے سربراہ

"سردار عباس خان" اس 5 فٹ 8 انچ لڑکی کی شکل

دیکھے بنا اپنے دن کا آغاز نہیں کرتے ہیں اور تم دونوں کام چورنگے

ٹھکرک پن مرد ہو کے میری قدر نہیں کرتے ہو"

میری پیاری گڑیا آ جاؤ نیچے پوری رات برباد کروادی ہے تم نے میری
پتا ہے پورا دن پنچائیت کے کاموں میں خان بابا
ایسی کی تیسری کر رکھتے ہیں میری رات سکون کرنے کے لیے ہوتی ہے
میرے پاس پر تم مجھے اس میں بھی سکون لینے نہیں
لینے دیتی ہو اب آ جاؤں اس سے پہلے کلاس لگ جائے ہم دونوں نے ابھی نماز
بھی ادا کرنی ہے خان بابا کے ساتھ اور اس سانڈ نے کپڑے بھی نہیں
بدلیں ان کپڑوں میں خان بابا نے دیکھ لیا
تو تم تو گئے بیٹا جی "

عارش اپنے پیچھے کھڑے پینٹ شرٹ پہننے ہوئے زیاں کو دیکھتے
ہوئے اس کی طرف ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے کہتا ہے۔۔
آئی میرے پیارے بھائی آپ کیوں فکر کرتے ہیں خان بابا سے آپ کو
بچانے کی ذمہ داری میری آج آپ پورا دن آرام کریں گے
خان بابا کام نہیں کروائیں گے آپ سے یہ آپ کی پیاری سی بہن کا
وعدہ ہے آپ سے اور تم بھی بھیڑ کی کھال سے بنے آدمی فکر مت
کرو میں ہوں نا۔۔!!

ہاں جو خان بابا کو دیکھتے ہی دم دبا کر بھاگ جاتی ہے وہ ہے نا۔۔۔؟؟

عمایہ کی بات پر زیان منہ بسوڑتے ہوئے کہتا ہے۔

بھینگی آنکھوں والے چوہے میرے منہ مت لگو تم۔۔۔!!

عمایہ کہتے ہی زمین پر اترنے والے آخری پتھر جہاں عارش کھڑا تھا

اسے اپنا ہاتھ دیتے ہوئے عارش کے ہاتھ کے سہارے

پر وہ اترنے کے لئے فل ایٹمیٹوڈ سے کہتے ہی اترنے لگتی ہے کہ عارش اپنا ہاتھ

ہٹا لیتا ہے اور عمایہ سیدھا زمین پر گڈھنوں کے بل زیان کے سامنے

جا گرتی ہے۔۔

اوئی ماں۔۔۔۔۔!!! عمایہ کے گڈھنے زمین پر لگتے ہی وہ اپنے ہاتھوں کو
زمین پر رکھے اپنا منہ زمین پر لگنے سے بچاتی ہے
کہ درد سے کراہتے ہوئے اس کے منہ سے بے ساختہ نکل پڑتا ہے۔۔
تم 5 فٹ 8 انچ نہیں ہو تم 5 فٹ 4 انچ ہو
خانوں کی ننھی پری تم کو ہم پری بس بولتے ہیں تم سچ میں خود
کو پاپا کی پری سمجھنے لگ گئی ہو جواڑنے کی کوشش
کر رہی ہو۔۔؟؟

زبان گڈھنوں کے بل زمین پر عمایہ کے سامنے بیٹھتے ہوئے کہتا ہے۔۔

منحوس آدمی جب بولے گا گٹر ہی اگلے گا۔۔۔!!!"

عمایہ سیدھا ہو کر زمین پر بیٹھے اپنے گڈھنوں کی طرف دیکھتے

ہوئے کہتی ہے جہاں سے اس کا ٹراؤزر پھٹ گیا

سفید ٹراؤزر گڈھنوں سے خون سے لال سرخ ہو رہا تھا۔

فلحال تو گٹر بول کر کوئی اور اس گٹر میں ڈبکی مار رہا ہے۔

زبان آنکھ دبا کر کہتا ہے۔۔

تمہاری تو۔۔۔!! عمایہ کہتے ہی مارنے کے لیے اسے اٹھنے لگتی ہے پر
ٹھنڈ میں لگی چوٹ کی وجہ سے اس کے گڈھنے جواب دے
چکے تھے۔

میں تو اٹھ نہیں پارہی ہوں اب یونیورسٹی کیا لنگڑاتے ہوئے جاؤں
گی آج تو میرا پہلا دن تھا خان بابا نے اجازت ہی اتنی مشکل سے دی
تھی مجھے۔۔۔!!!

عمایہ اپنے گڈھنے مسئلے روپڑنے والے انداز میں کہتی ہے
درد میں کراہتے ہوئے "

حد سے زیادہ جب لوگ گرتے ہیں تو ان کے ساتھ ایسا ہی ہوتا ہے وہ
خود سے اٹھ نہیں پاتے ہیں۔

عمایہ کو دیکھتے ہوئے زیان گنداسا منہ بنا کر کہتا ہے۔
ہاں تب ہی تو وہ اپنے جیسے گرے ہوئے لوگوں کا ہاتھ پکڑ کر اٹھنے
کی کوشش کرتے ہیں کیونکہ خربوزہ ہی خربوزے
کو دیکھ اپنا رنگ بدلتا ہے۔۔

عمایہ زیان کا ہاتھ پکڑ کر اسے کھینچتے ہوئے اٹھتے ہوئے کہتی ہے۔۔
تیری۔۔۔

زبان بولنے لگتا ہے پر عمایہ بات بدل دیتی ہے۔۔
ٹائم کیا ہوا ہے عارش بھائی خان بابا کی نماز ہو گئی ہے کیا۔۔۔؟؟
عمایہ مڑ کر عارش کی طرف بڑی بڑی آنکھیں کیے پوچھتی ہے۔۔
پانچ بج گئے ہیں اور 5 بج کر 14 منٹ کی جماعت ہے ان کی
تقریباً 14 منٹ ہیں ہمارے پاس واپس حویلی پہنچنے میں
"عارش گھڑی کی طرف دیکھتے ہوئے کہتا ہے اور کہہ کر اپنی نظریں
ہٹا کر زبان اور عمایہ کی طرف دیکھتا ہے

کہ وہ دونوں گاڑی کی بیک سیٹ پر بیٹھے ہوئے عارش کو ٹٹاتی
ہوئی نظروں سے دیکھ رہے ہوتے ہیں۔۔

بھائی جلدی کریں خان بابا کے ہاتھوں آپ مروائیں گے ہمیں
ورنہ۔۔!! عمایہ افسردہ سامنہ بنا کر کہتی ہے۔۔

اففف حد ہے بھئی۔۔۔!! عارش گہری سانس لیتے ہوئے کہتے ہوئے اپنی
بلیک کلر کی تھار گاڑی کی طرف بڑھتا ہے

جوا سے اسی سال سا لگرہ پر تحفے کی فرمائش پر اپنے خان بابا سے ملی تھی۔۔!!

10 منٹ کا سفر طے کرنے کے بعد تینوں حویلی کا رخ کر چکے تھے

لیکن آگے کی طرف نہیں حویلی کے پیچھے کا جہاں

سے وہ بھاگ کر بنا اجازت کے باہر جاتے تھے اگر سامنے سے جاتے تو

خان بابا کی نظروں میں آتے اور ان کی نظروں میں آنا مطلب موت

کو قریب سے دیکھنا جو کسی کی بھی خواہش نہیں تھی۔۔!!"

پوری حویلی کی لائٹس آن ہیں بھائی خان بابا کی نماز ہو گئی ہوگی

کیا۔۔؟؟ عمایہ ڈرے ہوئے لہجے میں حویلی کی لائٹس کی

روشنی کو دیکھتے ہوئے کہتی ہے۔۔۔

ابھی نہیں ابھی تین منٹ ہیں جلدی اترو بھاگواندر۔۔۔!!!

عارش کہتا ہے اور وہ تینوں گاڑی سے باہر نکلے حویلی کے اندر جانے

والے پیچھے کے دروازے کی طرف بڑھتے ہیں۔

دروازے کو کھولے تینوں ایک دوسرے پر چڑھتے ہوئے اندر جھانک کر

حال میں دیکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔۔

سیکریٹ ایجنٹ نمبر 420 "go and check"

عمایہ اپنی دائیں ہاتھ کی گن بنائے اندر سیڑھیوں تک جانے والے راستے کی طرف

اشارہ کرتے ہوئے کہتی ہے۔

Okay captain...!!!

زیان بھی اپنی انگلیوں کی گن بنائے ہوئے ایک سیکریٹ ایجنٹ کی
طرح دبے دبے قدم اٹھائے حویلی میں داخل ہوتا ہے اور اپنے چاروں
اطراف میں نظریں دوڑاتے ہوئے سیڑھیوں کی طرف بڑھتا ہے۔۔
زیان سیڑھیوں کے پاس پہنچ کر راستہ صاف ہونے کا اشارہ
عمایہ اور عارش کو کرتا ہے۔

ایجنٹ نمبر 69۔۔۔۔۔!!!!

عمایہ کہتی ہی ہے کہ کہتے ہی اپنی بات کا مطلب سمجھے وہ سر اٹھا کر
اپنے سر پر کھڑے اپنے بھائی کی طرف دیکھتی ہے جو دونوں آئینرو
اچکاتے ہوئے عمایہ کی طرف دیکھتا ہے۔۔

میرا مطلب 690 نمبر ایجنٹ "Now it's your turn"

عمایہ کہتے ہی اپنے لب بھینختے ہوئے اپنا سر جھکا لیتی ہے۔

سدھر جاؤ تم ابھی تمہارا نیٹ قلکیس بند کرو تا ہوں۔۔۔!!!

عارش کہتے ہوئے عمایہ کو پیچھے چھوڑے خود حال میں اندر کی طرف بڑھتا ہے

خود آگے جا کر ایک نظر پورے حال میں دوڑاتے ہوئے عارش عمایہ کو
اندر آنے کا اشارہ کرتا ہے۔۔

عمایہ اندر آتی ہے اور اپنے دونوں بھائیوں کو دیکھتے ہوئے وہ
سیڑھیوں کی طرف بڑھنے لگتی ہے کہ جاتے جاتے رک جاتی ہے۔۔
آج حویلی میں خاموشی نہیں ہے۔۔؟؟ عمایہ اوپر جاتے ہوئے پوچھتی ہے۔۔
لگ تو مجھے بھی رہا ہے ورنہ خان حویلی میں صبح کے 5 بجے سے
ہی عجیب سا شور مچ جاتا ہے۔۔

زیان بھی عمایہ کی بات پر سمت ہوتے ہوئے کہتا ہے۔۔

وہی تو خان بابا نہیں ہیں کیا یہاں۔۔؟؟

عمایہ دوسٹر ہی نیچے اترتے ہوئے پوچھ رہی ہوتی ہے حویلی کے
کھلتے ہوئے دروازے کی آواز پر عمایہ اور زیان ایک دوسرے کو بڑی
بڑی آنکھیں کیے گھورتے ہوئے دیکھتے ہیں

اور دیکھتے ہی اسی پل ہوا کی رفتار سے دونوں غائب ہو جاتے ہیں
عمایہ اور زیان تو چٹکیوں میں ہوا ہو چکے تھے

پر عارش وہاں کھڑا دوپل کے لیے دروازے سے نظریں ہٹا کر ان
دونوں کی طرف دیکھتا ہے

ان دونوں کو غائب دیکھ کر عارش بوکھلاتے ہوئے اپنے اطراف میں
نظریں دوڑانے لگتا ہے۔۔

پھر سے دونوں بھاگ گئے ہیں مجھے چھوڑ کر۔۔۔!!!
عارش لمبی گہری سانس لیتے ہوئے کہتے ہی جانے کے لیے پہلی
سیڑھی پر قدم ہی رکھتا ہے کہ دروازے سے اندر داخل ہوئے قدموں
کی آواز پر عارش کے آگے کی طرف بڑھتے ہوئے قدم
خود بخود رک جاتے ہیں۔۔۔!!!"

عارضہ۔۔۔؟؟؟ ایک بھاری بھر کم گرجدار روب والی آواز عارض کے
کانوں میں ٹکڑاتی ہے کانوں میں جیسے ہی عارض کو اپنا نام سنائی
دیتا ہے عارض فوراً سے مڑ کر دروازے کی طرف دیکھتا ہے
جہاں 36 سالہ مرد سفید کمر کے کارٹن کے سوٹ میں ملبوس دونوں
کندھوں پر کالے رنگ کی شال ڈالے ہوئے پیروں میں کالے رنگ کے
کھیدڑی پہننے ہوئے بائیں ہاتھ میں سلور رنگ کی گھڑی پہننے جس
میں اس وقت ڈارک بلیک کمر کی آنکھیں گڑی ہوئی تھیں

سفید گوری رنگت جو کاٹن کے سوٹ میں اور پرکشش لگ رہی تھی
چہرے پر کالی داڑھی مونچھ جو خان پٹھانوں کی پر سینیلیٹی پر
سوٹ کرتی ہے کالے گھنے سلکی بال جو بنا جیل کے سیٹ کیے ہوئے
تھے پر باہر سے اندر وقت ہوا کے جھونکے نے ان کو خراب کر دیا تھا۔
لائٹ گلابی رنگ کے ہونٹ جس پر اس وقت کوئی مسکراہٹ نمودار
نہیں تھی آنکھوں میں چمک تھی
جو حویلی کی لائٹس کی وجہ سے پڑ رہی تھیں جن میں کسی کو
بھی پل میں ڈرا کر خاک کرنے کا دم تھا۔

اسلام و علیکم خان بابا صبح بخیر "سردار عباس خان جنہیں سردار
کے ساتھ ساتھ سائیں کے لقب سے بھی پکارا جاتا تھا پورے گاؤں کا
سردار عباس خان گاؤں میں سائیں خان کے
نام سے مشہور تھے نام میں ڈر اور روب اتنا تھا کہ ان کے سامنے نا
کوئی اور گاؤں کا سردار ٹک سکتا تھا نا ہی کسی دوسرے ملک کا
سردار لیکن جو سائیں خان سب کے لیے ہیں وہ اپنے گھر والوں کے
لیے نہیں تھے خاص طور پر اپنے ان تینوں بچوں کے لیے "

S
A
L
E
H
A
I
Q
B
A
L

"Dil E Raqsam

Episode 02 ☆

By SALEHA IQBAL ❁



وعلیکم السلام کہاں سے آرہے ہو۔۔۔؟؟
سائیں خان پوچھتے ہوئے اپنے کندھوں پر اوڑھی ہوئی شال اتار کر
صوفے پر رکھتے ہیں اور خود بھی صوفے کی طرف
بیٹھنے کے لیے بڑھتے ہیں۔۔

نماز پڑھنے کے لیے جا رہا تھا میں آج دیر سے آنکھ کھلی تو اس لیے۔۔!!
عارش گہری سانس لیتے ہوئے ایک نظر اٹھا کر دوسری منزل کی
طرف دیکھتے ہوئے کہتا ہے۔۔

ٹھیک ہے جاؤ نماز پڑھ لو جا کر پھر آج پنچائیت جانا ہے ٹائم سے "
اپنے سامنے ٹیبل پر پڑے ہوئے دودھ پیتی چائے کا
گرم و گرم کپ جو ان کے آنے سے کچھ دیر پہلے ہی حویلی کی
نوکرانی ان کے لیے لا کر رکھتی ہیں وہ کپ اٹھاتے ہوئے کہتے ہیں۔۔

آج ٹائم سے خیریت ہے خان بابا۔؟؟ عارش فکر مند انداز میں
پوچھتے ہوئے سائیں خان کے سامنے آکھڑا ہوتا ہے۔۔
ہاں خیریت ہے گاؤں میں آج کل کچھ افواہیں عروج پر گردش کر رہی
ہیں ان کا دم گھونٹنا ہے۔۔!
چائے کاسپ لیتے ہوئے کہتے ہیں۔۔
عمایہ کو لے کر۔۔؟؟ عارش کو لڈ انداز میں تجسس سے پوچھتا ہے۔۔
عارش کے سوال پر بنا جواب دیے سائیں خان سراٹھا کر اس کی
طرف دیکھتے ہیں اور کہتے ہیں۔۔

فکر اور غصہ مت کرو عمایہ خانوں کی عزت ہے

اس پر کوئی سوال نہیں اٹھا سکتا ہے۔۔!!

سائیں خان چائے کا کپ ٹیبل پر رکھتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوتے ہیں وہ

ایک گھونٹ ہی چائے پیتے ہیں انہیں نماز کے بعد

صبح صبح ہی چائے دودھ پتی الاچکی والی چاہیے ہوتی ہے پر آج

اس چائے میں الاچکی نہیں تھی اس لیے وہ ایک گھونٹ میں ہی

اسے چھوڑ چکے تھے۔۔!!

پر خان بابا۔۔۔؟؟ عارش مکمل طور پر اپنا رخ ان کی طرف موڑتے
ہوئے اپنے غصہ کو ضبط کرتے ہوئے گہری سانس لیتے
ہوئے بولتا ہے۔

بابا کہنے کے ساتھ ساتھ مانتے بھی ہو۔۔۔؟؟

عارش کے سامنے کھڑے ہو کر اپنے دونوں ہاتھ اپنی کمر پر باندھتے
ہوئے ایک اٹل انداز میں پوچھتے ہیں۔۔۔

ظاہر ہے مانتے ہیں آپ کو کہنے کے لیے ہم بابا نہیں کہتے ہیں
آپ ہمارے لیے ہمارے بابا جیسے ہی ہیں مقام صرف آپ کو لفظ سے نہیں دیا ہے

ہم نے یہ مقام دل سے دیا ہے آپ کو
جبکہ آپ اس مقام کے لئے ابھی بہت جوان ہیں۔۔
عارش کہتے کہتے اپنا سر جھکا لیتا ہے جیسے اسے سائیں خان کو
اس لقب کو دینے سے شرمندگی ہو رہی تھی۔۔"
عارش کا جھکا سر دیکھ کر سائیں خان کے لبوں پر مسکراہٹ ریگنے
لگتی ہے۔۔

بناشادی کے تین بچوں کا باپ ہوں میں اور یہ بات باعث شرمندگی
نہیں باعث فخر ہے میرے لیے "عارش کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہتا ہے۔۔

پر ہمیں تو اچھا نہیں لگتا ہے 22 سال کے ہم ہیں اور 36 سال کا ہمارا

باپ۔۔۔!! عارش کہتے کہتے اپنے لب بھینچ لیتا ہے۔

تو کیا اور جوان چاہیے تھا۔۔۔؟؟؟

گہری سانس لیتے مسکراتے ہوئے پوچھتے اپنے ہاتھ واپس

اپنی کمر پر باندھ لیتے ہیں۔

بلکل بھی نہیں ہمیں تھوڑے سے بوڑھے چاہیے تھے ہمارا باپ ہم سے

زیادہ جوان ہے۔

تب ہی تو خان بابا اس دنیا میں سب سے زیادہ میرے فیورٹ ہیں۔۔۔!!!"

عارش کی بات کا جواب اس کے پیچھے سے سیڑھیوں سے اترتے ہوئے

اسکائے بلیو کلر کے سمپل سے اس کے نائٹ سوٹ

کے کپڑوں میں ملبوس عمامہ سیڑھیوں سے اترتے ہوئے کہتی ہے۔۔۔

کپڑے بدل کر نماز پڑھ کر نماز کی طرح دوپٹہ اوڑھے ہوئے عمامہ اپنے

معصوم سے پرسکون سے چہرے پر ایک بڑی سی

مسکراہٹ سجاتے ہوئے

عمایہ ہنستے ہوئے نیچے اترتی ہے اور سیدھا آکر اپنے خان بابا کے
سینے سے لگ جاتی ہے۔۔

صبح بخیر خان بابا۔۔۔!!! عمایہ سائیں خان کے دل کے مقام پر
سر رکھ کر ہنستے مسکراتے ہوئے کہتی ہے۔۔

صبح بخیر خان کی گڑیا "عمایہ کا نماز کی طرح دوپٹہ سر پر اوڑھا
دیکھ سائیں خان اس کے چہرے کو اپنے ہاتھوں میں پیالے نما انداز میں
پکڑتے ہوئے اسکے ماتھے پر بوسہ دیتے ہوئے کہتے ہیں۔۔

اب آپ کی باری ہے تھوڑا سا شرمندہ ہونے کی اپنے کیے ہوئے فیصلہ
پر کیونکہ اس شیطان کی بیٹری آج صبح سے چارج ہے شکل سے
پتا چل رہا ہے اس کی "

عمایہ اور سائیں خان کو دیکھتے ہوئے عمایہ کے پیچھے کھڑا عارش
عمایہ کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہتا ہے۔۔
کوئی بات نہیں میری گڑیا کی ساری باتیں سننے کے لیے اس کا خان
بابا ہمیشہ حاضر ہے "

عمایہ کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہتے ہیں۔۔

ٹھیک ہے لگے رہیں آپ لوگ مجھے دیر ہو رہی ہے نماز سے
میں چلتا ہوں۔۔

دوسرے خان کو بھی لے جاؤ اس کی نماز پڑھ لینے سے اس کو گناہ
نہیں ملے گا ثواب ہی ملے گا"

عارش کو جاتا دیکھ تھوڑا سا سخت لہجے میں کہتا ہے۔

سائیں خان جتنا اپنے کاموں کے لیے پوزیو تھا انہیں وقت پر کرنے
کے لیے صحیح سے کرنے کے لیے اتنا ہی وہ اپنی عبادت کے لئے پوزیو تھے سائیں
خان نا کوئی نماز چھوڑتا ہے نا ہی کبھی قضا کرتا ہے۔۔

اس کے بعد ہی وہ ہر کام کو کرتا ہے اور ہوتا بھی ہر کام

ان کا وقت پر ہی تھا۔

بابا انہوں نے پڑھ لی ہے وہ تھک گئے تھے اسائنمنٹ کر کے رات کو تو

انہوں نے کمرے میں ہی پڑھ لی ہے میں دیکھ

کر آیا ہوں ان کو۔۔۔!!!

عمایہ کہتی ہے کہ عارش خود مسجد جانے کے لیے حویلی کے سامنے

کے دروازے کی طرف بڑھنے لگتا ہے۔

پکی بات ہے۔۔۔۔؟؟؟ عمایہ کے چہرے کی طرف دیکھتے

ہوئے پوچھتے ہیں۔۔

آپ شک کرتی ہے مجھ پر۔۔؟؟؟ اپنے دونوں ہاتھ کمر پر رکھ کر

چھوٹی چھوٹی آنکھیں کیے پوچھتی ہے۔۔

کرتا ہوں۔۔!!! سائیں خان کہتے کہتے رک جاتے ہیں کیونکہ سامنے

کھڑی عمایہ حیرانگی سے ان کی جانب دیکھ رہی ہوتی ہے۔۔

میرا مطلب ہے میں لڑکا ہوں تو اس لیے میں شک کرتا ہوں۔۔

خان بابا کہتے کہتے پھر رک جاتے ہیں کیونکہ یہ سمجھانا
بہت ہی مشکل ہو رہا تھا ان کے لیے کہ وہ قی نہیں تا ہے۔۔۔"

چھوڑا اس کو آدھی زندگی کو مجھے تمہیں یہ اچانک سے پڑھنے
والے دورے کی وجہ کی کا سمجھانے میں گزر جائے گی۔۔۔!!!

سائیں خان کہتے ہوئے صوفے کی طرف بیٹھنے کے
لیے بڑھتے ہیں۔

آج میری گڑیا میرے بنا اٹھائے اٹھ گئی ہے خیریت ہے۔۔؟؟

سائیں خان صوفے پر بیٹھتے ہوئے پوچھتے ہیں۔۔

کیونکہ آج ہماری فرسٹ ڈے ہے نایونیورسٹی میں خان بابا میں بہت

ایکسائیڈ ڈھوں وہاں جانے کے لیے "

عمایہ کہتے ہوئے اپنے سر سے دوپٹہ اتار کر اپنے دونوں کندھوں پر

ڈالتے ہوئے مسکراتے ہوئے کہتا ہے۔۔

اور یہ فرسٹ ڈے لاسٹ ناہو بس "سائیں خان دل ہی دل میں عمایہ

کو دیکھتے ہوئے کہتے ہیں۔

خان بابا ایک بات پوچھوں۔۔؟؟ عمایہ پوچھتے ہوئے ہوئے سائیں خان کا
چھوڑا ہوا چائے کا کپ ٹیبل سے اٹھائے اسے منہ سے لگاتے ہوئے
صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہتی ہے۔

بولو۔۔!!

صوفے سے پشت ٹیکائے عمایہ کے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے پرسکون سے
انداز میں جواب دیتے ہیں۔۔
آپ شادی کب کریں گے۔۔؟؟

عمایہ بے حد تجسس کے ساتھ چائے کی چسکی لیتے ہوئے بڑی بڑی
آنکھیں کیے پوچھتی ہے۔۔

ہیں۔۔۔۔؟؟ بچوں کے بڑے ہو جانے کے بعد شادی کون کرتا ہے۔۔
سائیں خان کہتے ہوئے اپنی گردن گھوما کر حویلی سے دروازے
کی باہر کی طرف آسمان کی جانب دیکھنے لگتے ہیں جہاں اب بادل
ہٹنے لگ گئے تھے سورج کی کرنیں ہلکی ہلکی سی
کرنیں نظر آنے لگ گئی تھیں۔۔"

خان بابا بتائیں نا آپ کب شادی کریں گے جلدی سے کریں نا

میں نے تیار ہونا ہے آپ کی شادی میں آپ کے ساتھ آپ کی بارات میں
جانا ہے خوب ساری شاپنگ کرنی ہے اور اور۔۔
چائے پیتے پیتے کہتی ہے اور کہتے ہی ایک پل کے لیے خاموش ہوتی
ہے کہ سائیں خان بول پڑتے ہیں۔۔

اور۔۔۔؟؟؟

اور میں نے اپنے پرنس سے بھی ملنا ہے انہیں بھی بلائیں نا آپ شادی
پر بچپن کی اپنی تصویر میں دیکھا تھا

انہیں اب تک ایک بار دیکھا ہے وہ بھی تب جب میں دو سال کی تھی اب تو وہ اور

ہینڈ سم ہو گئے ہونگے بدل گئے ہونگے۔۔!!"

عمایہ اپنے پرنس کو آج کے زمانے میں وہ کیسے دیکھتے ہونگے یہ

تصور کرتے ہوئے کہتی ہے۔

عمایہ کے چہرے پر بے حد پرکشش سی مسکراہٹ چھا جاتی ہے اپنے

پرنس کے تصور پر ہی اس چہرے کی مسکراہٹ دیکھتے ہوئے سائیں

خان کے چہرے پر مسکراہٹ چھانے لگتی ہے۔۔

میری شادی کا پتا کہیں پر میں تمہاری شادی میں ضرور اسے بلاؤں گا۔۔"

عمایہ کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہتے ہیں اور کہتے ہی

اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔۔

ہائے اللہ جی میری شادی۔۔۔؟؟؟ عمایہ خوشی سے بھرپور لہجے میں

کہتی ہوئی جلدی سے چائے کا کپ واپس ٹیبل پر رکھتی ہے اور سائیں خان کے پیچھے

پیچھے صوفے سے اٹھ کھڑی ہو کر ان کے پیچھے چل پڑتی ہے۔۔

یہی ان کے قدموں کے ساتھ اپنے قدم ملائے دونوں سیڑھیوں کی طرف بڑھتے ہیں

بہت جلدی ہے شادی کرنے کی تمہیں۔؟؟

سیڑھیوں کی طرف بڑھتے ہوئے اپنے ساتھ ساتھ چلتی ہوئی عمایہ سے
پوچھتے ہیں۔۔

نئے کپڑے اور ڈھیر سارے پیسے ملیں گے نا مجھے پھر میں وہ سب
اللہ تعالیٰ کو دوں گی نا اس لیے مجھے جلدی جلدی سے شادی کرنی ہے
بلکل آپ جیسے آدمی سے مجھے بلکل اپنے خان بابا جیسا شوہر چاہیے
جو بے حسین امیر اور روب دار ہو گا۔۔

عمایہ اپنے دانت بھینچتے اپنی ہنسی کو ضبط کرتے ہوئے کہتی ہے۔۔
تمہیں پیسوں کی کمی ہے کیا میرا سارا پیسہ تمہارا ہی تو ہے میری گڑیا"

عمایہ کے چہرے کو دیکھتے ہوئے کہتے ہیں۔

وہ تو ہے خان بابا پر پتا نہیں کیوں مجھے دوسروں کے پیسوں سے

زیادہ اپنے پیسے پسند ہیں مجھے مانگنا یا چھیننا

نہیں پسند جو خود سے مل رہا ہے وہ سب قبول ہے

مجھے ویسے والا قبول نہیں ہے۔۔۔!!!

عمایہ سیڑھیوں پر چڑھتے ہوئے اپنے پیروں کی طرف دیکھتے ہوئے

کہتی ہے۔۔

اچھی بات ہے گڑیا جو خود سے مل رہا ہے تم اس پر راضی ہو ورنہ
آج کل لوگ پیسوں کو کمانے سے زیادہ چھیننے پر
یقین کرتے ہیں۔"

سائیں خان چہرے پر کو لڈ تاثرات سجائے کہتے ہیں۔
اللہ اللہ "خان بابا نفرت ہے مجھے ایسے لوگوں سے جو دوسروں سے
ان کی چیزیں چھیننے پر یقین رکھتے ہیں اپنے
پاس ہونے کے باوجود"

عمایہ کہتی ہے اور سائیں خان کے چہرے پر مسکراہٹ چھا جاتی ہے۔۔

خان بابا نے تیار ہونے جارہی ہوں میں آج یونیورسٹی جانا ہے نا میں
نے ناشتہ پر ملتے ہیں۔۔

عمایہ کہتے ہی الٹے پیر اپنے کمرے کی طرف دوڑ کر جاتی ہے۔
آرام سے "سائیں اسے بھاگتا دیکھتے ہوئے کہتے ہیں اور
کہتے ہی خود اپنے کمرے میں جانے کے بجائے سیدھا زیان کے کمرے
کی طرف بڑھتے ہیں۔۔

دروازے پر دستک دیتے ہیں کہ زیان پہلی دستک پر ہی اٹھ کر خود
دروازہ کھولنے آ جاتا ہے۔

خان بابا آپ یہاں۔۔؟؟

زیان حیران کن نظروں سے دیکھتے ہوئے کہتا ہے۔۔

تم جاگ رہے ہو اس وقت خیریت ہے سوئے نہیں نماز پڑھ کر۔۔؟؟

زیان کمرے میں داخل ہوتے ایک نظر اس کے پورے کمرے میں ڈالتے

ہوئے مڑ کر اس سے چار قدم ہے فاصلے پر کھڑے

ہو کر زیان کو بلیک کلر ہے قییمض شلوار میں ملبوس

سر سے پیر تک دیکھتے ہیں۔

جی بابا کل رات تھوڑا سا سمنٹ رہ گیا تھا اسے مکمل کر رہا تھا نیو
ایئر کی کلاس شروع ہونے والی ہیں
تو میں نے سوچا کہ اپنے پرانے جو پرو جیکٹس رہ گئے ہیں انہیں جلد
ہی مکمل کر لوں۔۔۔

زبان اپنی کمر پر ہاتھ باندھتا مسکراتے ہوئے سائیں
خان کے چہرے کو دیکھتے ہوئے کہتا ہے۔۔
اچھی بات ہے تم اپنی پڑھائی کو لے کر سنجیدہ ہو

آخر کار ہمارا اسلام آباد کا بزنس تم نے ہی ہینڈل کرنا ہے تو پوری
محنت کرو تمہارے بھائی نے تو میری مدد کرنے کے لیے اپنی پڑھائی
درمیان میں ہی چھوڑ دی تم نہیں چھوڑنا
دل سے محنت کرو اللہ پاک کامیاب ضرور کریں گے تمہیں "
انشاء اللہ خان بابا "

زیان ان کی بات پر سر جھکاتے ہوئے کہتا ہے۔۔
عمایہ کا یونیورسٹی میں آج پہلا دن ہے تمہارے ساتھ گارڈز ہونگے

عمایہ کونا نظروں سے اوجھل ہونے دینا ہے ناہی اس کے آس پاس
کسی کو بھی آنے دینا ہے نا کوئی لڑکا

سائیں خان کہتے کہتے زیان کی طرف دے دے اٹل انداز میں سخت
کولڈ نظروں سے دیکھتے بڑھتے ہوئے کہتے ہیں۔

اور ناہی کوئی لڑکی اس کے آس پاس بھٹکنی چاہیے
کیا اس چیز کی ذمہ داری تمہاری بہن کی ذمہ داری میں دے سکتا ہوں
تمہیں۔۔؟؟"

سائیں خان اٹل انداز میں کھڑے ہو کر بنا پلک جھپکائے زریان کی
انکھوں میں دیکھتے ہوئے پوچھتے ہیں۔

زریان سائیں خان کی بات پر دوپل کے لیے ایک دم خاموش ہو جاتا ہے
ان کی بات کا مطلب سمجھنے کے لیے جو کہ اسے سمجھ نہیں آ رہا
تھا اور پوچھنے کی ہمت اس سے ہو نہیں رہی تھی۔۔

جو آپ کا حکم جیسا آپ چاہتے ہیں ویسا ہی ہو گا خان بابا
عمایہ کی حفاظت میں کروں گا

آپ فکر مت کریں کوئی نہیں آئے گا یونیورسٹی میں اس کے قریب
بھی میں آنے نہیں دوں گا۔

زیان گہری سانس بھرتے ہوئے کہتا ہے۔۔

بہت خوب اسی جواب کی امید تھی مجھے آپ پر وجیکٹ
مکمل کر لو تیار ہو کر نیچے ناشتہ پر آ جانا عمایہ یونیورسٹی جانے
کے لیے بے حد بے تاب ہے وہ۔۔

سائیں خان ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہتے ہوئے کمرے سے باہر
کی جانب کا رخ کرتے ہیں۔

ان کے جاتے ہی زیان اپنے دل
پر ہاتھ رکھے گہری سانس لینے لگتا ہے۔

مایا جال سے کون الجھنے کی کوشش کر سکتا ہے اور اس کی اتنی
فکر کیوں کرتے ہیں میری تو نہیں کرتے ہیں۔۔

زیان گنداسا منہ بناتے کمرے کا دروازہ بند کرتے ہوئے کہتا ہے اور
کہتے ہی اپنے اپنے بیڈ پر پڑے لیپ ٹاپ کو اٹھاتے ہوئے انگلیش
مووی دیکھنے لگتا ہے جو وہ فجر کی نماز پڑھنے کے بعد سے دیکھ رہا ہوتا ہے۔



پچھلے 10 منٹ سے لگاتار عمایہ کے کمرے کے دروازے پر گھر کی نوکرانی جو
اچھی کھاسی عمر کی تھی وہ دستک دے رہی تھی
اور دس منٹ سے ہی وہ آرہی ہوں آرہی ہوں کر رہی تھی پر کمرے کا
دروازہ نہیں کھول رہی تھی۔۔
عمایہ بی بی سائیں آپ کو بلارہا ہے ناشتہ تیار ہے ٹھنڈا ہو رہا ہے۔۔
ایک بار اور دروازے پر دستک دیتے ہوئے پیار سے کہتی ہیں۔

اماں آرہی ہوں مکمل تیار تو ہونے دیں اپنی بی بی کو۔۔!!

اندر سے بلند آواز میں عمایہ کہتی ہے۔

ایسا بھی آپ کیا تیار ہو رہا ہے پڑھائی کرنے کے واسطے آپ جا رہا ہے

شادی کے واسطے نہیں"

اماں کہتے کہتے دھیمی سی آواز میں آجاتی ہیں ان کی آواز مدھم

ہوئی تھی اور کمرے کا دروازہ مکمل طور پر کھلا تھا جہاں ایک ہاتھ

دروازے پر رکھے دوسرا ہاتھ کمر پر رکھے ہوئے عمایہ کائی گرین کلر

کی ریشمی لونگ فرائک پہننے ہوئے

اپنے دونوں کندھوں پر آگے کی طرف دوپٹہ کھول کر ڈالے ہوئے اپنے
بالوں میں ڈھیلی ڈھالی سی چٹیاں کیے ہوئے آگے
چہرے پر فل فیس جتنا لمبا پف اسٹیپ میں بالکل اسٹریٹ کیے ہوئے
پف کی ایک سائیڈ اپنے چہرے پر اور دوسری سائیڈ اپنے کان کے
پیچھے کیے اپنی دودھ جیسی نرم و نازک گوری رنگت پر چہرے پر صرف اور
صرف لال کلر کا ہلکا سا بلش آن لگا کر اپنی بڑی بڑی امبر کلر کی
آنکھوں میں صرف کا جل کی سلائی ڈالے ہوئے اپنی آنکھوں کو بے
حد پر کشش بنا چکی تھی۔۔

اور اس کے ساتھ ساتھ اپنے چہرے کے
ایک ایک نقوش کو واضح طور پر پرکشش بنا رہی تھی
اپنے ہونٹوں پر پنک میٹ کلر کی لپس اسٹک ہلکی سی لگائے جو اس
کے ہونٹوں کو بس رنگ میں رنگ رہے تھے۔
کانوں میں چھوٹی چھوٹی سی جھمکیاں پہننے ہوئے اپنے گلے کا
کھالی چھوڑے پیروں میں گولڈن کلر کا خسر پہننے ہوئے اپنے
چھوٹے چھوٹے موٹے موٹے سے ہاتھوں کو کھالی چھوڑے ہوئے عمامہ
ایک ادا کے ساتھ اپنے چہرے پر آتے ہوئے بالوں کو پیچھے کرتے ہوئے
اماں کے سامنے کھڑی ہوئی تھی۔

عمایہ اتنا ہی میک آپ کرتی ہے جتنی کی اسے اجازت ہوتی ہے
لڑکیوں کا حد سے زیادہ ان کی عمر سے زیادہ سجنادھجنا سردار
عباس خان کو نہیں پسند تھا۔

لڑکیوں کے میک آپ میں انہیں ہر چیز حد سے زیادہ ضرورت سے
زیادہ ہونے پر صرف نفرت ہوتی ہے انہیں اتنا میک آپ لگانے والے
وجود سے گھن آتی ہے۔

میک آپ میں حد سے زیادہ بری انہیں لال لپس اسٹک
لگتی ہے اس لیے آج تک عمایہ نے نا کبھی لی ہے اور نا ہی کبھی
لگائی ہے سرخ رنگ کی لپس اسٹک۔"

کیسا پھر۔۔؟؟

عمایہ سر سے پیر تک اپنی طرف اشارہ کرتے ہوئے اماں سے پوچھتی ہے۔

مست۔۔۔!!! عمایہ کو سر سے پیر تک دیکھتے ہوئے آنکھوں میں چمک

لیے خوشی سے بھرپور انداز میں کہتی ہے۔۔

وہ تو میں بچپن سے ہی ہوں "

اماں اپنا گلہ کھنگھارتے ہوئے ہنستے ہوئے کہتی ہے اور کہتے ہی مڑ

کر اپنے بیڈ کی طرف بڑھتی ہے اپنا بیگ اٹھائے اور بیڈ کے سائیڈ ٹیبل

سے اپنا فون اٹھاتی عمایہ

اماں کے ساتھ مل کر باتیں کرتی ہوئی نیچے حال میں جانے لگتی ہے
جہاں ابھی بھی سفید رنگ کے کارٹن کے سوٹ میں ملبوس اوپر
ڈارک براؤن کلر کا کوٹ پہننے ہوئے سائیں خان حال میں لگی ہوئی
کھڑکی جہاں سے وہ باہر گارڈن اور آسمان کا منظر دیکھتے ہوئے
کسی سے فون پر بات کرنے میں مصروف تھے وہی دوسری طرف ٹیبل پر بیٹھے
ہوئے عارش اور زیان دونوں سنجیدگی سے سائیں
خان کے دیے ہوئے حکم کے بارے میں بات کر رہے تھے

پر عمایہ کو دیکھتے ہی دونوں بھائی چہرے پر فخریہ مسکراہٹ

سجائے عمایہ کو اپنی طرف آنے کا اشارہ کرتے ہیں۔۔

عمایہ کے مکمل طور پر خود کو ڈھکے ہوئے لباس سے متاثر ہوتے ہوئے

دونوں بھائی پُر سکون انداز والی گہری سانس لیتے ہیں۔۔

عارش بھائی زیان بھائی ہم کیسے لگ رہے ہیں۔۔۔؟؟

ہمیشہ کی طرح بہت پیاری۔۔

عارش عمایہ کے چہرے کو دیکھتے ہوئے کہتا ہے اور کہتے ہی مسکرا پڑتا ہے۔

ہمیشہ کی طرح الٹی "زیان الٹی کرنے والے انداز میں کہتا ہے۔۔

بھائی اکیلے دنیا میں آنے سے ڈر لگ رہا تھا کیا آپ کو

جو اس جن کو بھی ساتھ لے آئے۔۔!!!

عمایہ رونے والا منہ بناتے ہوئے زیان کو گھورتے ہوئے کہتی ہے۔۔

زیان سدھر جاؤ اگر میری گڑیا کو صبح رولا یا تو

اچھا نہیں ہو گا تمہارے ساتھ "

ڈاننگ ٹیبل کی طرف بڑھتے ہوئے سائیں خان فون کوٹ کی جیب

میں ڈالتے ہوئے کہتے ہیں اور کہتے ہی عمایہ

کو ایک نظر دیکھتے ہوئے اس کے ماتھے پر بوسہ دیتے

مسکراتے ہوئے پہلے اسے کرسی پر بیٹھاتے ہیں اور پھر خود اپنی

ڈاننگ ٹیبل کی درمیانی کرسی پر بیٹھ جاتے ہیں۔۔"

عمایہ بھی اپنی کمر سے چادر اتار کر کرسی پر پیچھے رکھتے ہوئے

ایک دم نارمل پر سکون سی ہو کر اپنے تینوں خانوں کے ساتھ ناشتہ کرنے لگتی ہے۔

SALEHA IQBAL

„Dil E Ra_q sam

Episode 03 ☆

By sALEHA IQBAL ♣



تینوں بھائی بہن ناشتہ کرنے میں مصروف تھے کہ عمایہ کا فون بج
پڑتا ہے پراٹھے کا نیوالہ منہ میں ڈالا ہی تھا
کہ نظریں فون کی طرف دوڑتی ہیں پر دونوں ہاتھوں پر آئل لگا ہوا تھا

عمایہ بے بس نظروں سے گردن گھوما کر منہ میں نیوالہ بھرے ہوئے
اپنے پاس بیٹھے ہوئے زیاں کو ٹمٹاتی ہوئی نظروں
سے دیکھتی ہے۔۔۔

لالہ۔۔۔؟؟؟ عمایہ پیار سے اپنی پلکیں جھپکاتے ہوئے کہتی ہے۔۔
اففف ناشکی نا تم رات کو سکون سے سونے دیتی ہونا ہی تم ناشتہ
کرنے دیتی ہو۔۔۔!! عمایہ کی معصومیت سے بھری
اسکی آنکھوں کا ٹمٹمانا دیکھتے زاریت سے کہتا ہے۔۔

اور اپنے ہاتھوں کو اپنے جیب سے نکالے اپنے رومال سے صاف کرتا
عمایہ کا فون اٹھانے کے لیے ہاتھ بڑھاتا ہے
فون بند ہوتا اس سے پہلے زیان فون عمایہ کے کان سے لگا دیتا ہے۔۔
کدھر رہ گیا ہے تم جانمن ہم کب سے تمہارا انتظار کر رہا ہے۔۔!!
فون کے دوسری طرف سے ایک لڑکی کی
خوبصورت سی آواز عمایہ کے ساتھ ساتھ اس کے قریب اسی کی
طرف منہ کیے بیٹھے ہوئے زیان کے کان میں پڑتی ہے۔۔

اوووو۔۔۔ زیان لڑکی کی آواز پر اپنی ایک آئینہ واٹھاتے ہوئے کہتا ہے
کہتے ہوئے اس کے ہونٹوں پر پل کے لیے مسکراہٹ آتی ہے
پر خان بابا کی نظروں میں لانے سے پہلے زیان چہرے سے مسکراہٹ
غائب کرتا سنجیدہ ہو جاتا ہے۔۔۔

ہم آرہا ہے لیلی تم 10 منٹ انتظار کرو اور ہمارا۔۔۔!!!
عمایہ جلدی سے کہتے ہوئے پراٹھے کا ایک اور
نیوالہ کھاتی ہے۔۔۔

تم ہم سے پچھلے ہفتے سے انتظار ہی کروا رہا ہے جانمن
اب جلدی پہنچو ہم چائے والے ڈھابے کے سامنے اپنی گاڑی میں
بیٹھا ہوا ہے۔۔۔!!!

ہاں ٹھیک ہے تم اندر ہی بیٹھو باہر مت نکالنا کوئی ہنگامہ مت کرنا ہم
آ رہا ہے۔۔۔!! عمایہ کہتے ہی فون کان سے ہٹاتے سیدھا
کیچن کی طرف اپنے ہاتھ دھونے کی طرف دوڑتے ہوئے جاتی ہے۔
ہم تم کو کوئی زاکوٹا جن جیسا لگتا ہے جو ہنگامہ کرتا رہے گا ہر وقت

ہم علیزے اقبال ہیں ہم ہنگامہ صرف تمہارے ساتھ کرتا ہے
ورنہ ہم معصوم ہیں۔۔

جی بی بی ہم سب اچھے سے جانتے ہیں آپ اور آپ کی یہ دوست
کس قدر معصوم ہیں۔۔۔!!

علیزے کی بات مکمل ہوتی ہے زیاں فون کان سے لگاتا علیزے کا نام
سنتا اپنے دانت بکھینچتے ہوئے بول پڑتا ہے۔۔
زیاں لالہ۔۔؟؟؟ کیسا ہے تم۔۔؟؟

علیزے اپنے بلیک کلر کی جیپ کا ڈھابے کے بالکل سامنے پارک کیے
گاڑی کے دروازے کھولے اپنے ہاتھ سے دروازے کو لہراتے ہوئے
پوچھتی ہے۔

ہم ٹھیک ہے علیزے تم کیسی ہو اقبال چاچا کیسے ہیں۔۔؟؟
زیان نارمل انداز میں اپنے لیے کیتلی میں سے گرم و گرم چائے کپ
میں ڈالتے ہوئے پوچھتا ہے۔۔

چاچا ٹھیک ہیں آپ کے ہم بھی ٹھیک ہے لالہ تم ہماری جانم۔۔

ہمارا مطلب ہمارا دوست کو جلدی سے لے آؤ ہمیں پڑھائی کے

لیے دیر ہو رہی ہے۔۔۔!!!

جی جی بیٹا جی جانتا ہوں میں کون سی پڑھائی لیٹ ہو رہی ہے آپ دونوں کی۔۔۔!!!

زیان کی بات پر علیزے اپنی گاڑی کا دروازہ زور سے بند

کرتے ہوئے گہری سانس لیتے ہوئے مڑ کر ڈھابے کی جانب دیکھتی ہے۔

کالے رنگ کے پٹھانی کرتے نیچے بلیک کلر کا ٹراؤزر پہننے ہوئے شرٹ

کے اوپر ایک چھوٹی سی اسکے پیٹ جتنی بلیک کلر کی پر گولڈن

پٹھانی کا موالی کوئی پہننے ہوئے

اپنے دونوں کندھوں پر گرم شال اوڑھے گلے میں دوپٹہ ڈالے ہوئے
 گورے چٹے پیروں میں کالے رنگ کے خنہ پہنے
 چہرے پر ناہونے کے برابر میک آپ کی اپنی لائٹ گیرے کلر کی
 آنکھوں میں کاجل لگائے ہوئے اپنے بالوں کو کھلا چھوڑے جو تیز ہوا
 کی وجہ سے مکمل طور پر بکھرے ہوئے تھے
 اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے علیزے گردن موڑے کشمیر کے سرد
 موسم میں ہلکی ہلکی سی نکلی ہوئی دھوپ میں ڈھابے پر چار پائیوں اور
 پھٹوں پر گول گول تکیے لگائے ہوئے

ان سے پشت ٹیکائے ہوئے کچھ لوگ سرد موسم میں گرم چائے کی
چسکیوں کے مزے لیتے ہوئے باتیں کر رہے تھے
تو کچھ لوگ گرم و گرم دودھ پتی چائے گرم گرم پراٹھے کھاتے
ہوئے اپنے دن کا آغاز کر رہے ہوتے ہیں۔۔

لالہ آجائیں نا ہم انتظار کر کر کے تھک گیا ہے یہاں اور یہ چائے پراٹھے
کا خوشبوؤں ہمارا من للچار ہا ہے جبکہ ہم ناشتہ کر کے آیا ہے۔۔!!!
علیزے لوگوں کو مزے سے کھاتے دیکھتے ہوئے معصومانہ
انداز میں کہتی ہے۔۔

تو دوبارہ ناشتہ کر لو تب تک ہم آجائیں گے۔!!
زیان چائے کا گھونٹ حلق سے اتارتے ہوئے کہتا ہے۔۔
ہم ناشتہ کر کے آیا ہے لالہ اگر ایسے ہی بار بار کھاتا رہے گا تو ہم موٹا
ہو جائے گا اور لڑکوں کو موٹا لڑکی نہیں پسند ہوتا ہے
وہ سنا نہیں ہے تم نے۔۔

علیزے ڈھابے سے نظر ہٹاتی اپنے دوسری طرف بڑی بڑی ہریالی والے
پہاڑ تھے گہری کھائی تھی ان سب کو ایک نظر دیکھتے ہوئے
سوچتے ہوئے اپنے بائیں ہاتھ کی چٹکی بجاتے کہنے کی کوشش کرتی ہے۔۔"

زیاں بے حد تجسس سے اس کی بات سننے کی کوشش کرتا ہے جبکہ

عارش اس کے چہرے پر آتی ہوئی مسکراہٹ کو عجیب و غریب

نظروں سے دیکھنے لگ گیا تھا سائیں خان بھی بار بار زیاں کی

طرف دیکھ رہے ہوتے ہیں پر اسے کچھ نہیں کہتے ہیں۔۔

ہاں وہ گانا ہم نے کل سنا تھا کیا تھا وہ پتلی کمر۔۔۔!!

علیزے کے ذہن میں صرف گانے کے لفظ آرہے تھے اس کے مکمل بول

نہیں آرہے تھے۔۔

ہاں یاد آگیا ہے۔۔۔

کمر پتلی ہو جتنی بھی مزہ اتنا شیلا ہے۔۔۔!!!

چلے گا جو بھی ہے ہاتھوں کا رنگ کالا یا نیلا ہے"

عشق کے نام پر کرتے سبھی اب اس لیلہ ہے"

میں کروں تو سالہ کیریکٹر ڈھیلا ہے۔۔۔"

علیزے فل مزے لیتے ہوئے اپنی گاڑی میں بیٹھتے ہوئے گانا گاتی ہے

علیزے کے گانے پر زیان کے چہرے پر ناچھپانے والی مسکراہٹ

چھانے لگتی ہے زیان کو ہنستا دیکھتے ہوئے

عارش ایک زوردار پیراس کی لات پر مارتا ہے جو سیدھا زیان کی
ٹانگ کی ہڈی پر لگتی ہے۔۔

درد میں کراہتے ہوئے زیان فوراً سے فون بند کر کے عارش کی طرف
لال سرخ ہوتے منہ کے ساتھ دیکھتا ہے۔۔

یہ کیا تھا۔۔؟؟؟ زیان کا چہرہ اور مزید سرخ پڑنے لگ گیا تھا اپنے
درد کو برداشت کرتے ہوئے اپنی ٹانگ پر ہاتھ مسلتے ہوئے
زیان پوچھتا ہے۔۔

خان بابا یہی ہیں۔۔!!" عارش گھورتے ہوئے کہتا ہے۔۔
عارش کی بات پر زیان سائیں خان کی طرف دیکھتے ہیں وہ ہاتھ
میں کانٹے والا چمچ پکڑے ہوئے کرسی سے پشت ٹیکائے
ہوئے زیان کو کولڈ نظروں سے دیکھ رہا تھا۔۔
سائیں خان کو اس عشق معشوقی والی حرکتوں سے سخت نفرت
تھی کیونکہ انہیں محبت سے اس کے نام سے اس کے احساس سے ہی بے پناہ نفرت تھی
اور یہ ہی وہ وجہ تھی کہ عمامہ اپنے خان بابا سے
چھپ کر اللہ تعالیٰ کو چرائے ہوئے پیسوں سے ایمپریس کرتی ہے

کہ یا تو خان بابا کی زندگی میں کوئی محبت کرنے والی آجائے یا پھر

اسکی خود کی زندگی میں اور آج اسی چکر میں وہ زمین

پر جھاڑو لگاتے ہوئے لمبے چوڑا اوڑھے ہوئے اپنی منت پوری

کرنے کے لیے اتنی ایکسائیڈ ہو کر تیار ہوئے تھی۔۔

س۔ سوری خان بابا۔۔!! زیاں اپنی ٹانگ سے ہاتھ ہٹاتے ہوئے

سیدھا ہو کر بیٹھتے ہوئے کہتا ہے۔۔

زیاں لالہ چلیں علیزے انتظار کر رہا ہو گا ہمارا۔۔!!

کیچن سے باہر نکالے اپنے ہاتھوں کو ٹیشو پیپر سے صاف کرتے ہوئے کہتی ہے۔

ہاں چلو۔۔۔!!! زیاں کہتے ہوئے کرسی کو اپنے ہاتھ سے پیچھے کرتے

ہوئے عمایہ کی طرف مڑتا ہے کہ

عمایہ کے اڑھائی میٹر کے لمبے سے دوپٹے کو زمین پر گھسیٹتا دیکھ
کر زیاں تجسس بھری نگاہوں سے عمایہ کو دیکھتا ہے۔

گھور کیوں رہے ہولالہ بہت زیادہ پیاری لگ رہی ہوں میں آج۔۔؟؟

عمایہ مسکراتی ہوئی ٹمٹاتی ہوئی نظروں سے دیکھتے ہوئے

زیاں کی طرف بڑھتی ہے۔۔

یہ اتنا لمبا دوپٹہ کیوں لیا ہے تم 4 فٹ کی تم ہو اور 10 فٹ کا دوپٹہ لیا ہوا ہے تم نے۔۔!!

زیان اپنے دونوں ہاتھ اپنی کمر پر رکھتے ہوئے کہتا ہے۔۔

ہاں تو وہ خان بابا کہتے ہیں نالڑکیوں کے دوپٹہ لمبے لمبے ہونے

چاہیے تاکہ لڑکیوں کے سر کا بال بھی کسی محرم کی نظروں میں نہ

آئے تو بس اس لیے ہم نے اتنا بڑا دوپٹہ لیا۔

عمایہ زمین پر لگتے ہوئے اپنا دوپٹہ ہاتھ میں پکڑتے

ہوئے کہتی ہے۔

یہ سر پر اوڑھا ہوا کہاں ہیں تم نے تمہارے سارے بال تو دیکھ رہے
ہیں مجھے "زیان عمایہ ہے سر ہی طرف دیکھتے ہوئے کہتا ہے
کہ عمایہ خون اترتی نظروں سے اپنے لب بھینچتے ہوئے زیان کی
طرف دیکھتی ہے اور اپنے ہاتھ میں پکڑا ہوا

ٹیشو پیپر زیان کے منہ پر مارتے ہوئے زیان کی طرف بڑھتی ہے۔۔
ہم خان بابا کو بتادیں گے کہ آپ کون سی دیر رات تک پڑھائی کرتا ہے ہمارا منہ نا
کھلوائیں آپ اور یہ دوپٹہ آج اتنا لمبا کیوں ہے بھول گئے آپ

صبح سردی میں برف ہم جو بنے تے منت جو مانگی تھی ہم نے وہ
پوری کرنے کی کوشش تو کرنی ہے نا۔۔۔!!!
عمایہ زیان کے سامنے کھڑے ہو کر کھسپاتے ہوئے آنکھوں میں
آنکھیں ڈالے کہتی ہے
اور کہنے کے ساتھ ساتھ اپنے پیر سے زیان کے پیر کو زور سے
مسل رہی ہوتی ہے۔۔
عمایہ کی حرکت پر زیان کچھ کہنے کے چکروں میں تھا پر زیان
گہری سانس لیتے ہوئے خود کو کمپوز کیے کھڑا تھا

بس کر دو دن کا آغاز پر دن لڑ کر کرنا ضروری نہیں ہوتا ہے۔۔
سائیں خان ہاتھ میں پکڑا چھج زور سے ٹیبل پر رکھتے ہوئے کہتے ہیں
اور کہنے کے ساتھ ہی کرسی سے اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔۔
خان بابا یہ لڑتی ہے ہم سے ہم تو اتنے اچھے سے بات کرتا ہے۔۔
عمایہ شیکاہیت لگاتے ہوئے زیان سے دور ہوتی ہے
اور خان بابا کی طرف بڑھتی ہے۔۔

کم تم بھی نہیں ہو گڑیا "سائیں خان کہتے ہوئے عمایہ کی کرسی پر
پڑی اس کی چادر اٹھا کر عمایہ کے سر اوڑھانے لگتے ہیں۔۔
جو بات ابھی تم نے کی ہے اس بات کو حویلی سے باہر قدم
رکھنے کے ساتھ ہی اپنے ذہن میں رکھنا عمایہ سر سے دوپٹہ نہیں
اترنا چاہیے کسی مرد کی نظر کر پڑی تو آج رات
نمازِ عشاء میں اس کے لیے فاتحہ بھی پڑھ لینا اور ساتھ ہی ساتھ
اس کی مغفرت کی دعا بھی کر لینا۔!!

عمایہ کو چادر اوڑھاتے ہوئے سنجیدہ ہو کر عمایہ کے چہرے کو
دیکھتے ہوئے اسے وار ننگ دیتے ہیں۔۔

ہم خیال رکھیں گے خان بابا۔۔!! عمایہ سر جھکاتے ہوئے کہتی ہے۔
ہمیں یقین ہے ہماری گڑیا اس بات کا خیال ہمیشہ رکھی گی ہمارا مان
نہیں توڑی گی۔۔!! عمایہ کے ماتھے پر بوسہ دیتے ہوئے
ہلکا سا مسکرا کر کہتے ہیں۔۔

عمایہ بھی ان کی حرکت پر مسکرا اٹھتی ہے۔۔

اور تمہیں جو ہم نے کہا ہے اس بات کو یاد رکھنا غلطی کی
گنجائش نہیں ہے کوئی۔۔!! عمایہ سے دور ہوتے زیان کی
طرف دیکھتے ہوئے کہتے ہیں۔

جی خان بابا میں بھی خیال رکھوں گا آپ کی بات کا"
زیان سر جھکاتے ہوئے کہتا ہے۔۔

چلو جاؤں اب تم دونوں گاڑیاں تیار ہیں باہر ہمیں بھی پنچائیت جانا ہے۔۔!!
سائیں خان عمایہ کے سامنے سے ہٹتے ہوئے کہتے ہیں۔۔

جی خدا حافظ خان بابا خدا حافظ لالہ

عمایہ کرسی سے اپنا بیگ اور کوٹ ٹیبل سے اپنا فون اٹھاتے ہوئے
حویلی سے باہر کی طرف لمبے لمبے ڈگ بھرتی ہوئی
کہتی ہے۔۔

خدا حافظ۔۔!! زیاں بھی کہنے کے ساتھ ہی حویلی سے
باہر نکلے اپنی گاڑی کی طرف بڑھتا ہے جہاں عمایہ پہلے ہی پہنچ چکی تھی۔۔
خان بابا چلیں پنچائیت۔۔؟؟

عارش سائیں خان کی طرف بڑھتے ہوئے پوچھتا ہے۔

ہاں چلو۔۔۔!!

اطمینان سے جواب دیتے دروازے کی طرف دونوں بڑھتے ہیں۔

بابا ویسے آپ نے بتایا نہیں آج پنچائیت کیا ہونے والا ہے

جس کے لیے اتنی جلدی کی جا رہی ہے۔۔۔؟؟

سفید کلر کی گاڑی کی طرف گاڑی کی ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ

کھولتے ہوئے عارش فرنٹ سیٹ کی جانب بڑھتے ہوئے

سائیں خان سے پوچھتا ہے۔۔

باہر کے ملک سے کچھ بچیاں آئی ہیں

15 سال تک کی کوٹھے میں لالچی مردوں کے دل بہلانے کا سامان

بننے انہیں رہا کروانے کے لیے پنچائیت رکھی گئی ہے۔۔

کیا۔۔؟؟؟ عارش ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے سیٹ بیلٹ لگاتے

ہوئے حیرانگی سے کہتا ہے۔۔

اس لیے مجھے لڑکیوں حد سے زیادہ سجنادھجنا غیر مردوں کے

سامنے بے پردہ ہونا پسند نہیں ہے آج کل کی نظر

خوبصورتی کو سراہتی نہیں ہے نظروں میں عزت نہیں ہوتی ہیں کہ

SALEHA IQBA!

آج کل کے مرد معصوم لڑکیوں سے ان کی خوبصورتی چھین لیتے ہیں

کتنے طریقوں سے نوچ کر اس بات سے وہ بچیاں

سب انجان ہوں اور ویسے بھی جنہیں اب کی بار کشمیر لایا گیا ہے

وہ سب کی سب بچیاں ہیں جو الگ الگ ملک سے آئیں ہیں

سب کی سب 15 سال تک کی ہی ہیں تقریباً اس سے بھی

چھوٹی۔۔۔!!!

سائیں خان کہتے کہتے سوچ میں پڑ جاتے ہیں۔۔

اسکول جانے کی عمر میں تعلیم حاصل کر کے ایک مضبوط لڑکی بننے
کی عمر میں وہ "طوائف" ہر لڑکی کو اپنے جیسا بنانی چاہتی ہے
جو میں اسے نہیں کرنے دوں گا اس کے ہر غلط کام کو جڑ
سے ختم کرنے کا وقت آ گیا ہے۔۔

سائیں خان کی آنکھوں میں بے حد نفرت اور غصہ تھا معصوم بچیوں
کی زندگی کو تباہ ہونے کا سفتے ہوئے ان کے دماغ کی رگیں تن گئی
تھیں غصہ کی وجہ سے

میری ماں نے مجھے عورت کی عزت کرنا سکھایا تھا

پر میرے بابا نے مجھے کس کس طریقے کس حد سے گزر کر ان کی
عزت کی حفاظت کرنی ہے یہ سیکھایا تھا۔

سردار عباس خان کے ہوتے ہوئے کشمیر میں اب کوئی اور معصوم
بچی کسی مرد کے بستر پر نہیں جائے گی
کسی مرد کے بستر کی زینت نہیں بنے گی میں ہونے نہیں دوں گا
ایسا نا آج نہ ہی آئندہ زندگی میں "

سائیں کہتے ہوئے گردن موڑے کھڑکی سے باہر آسمان کی طرف
دیکھتے ہوئے گہری سانس لیتے ہوئے کہتے ہیں

ان کے دل کی دھڑکنیں بھی تیزی سے بڑھنا جو شروع ہو گئی تھیں۔۔

خان بابا فکر مت کریں ویسا ہی ہو گا جیسا آپ نے سوچا ہے پورا
گاؤں آپ کے ساتھ ہے بلکہ کشمیر کی حکومت بھی آپ کی ہے کسی معصوم کی
زندگی خراب نہیں ہوگی۔۔

عارش سائیں خان کی طرف دیکھتے ہوئے کہتا ہے جو کھڑکی سے باہر
آسمان کو دیکھتے ہوئے اپنے غصہ کو ضبط کرنے کی کوشش
کر رہے تھے۔۔"

عارش ان کا رخ دوسری طرف دیکھتے ہوئے گاڑی اسٹارٹ کرتا
حویلی سے باہر نکلے پنچائیت کی طرف کا رخ کرتے ہیں۔۔



عمایہ کے انتظار میں گاڑی میں بیٹھی بیٹھی علیزے اب تنگ آچکی تھی۔۔
کدھر رہ گیا ہے یہ لڑکی ہم اور کتنا انتظار کرے اس کا۔۔؟؟
علیزے اسٹیرنگ پر سر رکھتے ہوئے رونے والی شکل
بنائے کہتی ہے۔۔

میں خود جارہی ہوں وہ خود اپنے لالا کے ساتھ آجائے گا اور انتظار

نہیں ہوتا ہے ہم سے اب۔۔۔!!!

علیزے کہتے ہی گاڑی اسٹارٹ کرتی ہے اور گاڑی کو سڑک پر چڑھانے

کے لیے وہ تھوڑا سا گاڑی کو پہلے پیچھے کرتی ہے اور سڑک پر

چڑھاتی ہے سڑک پر آتے ہی وہ آگے جانے کے بجائے پیچھے کی طرف

ٹرن کاٹنے لگتی ہے گاڑی کو صرف پیچھے ہی کرتی ہے کہ گاڑی اس کی گاڑی کے

پیچھے آنے والی پولیس کی گاڑی کے بونٹ سے جا ٹکراتی ہے۔۔۔

گاڑی کی آپس میں جیسے ہی ٹکڑ ہوتی ہے علیزے کی تو سانسیں رگ
گئی تھیں وہ اپنی سانس روکے بنا پیچھے دیکھے وہاں سے جانے کے
لیے گاڑی کو آگے ہلکا سا بڑھاتی ہے کہ گاڑی میں سوار آدمی کی
آواز علیزے کے کانوں میں پہنچتی ہے۔۔

"اوئے۔۔۔؟؟؟ گاڑی کی ٹکڑ پیچھے والی پولیس کی گاڑی میں سوار
آدمی بلند آواز میں زور سے کہتا ہے۔۔

"اوئے۔۔!؟

بد تمیز بے شرم ذلیل تم کو تمیز نہیں ہے۔۔؟؟"

علیزے اس کی بات پر دہراتی ہے اور گاڑی کی کھڑکی سے گردن نکال
کر بولتی ہے۔۔۔

"مجھے ہے پر تمہیں نہیں ہے شاید تب ہی تو میری گاڑی
ٹھوک کر مہارانی بنے جاری ہو"

گاڑی میں سوار اب گاڑی سے باہر نکل کر اپنی پولیس کار کا بونٹ دیکھتے ہوئے کہتا ہے۔۔
"اوو و خبیث کہیں کی ہم نے کب ٹھوکی تمہارا گاڑی۔؟؟"
علیزے بھی بولتے ہوئے گاڑی سے باہر نکل کر غصیلے لہجے میں کہتی ہے کہ

سامنے کھڑے آدمی کو پولیس آفیسر کی وردی میں دیکھ پولیس کی
گاڑی جس کی ہیڈ لائٹ ٹوٹ چکی تھیں اسے دیکھتے ہی وہ اپنی جگہ پر ساکت
کھڑی رہ جاتی ہے۔۔

ابھی ٹھوکی ہے یہ دیکھو ہیڈ لائٹ ٹوٹ گئی ہے

اور ایک سیکنڈ۔۔!!"

"میں کی نہیں کا ہوں کا اااااااااا"

اپنے آخری الفاظ پر زور دیتے ہوئے کہتا ہے اور کہتے ہوئے جیسے ہی مڑتا ہے
علیزے کو جیسے دیکھتا ہے

پولیس کی وردی میں ملبوس زر خان شاہ میر عالم بھی پل کے لیے

اپنی جگہ پر ساکت رہ جاتا ہے۔۔

ہاں ہم کو پتا ہے تم کو ا ہے کا کا کرنا بند کرو کوے نہیں پسند ہے ہم

کو "علیزے خود کو کمپوز کرتے ہوئے اپنے کندھوں پر اوڑھی ہوئی شال سر پر اوڑھتے

ہوئے کہتی ہے۔

پاگل عورت میں اپنا جینڈر بتا رہا تھا"

زر خان علیزے کو غصہ میں گھورتے ہوئے کہتا ہے۔۔

عورت۔۔۔؟؟؟؟

اندھی خبیث گندی شکل ہم تم کو عورت دیکھتا ہے "
علیزے فوراً سے سراٹھا کر زر خان کے چہر کو کھلے منہ سے دیکھتے ہوئے کہتی ہے۔
میں تمہارا حشر کر دوں گا اگر ایک بار اور میرا جینڈر تبدیل کیا تم نے "
زر خان علیزے کی طرف بڑھتے ہوئے تیش میں کہتا ہے۔
اور ہم تمہارا شکل تبدیل کر دیں گے اگر ہم سے بد تمیزی کیا تم نے "
علیزے زر خان کو اپنی طرف آتا دیکھ سر جھکائے
ہوئے کہتی ہے۔۔

"بد تمیزی تم کر رہا ہے۔۔۔!!!"

میرا مطلب ہے کر رہی ہو۔۔۔ زر خان کہتے کہتے رکتا ہے اور اپنی آنکھیں
میچ کر کھولتے ہوئے کہتا ہے۔۔۔

پیسے دو میری گاڑی کے کتنا نقصان کیا ہے تم نے جانتی بھی ہو کون
ہوں میں "زر خان علیزے کی طرف پیسوں کے لیے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہتا ہے۔۔۔
کیوں تم کو نہیں پتا کون ہو تم

ڈاکٹر نے تمہارے پیدا ہونے پر بتایا نہیں تھا تم کو"

علیزے زر خان ہاتھ کو دیکھتے ہوئے غصہ میں منہ پھلاتے ہوئے کہتی ہے۔۔۔

کیا مطلب۔۔۔؟؟ زر خان کو اس کی بات کا مطلب سمجھ نہیں آیا تھا

وہ تجسس سے پوچھتا ہے کہ پھر خود ہی اس کی بات کا مطلب سمجھ جاتا ہے۔۔

تمہاری تو ایسی کی تیری پاگل عورت "اپنے ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچتے ہوئے کہتا ہے۔۔

تم ہو گی پاگل عورت اگر ہم کو دوبارہ عورت بولا

تو ہم تمہیں چھوڑے گا نہیں چاچا"

علیزے بھی برابر اپنے سامنے کھڑے شخص کا

اس کی وردی کا لحاظ کرتے ہوئے کہتی ہے۔۔

تم تو گئی بیٹا ایک پولیس والے کے ساتھ اسکے جینڈر کو
لے کر مذاق کرتی ہوں 10 سال کی عمر قید مبارک
ہو تمہیں "زر خان کہتے ہوئے اپنی گاڑی کی طرف بڑھتا ہے گاڑی میں
ڈیش بورڈ پر رکھی ہتھکڑی اٹھا کر علیزے کی طرف بڑھتا ہے
اور اس کے دونوں ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں پکڑے ہتھکڑی پہنانے
لگتا ہے کہ ایک نظر علیزے کی طرف دیکھتا ہے
جو غم ہوتی آنکھوں سے اس کی جانب دیکھ
رہی ہوتی ہے۔۔

اب رو کیوں رہی ہو بد تمیزی کرنے سے پہلے سوچتی کیوں نہیں ہو پھر۔۔۔؟

زر خان کے ہاتھوں میں علیزے کے ہاتھ ہوتے ہیں اور نظریں اس کی
آنکھوں میں ٹپکی ہوئی تھی۔۔

سوری بھائی۔۔۔!! علیزے سر جھکاتے ہوئے کہتی ہے۔

زر خان علیزے دونوں آپس میں کزن تھے زر خان علیزے کے بڑے تائے
کا اکلوتا بیٹا تھا

جواب کشمیر کا ایک قابل پولیس آفیسر تھا اور علیزے کا زاکوٹا
جن جیسے جن بننے میں وقت نہیں لگتا ہے۔۔

"Dil E Ra_q sam

Episode 04 ☆

By sALEHA IQBAL ♣

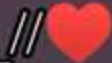


"یہاں کیا کر رہی ہو۔۔؟؟" علیزے کے ہاتھوں کو چھوڑتے ہوئے پوچھتا ہے۔۔
"پڑھائی" علیزے اپنے ہاتھ جلدی سے اپنی شال کے نیچے چھپاتے ہوئے کہتی ہے۔۔
"چائے کے ڈھابے پر۔۔؟؟" ایک آئیر واٹھاتے ہوئے پوچھتا ہے۔
ن۔۔ نہیں بھائی وہ ہم انتظار کر رہا ہے یہاں"

"Dil E Ra_q sam

Episode 04 ☆

By sALEHA IQBAL ♣



"یہاں کیا کر رہی ہو۔۔؟؟" علیزے کے ہاتھوں کو چھوڑتے ہوئے پوچھتا ہے۔۔
"پڑھائی" علیزے اپنے ہاتھ جلدی سے اپنی شال کے نیچے چھپاتے ہوئے کہتی ہے۔۔
"چائے کے ڈھابے پر۔۔؟؟" ایک آئیر واٹھاتے ہوئے پوچھتا ہے۔
ن۔۔ نہیں بھائی وہ ہم انتظار کر رہا ہے یہاں"

"بھائی نہیں ہوں میں تمہارا"

علیزے کہہ ہی رہی تھی کہ زر خان غصہ میں بول پڑتا ہے۔

"پر بابا کہتا ہے آپ ہمارا بھائی ہے"

علیزے معصومیت سے بھرے لہجے میں جواب دیتی ہے۔۔

بہت جلدی مان جاتی ہو بابا کی بات جو میں کہتا ہوں وہ کیوں نہیں سنائی دیتا ہے تمہیں۔؟؟

لہجہ ابھی بھی کافی حد تک سخت تھا۔

"سنتا تو ہے ہم آپ کی بات بھی بھائی"

پہلی بات میں تمہارا بھائی نہیں ہوں مجھے بھائی مت بولا کرو"

علیزے کی بات دوبارہ کاٹ کر زر خان اس کی طرف بڑھتے ہوئے
نظروں سے تیر برساتے ہوئے کہتا ہے۔

اور دوسری بات تم لڑکا نہیں ہوں تم لڑکی ہو لڑکیوں کی طرح بولا کرو"
اپنے سامنے سر جھکائے اپنی سانسیں روکے ہوئی
کھڑی علیزے کو دیکھتے ہوئے کہتا ہے۔

ٹھیک ہے میں آپ کو بھائی نہیں بلائے گا اور ہم لڑکیوں کی طرح ہی تو بولتا ہے لالا"
علیزے کہتے کہتے اپنے ڈر ہو قاہو پاتے ہوئے

سراٹھا کر کہتی ہے کہ علیزے کی بات پر زر خان گہری سانس لیتے ہوئے

اپنے ہاتھوں میں پکڑی ہوئی ہتھکڑی مضبوطی سے ہاتھ میں بھینچ لیتا ہے۔۔

ابھی منع کیا نا مجھے بھائی بولنے سے "

زر خان اپنے غصہ کو کنٹرول کرنے کی کوشش کرتے ہوئے کہتا ہے۔۔

"پر ہم نے تو آپ کو لالا بولا ہے بھائی نہیں "

علیزے بالکل دھیمے لہجے میں بولتی ہے۔

دونوں کا مطلب تو ایک ہی ہے نا پاگل لڑکی "اپنے لب بھینچتے ہوئے کہتا ہے۔۔

پھر ہم آپ کو کس نام سے بلائے گا۔۔؟؟"

علیزے بڑی بڑی آنکھیں کیے پوچھتی ہے۔۔

جو تمہیں پسند ہے اس نام سے پکار لیا کرو"

علیزے کی بڑی بڑی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے خود کو پر سکون کرتا زرخان بولتا ہے۔۔

تو پھر میں آپ کو زاکوٹا جن بلائے گا ٹھیک ہے لالا۔۔؟؟"

علیزے مسکراتے ہوئے پوچھتی ہے۔۔

ہاں ٹھیک ہے بلاؤں مجھے ایک بار اور پھر دیکھوں اس زاکوٹا جن کو

سچ میں جن بنتے ہوئے اور تم جانتی ہو

جب میں جن بنتا ہوں تو کیا ہوتا ہے بولو بن جاؤ جن۔۔؟؟'

اپنی پینٹ کی جیب میں ہتھکڑی ڈالتے ہوئے علیزے کے بالکل سامنے

اس کے قریب سڑک کے پیچ و پیچ کھڑے ہو کر

اپنی آنکھیں علیزے کے معصوم سے چہرے پر اس کی آنکھوں میں

ڈالے ہوئے پوچھتا ہے۔۔

"ن۔۔ نہیں"

ڈر کے مارے اپنے قدموں کو پیچھے اٹھاتے ہوئے کہتی ہے)

تو پھر وہ نام لوجوسن کر مجھے اچھا لگے"

علیزے کے پیچھے ہٹتے قدموں کی جگہ پر اپنے قدم رکھتے ہوئے اس
کو مزید خوف زدہ کرتے ہوئے سخت لہجے میں کہتا ہے۔۔
خان عالم" (دھیرے سے منانے والے انداز میں کہتی ہے۔۔
علیزے کہتی ہے اور زر خان کے قدم رکھتے ہیں۔۔

شباباش میرا بھالو۔۔!!

فلحال کے لیے خان عالم ٹھیک ہے اس کو جان عالم میں جلد ہی بنا
لوں گا"

تھوڑا سا جھک کر علیزے کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہتا ہے اور
کہتے ہی کچھ پل کے لیے زر خان اسی پوزیشن میں کھڑا علیزے کی
معصوم سی بے حد خوبصورت اور دلکش سی آنکھوں
میں دیکھنے لگتا ہے جیسے وہ دھیرے دھیرے اس کی آنکھوں میں کھوتا جا رہا تھا۔
"چلو آؤ میں چھوڑ آتا ہوں یونیورسٹی تمہیں"
زر خان خود کو کمپوز کرتا علیزے سے دور ہوتے ہوئے کہتا ہے
ن۔۔ نہیں لا لا لا ہم چلا جائے گا"

علیزے زر خان کے دور ہونے پر گہری سانس لیتے ہوئے کہتی ہے۔

میں نے تم سے پوچھا نہیں ہے بتایا ہے بیٹھو گاڑی میں

میں یونیورسٹی چھوڑ کر آتا ہوں "زر خان سخت لہجے میں کہتا ہے۔

"آ۔۔ آپ غصہ کیوں کر رہے ہیں۔۔؟؟"

علیزے روتلو سی شکل بناتے ہوئے غصہ میں دیکھتے ہوئے کہتی ہے۔

تم غصہ دلا رہی ہو تو میں غصہ کر رہا ہوں

مجھے کوئی شوق نہیں چڑھا ہے بے فضول میں غصہ کرنے کا "زر خان علیزے کا

رونے والا منہ دیکھ کر کہتا ہے۔

میں چلا جائے گا خود سے گاڑی ہے میرے پاس "
علیزے کہتی ہے اور کہتے ہی اپنی گاڑی کی طرف مڑ کر بڑھنے
لگتی ہے کہ زر خان اسے بازوؤں سے پکڑ کر زور
سے اپنی طرف کھینچتا ہے زر خان گرفت اتنی مضبوط تھی کہ علیزے اپنا بیلنس برقرار نہیں
رکھ پاتی ہے اور سیدھا زر خان کے سینے سے جا لگتی ہے زر خان کے کھنچنے پر
علیزے کے سر پر اوڑھی ہوئی شال بھی
سر سے اتر کر اس کے کندھوں پر گرتی ہے ہوا سے بال ایک
بار پھر سے اس کے چہرے پر بکھرنے لگ گئے تھے۔۔"

کیا کروانا چاہتی ہو تم مجھ سے اس وقت یہ کہ میں
اس گاڑی کے یہی جلاڈالوں۔؟؟" زر خان شال کے نیچے سے علیزے
کی کمر پر ہاتھ رکھے اسے گرنے سے سنبھالتے ہوئے
اپنے ہاتھ میں پکڑی ہوئی بازوؤں پر گرفت مضبوط کرتے ہوئے کہتا ہے۔۔۔
"ن۔۔ نہیں تو۔۔!!" علیزے کی آنکھوں میں نمی بھرنے لگ گئی تھی
زر خان کی حرکت پر اس کے درد دینے پر۔۔
نہیں تو گاڑی میں بیٹھو ورنہ سڑک پر تماشا لگ جائے گا"
وہ تو آپ لگا رہے ہیں"

روتے ہوئے فوراً سے زر خان کی بات کا جواب دیتی ہے۔

لگوا کون رہا ہے کیا چاہتی ہو تم اپنی بیوی کو سڑک پر چھوڑ کر

کسی کے انتظار میں چلا جاؤں۔۔؟؟

زر خان علیزے کے آنکھوں سے بہتے آنسوؤں کو گالوں پر پھسلتے

دیکھتے ہوئے کہتا ہے۔۔

ہم آپ کا بیوی تو نہیں ہیں "علیزے روتے ہوئے کہتی ہے۔

"تم ہو بھالو... تم بچپن سے میری بیوی ہی ہو بچپن سے نکاح میں ہو تم میرے

اب صرف رخصتی کر کے تمہیں مکمل طور پر اپنا بنانا ہے اور ایک بار

تم رخصتی کر کے میرے گھر آگئی پھر میں تمہاری

ان نادان غلطیوں کی سزا میں تمہیں کتنا تڑپا کر دوں گا اندازہ بھی

نہیں ہے تمہیں اس بات کا ابھی "

علیزے کی بازوؤں کو چھوڑتے اس کے گالوں سے آنسوؤں کو

صاف کرتے ہوئے کہتا ہے۔۔

اب گاڑی میں خود سے بیٹھنا ہے یا میں بنار رخصتی کے شوہر بن کر تمہیں

اپنی باہوں میں اٹھاتا۔۔۔۔۔

زر خان بول ہی رہا تھا کہ علیزے اس کی قید سے خود سے نکالے
جلدی سے اپنی گاڑی سے اپنا بیگ اور موبائل لیے
زر خان کی گاڑی میں فرنٹ سیٹ پر جا بیٹھتی ہے۔۔
علیزے کی حرکت پر زر خان مسکراتے ہوئے پر جلد ہی خود کو کمپوز
کرتا اپنی گاڑی کی طرف بڑھتا ہے اور ڈرائیونگ
سیٹ پر بیٹھتا ہے علیزے کو دیک کر بیٹھا دیکھ زر خان اس کی
بازوؤں سے بیگ لے کر گاڑی کی بیک سیٹ پر رکھتا ہے

اور خود ہی ہاتھ بڑھا کر علیزے کی طرف جھکتے ہوئے سیٹ کے

پیچھے گئی ہوئی سیٹ بیلٹ کو زکالنے لگتا ہے۔

زر خان کو اپنے چہرے کی طرف جھکتا دیکھ علیزے اپنا منہ پھیر لیتی ہے۔۔

علیزے کی بڑھتی ہوئی ڈھرنوں کو سنتے ہوئے زر خان سیٹ بیلٹ

کھینچ کر علیزے کی سیٹ پر لگاتا ہے

اور خود اپنی سیٹ پر واپس آ کر گاڑی اسٹارٹ کرتا یونیورسٹی

جانے کے لیے بڑھتا ہے۔۔

علیزے ایک نظر گردن گھوما کر زر خان کو دیکھتی ہے اور جب عمایہ
کو اپنا زر خان کے ساتھ یونیورسٹی جانے کا میسج پر بتاتی ہے۔۔۔"
عمایہ اور زیان بھی دونوں گارڈز کے ساتھ یونیورسٹی کی طرف
بڑھتے ہیں۔۔۔



سائیں خان اور عارش دونوں پنچائیت پہنچ چکے تھے
تقریباً پنچائیت میں 150 سے زائد لوگ تھے آج ہی زیادہ لوگ تھے

کیونکہ سب آج ہونے والے فیصلے کو سننے کے لیے

بڑے بے تاب ہو رہے تھے۔

سب لوگوں کی نظریں مسلسل ایک ہی شخص پر ٹپکی ہوئی تھی

جو پنچائیت میں لکڑی کی ایک مضبوط کرسی پر ایک مضبوط

انسان کی طرح ایک شہنشاہی انسان کی طرح بیٹھے ہوئے سردار عباس

خان پر تھی۔

سائیں خان کے آس پاس کچھ بڑی پوسٹ کے پولیس آفیسرز بھی تھے

اور بہت سے دوسرے گاؤں کے سردار بھی وہ سب بھی آج کے فیصلے
کے لیے یہاں موجود تھے۔

عارش سائیں خان کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھے ہوئے ان سب مردوں
کی طرف دیکھ رہا تھا جو اپنے اپنے لالچ کے نتیجے
کو سننے کے لیے یہاں موجود تھے۔

سائیں حکم سنائیں اپنا۔!! ایک پولیس آفیسر سائیں خان کی طرف ایک قدم بڑھاتے
ہوئے کہتا ہے۔

اب یہ کیا کہیں گے ادا بائی نے سب کو خریدا ہے ان کی قیمت دی ہے

اس نے پیسوں سے خرید کر سن سب لڑکیوں کو یہاں بلایا ہے وہ
انہیں رہا کر دے یہ ناممکن ہے۔۔

پولیس کی بات کا جواب دوسرے گاؤں کے سردار دیتے ہیں
سائیں خان کچھ نہیں کہتے ہیں وہ خاموشی سے سب سن رہے ہوتے ہیں۔۔
جو بھی ہے وہ سب چھوٹی بچیاں ہیں کسی کو حق نہیں ہے ان بچیوں کی
زندگی کو ایسے برباد کرنے کا۔

دوسرے گاؤں کے سردار کی بات کا جواب عارش دیتا ہے۔۔

آج بچیاں ہیں کل بڑی ہو جائیں گی اور ویسے بھی ان کی قسمت میں

طوائف لکھا ہوا ہے تو کوئی کیا کر سکتا ہے اب تو کوئی

راستہ نہیں ہے ادا بائی سے ان بچیوں کو دور کرنے کا۔!!

اب کی بار ایک اور گاؤں کے سردار جواب دیتے ہیں۔

قسمت کا لکھا بھی بدل سکتا ہے اگر تھوڑی سی محنت اور کوشش کی جائی۔۔۔

اب کی بار سائیں خان سخت اور تلخ لہجے دوسرے گاؤں کے سردار

کو لال سرخ آنکھوں سے دیکھتے ہوئے کہتے ہیں۔۔

یہاں کوشش کرنا بے بیکار ہے سائیں خان ادا بائی انہیں رہا نہیں کرے گی۔۔!!
اور اگر میں نے کروالیا تو۔۔؟؟ سردار کی بات کاٹتے ہوئے سائیں خان
اٹل لہجے میں کہتے ہیں۔۔

اگر تم نے ایسا کر لیا تو ہم اپنی سرداری تمہارے سپرد کر دیں گے۔۔!!!
کرسی سے کھڑے ہو کر سائیں خان کی طرح اٹل لہجے میں کہتے ہیں۔۔
ٹھیک ہے پھر اپنے الفاظوں پر قائم رہنا"

سائیں خان کہتے ہوئے اپنی کرسی سے اٹھ کھڑے ہو کر سردار کی طرف ایک
قدم آگے بڑھاتے ہوئے کہتے ہیں۔۔

ہم اپنی باتوں سے پیچھے ہٹنے والا سردار نہیں ہے سائیں خان"
سائیں خان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے اسے چیلنج کرتی نظروں سے
سے بولے۔۔

دیکھتے ہیں پھر۔۔۔!!!

سائیں خان کہتے ہوئے پنچائیت سے باہر نکلنے کے لیے قدم بڑھاتے
ہیں ان کے پیچھے پیچھے عارش بھی پنچائیت سے باہر نکل جاتا ہے۔۔
عارش تم گھر جاؤں میں رات تک آ جاؤں گا۔!!
ڈرائیونگ سیٹ کی طرف بڑھتے ہوئے سائیں خان کہتا ہے۔۔

خان بابا کہاں جا رہے ہیں میں لے چلتا ہوں۔!!
عارش انہیں گاڑی کا دروازہ کھولتے ہوئے دیکھ کر کہتا ہے۔۔
نہیں جہاں میں جا رہا ہوں مجھے خود اس جگہ سے نفرت ہے تمہیں
وہاں کیسے لے کر جاؤں تم حویلی جا کر آرام کرو
میں خود چلا جاؤں گا۔"

سائیں خان کہتے ہی گاڑی میں ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھتے ہیں اور پنچائیت سے
باہر نکل کر سیدھا کوٹھے کی طرف جانے کا رخ کرتے ہیں۔!!

عارش نظروں سے او جھل ہونے تک سائیں خان کی گاڑی کو دیکھتا
رہتا ہے ان کے مکمل طور پر جانے کے بعد ہی عارش بھی
حویلی جانے کے لیے گارڈز کی گاڑی میں سوار ہو جاتا ہے۔۔



عمایہ اور زیان دونوں گارڈز کے ساتھ یونیورسٹی پہنچ چکے تھے پر
ابھی علیزے نہیں آئی تھی۔۔
زیان بھائی لیلیٰ نہیں آیا ہے ابھی تک۔۔؟؟

عمایہ یونیورسٹی کے اندر داخل ہوتے ہوئے سیڑھیوں پر چڑھتے
ہوئے پوچھتی ہے۔۔

آجائے گی اس کا زاکوٹا جن اسے چھوڑنے آرہا ہے اس کا شوہر ہے وہ اتنی جلدی
تھوڑی لے آئے گا وہ۔۔!!!

زیان اپنے فون کی طرف دیکھتے ہوئے سیڑھیوں پر چڑھتے ہوئے
جواب دیتا ہے۔۔

لالا ہمارا شوہر کب آئے گا جو ہمیں اس طرح یونیورسٹی چھوڑنے اور لینے آئے۔۔؟؟
عمایہ اپنے سر سے چادر اتارتے ہوئے پوچھتی ہے۔

عمایہ کی بات پر حیرانگی سے زیاں عمایہ کو دیکھتا ہے جو بولتے
بولتے آگے کی طرف بڑھتی جا رہی تھی۔۔

تم نے اپنی شکل دیکھی ہے اپنی لڑکوں کو حوریں پسند ہیں چڑیلیں
نہیں۔۔۔!!! زیاں عمایہ کی طرف بڑھتے ہوئے

اس کی پشت کو دیکھتے ہوئے کہتا ہے جو اس سے کچھ قدم دور ہی
کھڑی ہو کر خوشی سے بھرپور انداز میں پوری
یونیورسٹی کی طرف دیکھ رہی ہوتی ہے۔۔

کیا دیکھ رہی ہو۔۔؟؟ زیان عمایہ ہے پاس آتا اس کے چہرے کو
دیکھتے ہوئے پوچھتا ہے۔۔

لالا یہ کتنا اچھا ہے۔۔!!! عمایہ خوشی سے جھومتے ہوئے کہتی ہے۔۔

ہاں یونیورسٹی تو اچھی ہے پر ماحول نہیں۔۔

زیان گہری سانس لیتے ہوئے کہتا ہے۔۔

مطلب۔۔؟؟ حیران کن نظروں سے دیکھتے ہوئے تجسس سے پوچھتی ہے۔۔

مطلب وہ دیکھوں یہاں پر کوئی پڑھائی کم کرنے اور ایک دوسرے کو

چونے لگانے زیادہ آتا ہے

کتابیں پڑھنے کی عمر میں لوو میسجز پڑھتے ہیں وہ بھی فور وڈ والے "
زیان اور عمایہ دونوں باتیں کرتے ہوئے یونیورسٹی کے اندر فرسٹ
فلور کی طرف بڑھتے ہیں۔

زیان اپنی بات کہتا ہے اور کہتے ہی ہنس پڑتا ہے۔۔
ماحول تو انسان خود بناتا ہے ناب ہر لڑکی ایک جیسی بھی نہیں
ہوتی ہے ہمیں ہی دیکھ لیں ہم بھی لڑکا ڈھونڈ رہے ہیں
اپنے لیے اس کے لیے ہم منت بھی مانگ رہے ہیں پر آپ کو پتا ہے

ہمیں ان لڑکوں جیسے کوئی نہیں چاہیے ہمیں تو خان بابا جیسے یا
پھر اپنے پر نس کی طرح کا لڑکا چاہیے
کھڑوس روبرو داروہ جن کی ایک بات پتھر پر لکیر ہو جاتی ہے
وہ جو ہر کام وفاداری سے کرتے ہیں بے
ایمانی سے اور بے ایمانی کی کمائی سے نفرت کرتے ہیں
ایک دم خان بابا جیسے۔۔۔!!!
عمایہ کہتے کہتے اپنی کمر پر ہاتھ باندھے ہوئے الٹے قدم اٹھاتے ہوئے

کبھی زیاں کو تو کبھی یونیورسٹی میں موجود لوگوں کو دیکھتی

ہے ا لئے قدم چلتے چلتے عمایہ اچانک سے

اپنے پیچھے کسی وجود سے ٹکرا کر ایک پل کے لیے وہی ساکت ہو

جاتی ہے عمایہ کے قریب کسی کو دیکھتے ہوئے

زیاں اس کی طرف بڑھ رہا ہوتا ہے کہ عمایہ اس سے پہلے ہی پلٹ کر

اپنے پیچھے دیکھتی ہے پیچھے جیسے ہی دیکھتی ہے

اس کی نظر ایک چوڑی کسرتی باڈی والی آدمی کے بلیک کلر کی شرٹ سے دیکھتے

ہوئے گورے چٹے کسرتی سینے پر نظریں جاٹھرتی ہیں گلہ میں لٹکتا
 ہوا ایک 'A' نام کا الفابیٹ عمایہ وہ دیکھ ہی رہی تھی
 سراٹھا کر سینے سے نظریں ہٹا کر اپنے سامنے کھڑے آدمی کے
 چہرے کی طرف

دیکھنے لگتی ہے کہ وہ عمایہ کی نظروں میں آتا اس سے پہلے ہی
 وہ عمایہ خود سے دور کرتا کر اس کرتا آگے کی طرف بڑھ جاتا ہے۔
 اس کے جاتے ہی زیان عمایہ کے پاس آتا ہے عمایہ کا ہاتھ پکڑ کر
 اسے دروازے سے سائیڈ پر کرتا ہے

کیونکہ اس آدمی کے پیچھے پوری یونیورسٹی کا اسٹاف وہاں کے پرسنل
ٹیچرز سب کے سب اس آدمی کے پیچھے پیچھے چلتے ہوئے دوڑتے
ہوئے جاتے ہیں۔۔۔"

یہ کون ہیں لالا۔۔۔؟؟ عما یہ کی نظریں ابھی ابھی اس شخص پر تھم
گئی تھیں اپنے سامنے بلیک کلر کے تھیری پیس سوٹ میں ملبوس آدمی کو جاتا
دیکھتے ہوئے پوچھتی ہے۔۔۔

"یہ آریان شاہ ہیں انڈیا کے سیاستدان"

عمایہ زریان کے پیچھے سے زریان کا دوست کندھے پر بیگ ڈالے ہوئے
ہاتھ میں پروجیکٹ شیٹ پکڑے ہوئے پر سکون انداز میں جواب دیتا ہے۔۔
بلیک کلر کے برینڈڈ تھری پیس سوٹ میں ملبوس جس کی شرٹ کے
شروع کے دو بٹن کھلے ہوئے تھے

وہاں سے سینے پر لٹکا ہوا سلور رنگ کا "A" نام کا الفابیٹ باآسانی
دیکھائی دے رہا تھا پیروں میں بلیک کلر کے شوز
پہننے ہوئے آنکھوں پر بلیک کلر کا چشمہ لگائے بائیں ہاتھ میں
سلور رنگ کی برینڈڈ گھڑی پہننے ہوئے

بالوں کو جیل کی مدد سے سیٹ کیے ہوئے ہوئے ایک ایک الگ سی پر
پیارے سی خوشبوؤں والا پرفیوم لگائے جس لڑکی کے پاس سے
گزرتا ہے کو

اپنی جھلک دکھانے سے پہلے ہی اپنی خوشبو سے ہی پاگل کر دیتا ہے۔۔
آریان شاہ کے آگے کی طرف بڑھتے ہوئے قدم تھے کہ پوری
یونیورسٹی کی لڑکیاں پہلی اور دوسری منزل پر کھڑی ہوئی لڑکیوں
کی نظریں اور چینیں دونوں آریان شاہ پر تھیں

اسے جاتا دیکھتے ہوئے سب لڑکیاں اور زور سے چیخیں مارنے لگ
گئیں تھیں پر کسی کی بھی چیخ کا اثر اریان شاہ
پر نہیں ہو رہا تھا۔

وہ مغرور شخص ہر لڑکی کو نظر انداز کرنے والا سیاستدان
جو لڑکیوں سے زیادہ پسند اور عشق پیسے سے کرتا ہے
آریان شاہ کے دن کا آغاز ہوتا بھی پیسے سے ہے اور ختم بھی پیسے پر ہوتا ہے۔
انڈیا کا وہ مغرور کولڈر سینیلٹی والا سیاستدان

جس کے چرچے پورے انڈیا کے ساتھ ساتھ پورے کشمیر میں بھی
تھے آخر کار کشمیر کی حکومت کو چلانے

والا وہ واحد جو تھا جو سب کے ذہن میں تو اچھے ناموں اور کاموں
سے تھا پر حقیقت میں وہ کیا تھا صرف وہ ہی جانتا تھا۔

آریان شاہ جو چاہتا تھا کشمیر میں وہی ہوتا ہے اس کے ایک فیصلے
کے منتظر وہاں کی حکومت کچھ بھی برباد اور آباد
بآسانی کر سکتے تھے۔

آج کشمیر وہ پورے 17 سال بعد آیا تھا

آج کشمیر میں کچھ ایسا ہوا تھا جو اس کے فیصلے کے خلاف تھا
جس میں اس کی رضامندی نہیں تھی یا پھر یہ کہہ سکتے ہیں کہ
اس کا فائدہ نہیں تھا۔۔۔

آریان شاہ سب کو آگنور کرتا ہوا سب کی نظروں کا مرکز بنتے ہوئے اپنی بلیک کلر کی
روئیل گاڑی کی طرف بڑھتا ہے

جس کی پیچھے کی پلیٹ کا نمبر SSS_555 تھا اور آگے کی پلیٹ

پر بڑے الفبا بیٹ میں "Aryan Shah"

اور اس کے نیچے چھوٹے الفاظوں میں "The great politician" لکھا ہوا تھا

آریان شاہ کو اپنے نام کے ساتھ پولیٹیشن لگانا پسند تھے وہ بچھلے

10 سالوں سے سیاست میں جو تھا

اب اسے اپنے نام کے ساتھ اس لقب سے عشق ہو چکا تھا۔

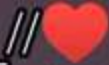
آریان اپنی گاڑی میں سوار ہوتا ہے کہ اس سے پہلے دو گارڈز کی

گاڑیاں اور اس کے پیچھے درمیان میں آریان کی گاڑی پھر دو اور

گارڈز کی گاڑیاں یونیورسٹی سے باہر کی طرف نکلتی ہیں۔۔۔!!

ماشاء اللہ کیا ایٹوڈ ہے۔۔۔!!!

آریان کی گاڑی کو جاتا دیکھتے ہوئے عمایہ خوشی سے بھرپور لہجے
میں کہتی ہے عمایہ کی بات پر زیان اپنے دونوں ہاتھ اپنی کمر پر
رکھے ہوئے اس کو گھور یا کروارہا ہوتا ہے
جس کو وہ آگنور کرتی مڑ کر یونیورسٹی کے اندر آگے کی جانب
بڑھ جاتی ہے۔۔!!



سائیں خان بھی کشمیر کی پرانی گلیوں میں ایک بڑی سی پرانی سی عمارت
کے باہر اپنی گاڑی میں سوار بیٹھے ہوئے تھے

گانوں کی آوازیں زور و شور سے ان کے کانوں میں پڑ رہی تھیں جن
کو سنتے ہوئے وہ اپنے ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچے ہوئے بیٹھے ہوئے تھے۔
غصہ سے دماغ کی شریان پھٹ جانے کے مقام پر تھی پر بات کئی
ننھی شہزادیوں کی تھی جن کی حفاظت کے لیے
خان کسی بھی حد سے گزرنے کے لیے تیار تھا۔
سائیں خان گاڑی میں سوار اندر بھیجے ہوئے ادا بائی کے لڑکے کو اس سے ملاقات
کا وقت مانگتا ہے یا پھر خریدتا ہے۔

ادا بائی آپ سے ملاقات کرنے کے لیے کوئی آیا ہے۔۔
براؤن کلر کے لکڑی کے دروازے کو کھولتے ہوئے پھولوں کی
خوشبوؤں سے مہکا ہوا کمرہ ہلکی سی آواز میں چلتے ہوئے پرانے
گانے جن پر پرانے زمانے کی طوائف رقص کرتی تھیں
پورے کمرے کی لائٹس بند کیے ہوئے موم بتیاں جلائی ہوئی
ڈریسنگ ٹیبل پر رکھا ہوا ایک لوہے کا بول جس میں سے نکلتا دھواں
پورے کمرے میں پھیلا ہوا تھا موم بتیوں کی ہلکی ہلکی سی روشنی میں دھواں
میں چھپی ہوئی

سرخ رنگ کے لہنگے میں ملبوس 22 سالہ لڑکی جو ادا بائی کے نام
سے مشہور تھی کشمیر کی سب سے

جوان سب سے خوبصورت عام لڑکیوں سے زیادہ حسن رکھنے والی
طوائف ادا جو 22 سال کی عمر میں اپنے رقص سے مشہور ہوئی
ایک پورا کوٹھہ چلاتی تھی۔۔

بیڈ پر سیدھی ہو کر لیٹی ہوئی ادا بائی گوری رنگت لائٹ گرین کلر کی نیچرل آنکھیں
جنہیں کاجل اور لائیز جس کی وجہ سے بے حد
خوبصورت بنایا ہوا تھا۔۔

ادا بائی کو دیکھنا اس سے ملاقات کرنا کوئی عام نہیں تھا وہ مشہور
اپنے نام اپنی خوبصورتی سے تھی جیسے چند لوگوں نے ہی دیکھا جن کے
سامنے انہوں نے رقص کیا تھا۔

22 سالہ لڑکی ایک پورے کوٹھے کو چلاتی ہے یہ سن کر ہی
اب تک کہیں مرد اس سے اس کوٹھے کو اس میں موجود ہر لڑکی ہو
خریدنے کی اچھی خاصی رقم ادا بائی کو دینے کے لیے آتے ہیں پر ہر
مرد کو وہ لا جواب کرتی وہاں سے بھیج چکی تھی ادا بائی کے لیے

یہ پرانی عمارت

میں بنا ہوا قدیمی کوٹھہ اب اس کا گھر بن چکا تھا

جہاں وہ رہتی اور دوسروں کو رکھتی اپنی مرضی سے تھی۔۔

کیونکہ اس کوٹھے کو دوبارہ شروع کرنے ہی ادا بائی تھی

کیا وجہ تھی وہ کوئی نہیں جانتا تھا کیونکہ جاننے کی خواہش بھی

کسی کی نہیں تھی ادا بائی کی خوبصورتی اس کے دل کو چھو

جانے والے رقص نے ہر مرد کے منہ کو اپنی طرف اٹھتے سوالوں کے منہ کو بند

کر رکھا تھا۔۔

گوری رنگت پر زبردست سامیک آپ کیے ہوئے لال گال لال رنگ کی
لیپس اسٹک میں رنگے ہوئے ہونٹ میک آپ فل تھا
پر کچھ بھی اوور نہیں لگ رہا ہے پیروں میں گھنگروں پہننے ہوئے
بیڈ پر سیدھی ہو کر لیٹی ہوئی اپنے بالوں کو
کھلا ہکا ہکا کرل کیے چھوڑے کو سیدھا زمین سے لگ رہے تھے
اپنی بائیں ٹانگ کھڑی کی ہوئی بار بار اپنا پیر بیڈ پر مارتی
گھنگروں کی آواز سنتے ہوئے ادا بائی مہندی سے رنگے لال سرخ
ہاتھوں میں گلاب کا پھول پکڑے ہوئے

اس کی ایک ایک پتی توڑ کر اپنے پورے کھالے پیٹ پر گرارہی تھی

لال لہنگا جس کی چولی بالکل چھوٹی سی تھی گلہ ڈیپ تھا

جیسے اس وقت زیورات سے چھپایا ہوا تھا۔

ادوبائی کا اتنا سجدو ہجنا صاف بتا رہا تھا کہ وہ ابھی رقص کر کے آئی ہیں۔۔۔!!!

"آج کون آیا ہے۔۔؟؟"

تھکے ہوئے پھکے سے انداز میں پوچھتی ہیں۔۔

"سردار عباس خان"

سنتے ہی ادا بائی فوراً سے الٹی ہو کر بیڈ پر

لیٹتی ہے وہ جیسے ہی الٹی ہوتی ہے پیروں تک پہننا لہنگا ان کی
پنڈیلوں تک آجاتا ہے جس سے ان کی گوری چٹی ٹانگیں پیروں میں
باندھے ہوئے گھنگروں ان کے سامنے کھڑے لڑکے کو دیکھنے
لگتی ہیں "

لڑکے کی نظریں جیسے ہی ادا بائی کی ٹانگوں پر جاتی ہیں
اس کے چہرے پر عجیب سی شیطانی مسکراہٹ چھانے لگتی ہے "

ادابائی کے کوٹھے پر آج ایک سردار
خیریت ہے سردار کی کہیں طبیعت خراب تو نہیں "
ادابائی پوچھتی ہیں کہ ان کے سامنے کھڑے لڑکے کی نظر ان کے ڈیپ نیک
سے ظاہر ہوتے ہوئے جسم پر جاتی ہے۔
وہ تو آپ کو دیکھنے کے بعد مردوں کی خراب ہوتی ہے
فلحال دیکھنے میں تو وہ ٹھیک لگ رہے تھے "
لڑکے کی نظریں اپنے آپ پر دیکھتے ہوئے ادابائی کو لڑانداز میں اس
کو دیکھتی ہے۔۔

ٹھیک ہیں تو روانہ کر دیں ان کو ٹھیک ہوش میں رہنے والے

مردوں کی جگہ نہیں ہے ہماری دنیا میں "

کہتے ہی دوبارہ سیدھی ہو کر لیٹ جاتی ہے۔۔

"پرانہوں نے آپ کے ٹائم کے پیسے دے دیے ہیں "

لڑکا کہتے ہوئے آگے کی طرف بڑھتا ہے پر رک جاتا ہے ادا بائی کے

کمرے میں آنے کی اجازت کسی کو بھی نہیں تھی۔

"کتنے پیسے۔۔؟؟" اپنے آپ پر پھر سے پھول ڈالتے ہوئے پوچھتی ہے۔۔

"1 لاکھ" لڑکا اپنی جیب سے پیسے نکالتے ہوئے ان کی طرف دیکھتے ہوئے کہتا ہے۔

ایک رات کے۔۔؟ بنا لڑکے کی طرف دیکھے پوچھتی ہے۔

"نہیں 1 گھنٹے کے انہیں صرف آپ کے ساتھ ایک گھنٹہ چاہیے"

"سردار تو بہت امیر لگتا ہے"

1 رات کی قیمت وہ ایک گھنٹے کی دے رہا ہے"

اوا بائی کہتے ہوئے بیڈ پر اٹھ بیٹھتی ہیں

آپ ملیں گی ان سے۔؟؟"

ادا بائی کی بکھرے بالوں والی پشت کو دیکھتے ہوئے کہتا ہے۔

"ضرور پیسے کو کون منع کرتا ہے اور"

ہم بھی ملنا چاہیں گے ایسے مرد سے جن کے صرف ہم نے چرچے

سنیں ہیں انہیں بھی آنکھوں کو ٹھنڈا کرنے کا موقع ملنا چاہیے"

اپنے چہرے کو ایک دم کو لڈر کھے بیڈ سے اتر کر ڈریسنگ ٹیبل کی طرف بڑھتی ہیں

خود کو آئینہ میں دیکھتے ہوئے مسکراتے ہوئے لڑکے کو باہر جانے کا

اشارہ کرتی ہیں۔۔۔"

SALEHA IQBAL

"Dil E Ra_q sam

Episode 05 ☆

By sALEHA IQBAL ♣



کیا ہو گیا ہے لیلی تم کو صبح سے ایسا شکل بنایا ہوا ہے اب تورات
ہو گیا ہے موڈ کو ٹھیک کرو اپنا۔۔۔!!!
ڈھلتی شام کا وقت ہو گیا تھا چائے کے اسی ڈھابے پر جہاں علیزے
عمایہ کا انتظار کر رہی تھی

وہی ایک چار پائی پر بیٹھے ہوئے چائے کا مٹی کا کپ ہاتھ میں پکڑے ہوئے عمایہ

بے زاریت سے پوچھتی ہے۔۔

چند لوگ ہی تھے ڈھابے پر تین یہ لوگ اور تین چار اس کے علاوہ

عمایہ کی بات پر علیزے بنا کچھ بولے اس کی طرف

دیکھتی ہے اور دیکھتے دیکھتے ہی زور زور سے رو پڑتی ہے

علیزے کے رونے کی آواز اتنی تھی کہ ڈھابے میں موجود

لوگ اسی پل ان کی طرف دیکھنے لگ جاتے ہیں۔

عمایہ اور علیزے کے ساتھ زیان بھی آیا تھا پر وہ اس وقت کھانے کا آرڈر دینے کے لیے گیا تھا۔

لیلیٰ چپ کرو تم ایسے روتے تھوڑی ہیں مجھے بتاؤں کیا ہوا ہے۔۔!!
چائے کا کپ چار پائی سے تھوڑی سی فاصلے پر پڑے ہوئے ٹیبل پر رکھتے ہوئے
عمایہ علیزے کو چپ کروانے کی
کوششیں کرتے ہوئے کہتی ہے۔۔

وہ۔ وہ۔ لا۔ لا۔ ز۔ ز۔ زاکوٹالا۔ !!!

علیزے روتے روتے بولنے کی کوشش کرتی ہے پر بولنے سے زیادہ وہ رو پڑتی ہے۔

یا تو تم رولولیلی یا تو بول لو ہم کو یہ رونے والا زبان سمجھ نہیں آتا ہے۔۔!!

عمایہ عزیزے کی بازوؤں پر تھپڑ مارتے ہوئے کہتی ہے۔۔

وہ زاکوٹا ہم کو لے جائے گا پھر ہم کیا کرے گا۔۔؟؟

عزیزے روتے ہوئے سسکی لیتے ہوئے غم آنکھوں سے عمایہ کو دیکھتے

ہوئے پوچھتی ہے۔۔

پھر بچے کرنا اور کیا کرے گا تم پڑھائی تو ویسے بھی ہمارے لیے

نہیں بنا ہے ہم تو بس آوارہ گردی کے لیے گھر سے پڑھائی کرنے کا بہانہ

کر کے باہر آتا ہے۔۔

عمایہ علیزے کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہتی ہے۔

ہاں کہہ تو تم ٹھیک رہا ہے۔۔۔!!

علیزے فوراً سے اپنے آنسوؤں کو صاف کرتے ہوئے بولتی ہے۔

ہم ہمیشہ ہی ٹھیک بولتا ہے۔۔!! عمایہ اپنے چہرے پر آتی ہوئی بالوں کی لٹوں

کو ایک ادا سے ہٹاتے ہوئے کہتی ہے۔۔

پر ہمارے بچوں کا باپ وہ جن نہیں بن سکتا ہے وہ بہت ڈراتا ہے ہم
کو ہمیں رونے بھی نہیں دیتا ہے بولنے بھی نہیں دیتا ہے بس غصہ میں

گھورتا رہتا ہے۔۔!!

علیزے سوں سوں کرتی روتے ہوئے کہتی ہے۔۔

اب میں آگے کچھ بھی بولنے سے قاصر ہوں۔۔!!

عمایہ اپنے لب بھینچتے ہوئے کہتی ہے کہ اتنے میں زیان کھانے کا آرڈر
دے کر آ جاتا ہے۔۔

کیا ہو گیا ہے اس کو۔۔؟؟ زیان علیزے کو روتے دیکھ پوچھتا ہے کہ علیزے
اور زور سے رونے لگ جاتی ہے۔۔

لالا۔۔۔!!! علیزے زیان کو سراٹھا کر آنسوؤں سے بھری
آنکھوں سے دیکھتے ہوئے کہتی ہے۔۔

ہاں۔۔۔!! علیزے کے سر پر ہاتھ رکھ کر پریشانی سے کہتا ہے۔

ہم کو گھر سے بھاگنا ہے ہماری مدد کرے گی تم۔۔؟؟

علیزے اپنے سر سے زیان کا ہاتھ اٹھا کر اپنے ہاتھوں میں پکڑتے ہوئے

پوچھتی ہے۔۔

کیا۔۔۔؟؟ زیان حیرانگی سے کہتا ہے۔۔

یہ کیا بول رہی ہو کیوں بھاگنا ہے گھر سے۔۔؟؟ زیان پوچھتے پوچھتے

چارپائی کے سامنے پڑے ٹیبل پر بیٹھ جاتا ہے۔

ہم کوزا کوٹا سے شادی نہیں کرنا ہے ہمیں وہ لالا اچھے نہیں لگتے ہیں۔۔!!

علیزے پاؤٹ بنا کر روتے ہوئے کہتی ہے۔

پر وہ تو پہلے ہی تمہارا شوہر ہے لڑکی ہاتھ چھوڑا میرا

زیان کہتے ہی اپنا ہاتھ علیزے کے ہاتھ سے چھڑا لیتا ہے۔۔

اوو۔۔ ہاں ہم بھول گیا تھا کہ وہ ہمارا شوہر ہے بچپن کا شوہر "علیزے اپنے آنسوؤں

صاف کرتے ہوئے کہتی ہے۔۔

وہی تو میں کہہ رہی ہوں وہ شوہر ہے تمہارا اب انکار کرنے کا کوئی وقت نہیں

رہا تمہارے پاس

کب بولا تم نے یہ۔۔؟؟ عمایہ کی بات پر علیزے فوراً سے

پوچھتی ہے۔۔

اچھا تو نہیں بولا تھا ہم نے۔۔؟؟ عمایہ اپنا گلہ کھنگارتے ہوئے کہتی ہے۔۔
زیان لالا ہم آج لیلی کے گھر جائے گا خان بابا کو بتا دینا ہم کل یونیورسٹی کے
بعد واپس حویلی آجائے گا۔۔

ہاں اور آکر اپنے اس بھائی کا جنازہ اٹھا لینا تم۔۔!!!
عمایہ کی بات مکمل ہوتے ہی زیان بولتا ہے۔۔

شب شب بولولالا۔۔۔!! عمایہ زیان کو گھورتے ہوئے کہتی ہے۔

تم کو ہماری عمر بھی لگ جائے پر تب جب خود ہمارے پاس 1 دن

بچا ہو زندگی گزارنے کا"

عمایہ کہتی ہے اور اپنا منہ پھیر لیتی ہے عمایہ کی گردن اپنے دائیں
جانب مڑتی ہے کہ وہاں ایک پٹھے پر گول گول تکیوں سے پشت

ٹیکائے تو کوئی کوئی ٹیکائے بھٹے ہوئے

3 مردوں پر نظر جاتی ہے جو لگاتار اسی کو دیکھے جا رہے تھے

خود پر ان مردوں کی نظر دیکھتے ہوئے عمایہ جلدی سے اپنے سر پر

چادر اوڑھے اپنا منہ زیاں کی طرف موڑے بیٹھ جاتی ہے۔۔

احسان نہیں کر رہی اتنی سی عمر دے کر مجھے تم۔۔؟؟

عمایہ کے چہرے کو دیکھتے ہوئے کہتا ہے پر اس کے چہرے پر ڈر کے تاثرات کو

نہیں دیکھ پاتا ہے۔۔

لا لا ہم گھر چل کر کھانا کھا لیتے ہیں نا یہاں نہیں کھانا پلرز چلیں۔۔!!

عمایہ کہتے ہی چار پائی سے اٹھنے لگتی ہے پر علیزے جلدی سے اس کا ہاتھ پکڑ

کر اسے اپنے ساتھ بیٹھا لیتی ہے۔

ہیں ڈار لنگ ہم کو اچھا کھانا اور ماحول چاہیے اپنے دماغ کو ٹھنڈا کرنے کے لیے"
علیزے عمایہ کا ہاتھ پکڑ کر اس کے کندھے پر سر رکھتے ہوئے کہتی ہے۔۔
ہاں تم دونوں بیٹھو میں کھانے کا پتا کر کے آتا ہوں اب تک تو بن گیا ہو گا۔۔!!
زیان کہتے ہی اٹھ کر ڈھابے کے اندر کی
طرف بڑھتا ہے جہاں کھانا تیار ہو رہا تھا۔۔
ہم بھی ہاتھ دھو کر آتا ہے ہمارے آنسوؤں سے گندے
ہو گئے ہیں سارے۔۔

علیزے کہتے ہی چار پائی سے اٹھ کھڑی ہوتی ہے۔

نہیں تم رک جاؤ مت جاؤ۔۔۔!!

عمایہ فوراً سے سراٹھا کر ڈرے ہوئے انداز میں کہتی ہے۔۔

جانسن ہاتھ دھونے جا رہا ہے ہم تم کو طلاق دے کر تھوڑی بھاگ رہا

ہے۔۔!! اعلیزے کہتے ہی ہنس کر ہاتھ دھونے کے لیے

ڈھابے کے پیچھے بنے لیڈیز واش روم کی طرف چلی

جاتی ہے۔۔

علیزے کے جاتے ہی عمایہ چارپائی سے پیر لٹکائے بیٹھے ہوئے اچانک
سے ڈر کے مارے تیز ہوتی ڈھرکنوں کو سنتے ہوئے
کبھی زیان تو کبھی علیزے کے آنے کا انتظار کرتی ہے۔
ڈھابے کے باہر کی طرف گارڈز کھڑے تھے جن کی نظریں ڈھابے
سے دوسری طرف تھیں زیان انہیں منہ پھیرے کھڑا کرتا ہے
کیونکہ ان کی موجودگی میں دونوں لڑکیاں کمفرٹیبل
نہیں ہونگی وہ جانتا تھا۔

عمایہ ڈرنا نہیں ہے ناؤر نا ہے نار و نا ہے کچھ نہیں ہے اللہ تعالیٰ
ہے تیرے ساتھ۔"

عمایہ اپنے پیر ہلاتے ہوئے اپنی بڑھتی دھڑکنوں کو نار مل کرتے ہوئے
اپنی آنکھیں بند گہری سانس لیتے ہوئے کہتی ہے
اور کہتے ہی جیسے ہی اپنی آنکھیں کھولتی ہے اس کے سامنے وہ
تین آدمی چہرے پر عجیب سی مسکراہٹ سجائے ہوئے
عمایہ کے سامنے آکھڑے ہوتے ہیں

انہیں اپنے سامنے دیکھتے ہی عمایہ فوراً سے وہاں سے جانے کے لیے

اٹھ کر آگے کی طرف قدم بڑھاتی ہے

پر ایک آدمی کی آواز پر عمایہ کے قدم رک جاتے ہیں۔۔

تم عمایہ خان ہونا سائیں خان کی بیٹی۔۔؟؟

درمیان میں چاکلیٹی کلر کے کارٹن کے کڑک سے سوٹ میں ملبوس

آدمی عمایہ کو چادر میں چہرہ چھپاتے دیکھتے

ہوئے پوچھتا ہے۔

عمایہ کے قدم اس کے سوال پر رک جاتے ہیں پر وہ کوئی جواب نہیں
دیتی ہے اور وہاں سے جانے کے لیے آگے بڑھتی ہے
پر دوسرے آدمی کی بات پر عمایہ پھر رک جاتی ہے۔
ہاں دیکھا یہ وہی ہے تب ہی تو جواب نہیں دے رہا ہے یہ
یہ وہی ہے سائیں خان کی بیٹی جیسے انہوں نے کوٹھے سے لایا تھا۔۔۔
ایک طوائف کا بیٹی ہے یہ پر پتا نہیں اس کا ماں باپ کہاں ہے کس کس
کا گند خون ہے یہ۔۔۔

آدمی ہنستے ہوئے بول رہا تھا کہ عمایہ مڑ کر ایک زوردار تھپڑ اس

آدمی کے منہ پر دے مارتی ہے۔۔

ہم کس کا اور کس کس کا بیٹی ہے تم کو فکر کرنے کا ضرورت ہے تم بس اتنا جان

لو کہ ہم سردار عباس خان کا بیٹی ہیں۔۔"

عمایہ غصیلی نظروں سے تینوں آدمیوں کو گھورتے ہوئے کہتی ہے۔۔

تمہارا یہ ہمت تم نے ہم پر ہاتھ اٹھایا۔۔؟؟؟؟

جس آدمی کو تھپڑ پڑتا ہے وہی غصہ میں دھاڑ کر بولتے ہوئے عمایہ کی طرف

بڑھ رہا تھا۔۔

اس کے ساتھ ساتھ باقی کے دو بھی غصیلی نظروں سے عمایہ کو سر
سے پیر تک گھورتے ہوئے اس کی طرف بڑھ رہے تھے
سب کو ایک ساتھ اپنی طرف آتا دیکھ عمایہ مڑ کر ایک نظر زیاں
اور علیزے کو دیکھتی ہے پر اسے کوئی نظر نہیں آتا ہے
اپنے اطراف میں مدد کے لیے تینوں مردوں کی نظروں کی تپش خود
پر محسوس کرتی عمایہ اپنے بائیں ہاتھ کی طرف
دوڑنے لگتی ہے جو پہاڑی علاقے میں جنگل تھا جہاں اندھیرا ہی اندھیرا تھا

وہ جگہ ڈھابے کی خوبصورتی کے لیے تھی
ڈھلتی شام کے بعد اس جگہ کوئی نہیں جاتا تھا عمایہ اپنے دونوں
ہاتھوں میں فراک پکڑے ہوئے آگے کی طرف دوڑتی ہوئی
جارہی تھی اس کے پیچھے پیچھے وہ تینوں آدمی
چہرے پر غصہ کے ساتھ ساتھ اب حوس کے تاثرات کیے عمایہ کے
پیچھے پیچھے دوڑ رہے تھے۔
عمایہ کے جنگلات میں جاتے ہی زیان ڈھابے کے اندر سے باہر اور علیزے
اپنے ہاتھ دھو کر

دونوں اپنے اپنے کام کیے باہر نکل کر عمایہ کی طرف بڑھ رہے تھے کہ

کچھ قدم ہی آگے بڑھتے ہیں کہ اپنے سامنے کسی

کو ناپا کر دونوں کے قدم رک جاتے ہیں۔۔

عمایہ کہاں گئی۔۔؟؟؟ زیان پریشانی سے کہتے ہوئے دوڑتے ہوئے اس

جگہ آتا ہے جہاں وہ بیٹھی ہوئی تھی

علیزے بھی اسکے پیچھے پیچھے دوڑتے ہوئے عمایہ کو چاروں طرف

دیکھتے ہوئے زیان کے پاس آتی ہے پر اسے وہ کہیں نظر نہیں آتی ہے۔۔

عمایہ۔ عمایہ۔۔۔ علیزے اور زیان دونوں بلند آوازوں میں اسے پکارنے

لگتے ہیں پر عمایہ کا نام و نشان ہی دور دور تک نظر نہیں آرہا تھا۔۔

لا لا کہاں گیا یہ۔۔۔؟؟؟ علیزے پریشانی سے زیان سے پوچھتی ہے۔

یہی ہو گی کہاں جائے گی وہ یہی ہو گی۔۔!!

گارڈز۔۔۔؟؟ علیزے کو جواب دیتے ہی اپنی کمر پر ہاتھ رکھتے ایک دھاڑ لگا کر

باہر کھڑے گارڈز کو بلاتا ہے زیان کی ایک دھاڑ پر سب گارڈز اندر اس کے

سامنے آکھڑے ہوتے ہیں۔۔

عمایہ کہاں گئی۔۔؟؟

زیاں غصہ میں گہری سانسیں لیتے ہوئے گھورتے ہوئے پوچھتا ہے۔۔

ہم کو نہیں پتا خان ہم سب تو باہر کھڑا تھا۔۔!!!

گارڈز یان کے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے کہتا ہے۔

باہر کھڑا تھا پر اندھے ہو کر کھڑا ہونے کو نہیں کہا تھا کہاں گئی

میری بہن خان بابا جان لے لیں گے اگر عمایہ حویلی واپس سہی

سلامت ناپہنچی تو۔۔۔!!!

زیاں اپنے سامنے کھڑے 10 گارڈز کو دیکھتے ہوئے دھاڑتے ہوئے بلند آواز میں کہتا ہے۔

جاؤ اور جا کر ڈھونڈو اس کو اس سے پہلے کہ میں تم سب کی جان لے لوں۔۔۔!!

زیان اپنی کمر سے ہاتھ ہٹاتے ہوئے گارڈز کی طرف قدم

بڑھاتے ہوئے کہتا ہے۔

زیان کہتا ہے اور سارے گارڈز اطراف میں پھلتے ہوئے عمامہ کو

ڈھونڈنے لگتے ہیں۔۔۔!

لالا ہم زاکو ٹالا کو بلائے وہ پولیس ہے نا وہ جلدی ڈھونڈ دے گی

ہمارا جانمن کو۔۔۔!! علیزے زیان کو پریشانی کی حالت دیکھتے ہوئے کہتی ہے۔۔۔

ضرورت پڑی تو بلا لیں گے پر مل جائے گی عمایہ کہاں جائے گی رات
کے وقت وہ جہاں بھی جاتی ہے ہم دونوں بھائیوں کو ساتھ لے کر جاتی ہے
اکیلی اندھیرے میں وہ کہیں جانے کا سوچ بھی نہیں سکتی ہے۔
زبان پورے ڈھابے میں نظریں دوڑاتے ہوئے کہتا ہے کہ ڈھابے کو
دیکھتے دیکھتے اس کے ذہن میں سائین خان کے الفاظ گردش کرنے
لگتے ہیں۔۔

میں نہیں کر پایا میں اتنا سا کام بھی نہیں کر پایا۔۔!!

زیاں اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے اندھیرے جنگل کی طرف
 دیکھتا ہے وہاں دیکھتے دیکھتے اس کی نظر مٹی
 کی زمین پر جاتی ہے جہاں عمایہ کے کان ہی جھمکی گری ہوئی
 تھی زیاں وہ دیکھتے ہی دوڑ رہا جاتا ہے
 جھمکی ہاتھ میں اٹھا کر دیکھتا ہے کہ پیچھے سے علیزے بول پڑتی ہے۔
 لالایہ عمایہ کا ہے ہم نے ہی اس کو یہ لے کر دیا تھا۔!!
 علیزے زیاں کے ہاتھ سے جھمکی لیتے ہوئے کہتی ہے۔۔

علیزے تم گارڈ کے ساتھ گھر جاؤں ہم عمایہ کو ڈھونڈ لے گا
تم اپنے گھر جاؤ۔۔۔!! زیاں کہتے ہی گارڈ کو بلانے لگتا ہے
پر علیزے روک دیتی ہے اس کو۔
لا لا جب تک ہم عمایہ کو نہیں دیکھ لیتا ہے ہم کہیں نہیں جائے گا یہاں سے "
علیزے زیاں کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہتی ہے۔۔
ٹھیک ہے چلو پھر۔۔۔ گارڈ زادھر آؤ سب میرے پیچھے "
علیزے اور گارڈز کو کہتے ہی فون کی لائنس آن کرتا زیاں جنگل میں عمایہ کو
ڈھونڈنے لگتا ہے۔۔



یا اللہ ہم نے آج اچھی والی منت مانگی تھی پھر ہمارے ساتھ برا
کیوں کر رہے ہیں۔۔۔؟؟ عمایہ اندھیرے جنگل
نا دیکھنے والی راستے کی طرف لکڑیوں پر پتوں پر پتھروں پر قدم
رکھتے ہوئے آگے کی طرف دوڑتے بڑھتے ہوئے پوچھتی ہے۔
کدھر گیا وہ۔۔۔؟؟؟

آج ہم اس لڑکی کو زندہ نہیں چھوڑے گا ہم پر ہاتھ اٹھانے کی سزا تو مل کر رہے گا اس کو

ایک طوائف کی بیٹی ہو کر ایک عزت دار مرد پر ہاتھ اٹھانے کی ہمت

کیسے کر سکتا تھا وہ آج اس کی عزت کو ہم کسی

کو دیکھنے لائق نہیں چھوڑے گا۔۔۔!!

جس آدمی کو تھپڑ پڑا تھا فون کی روشنی میں عمایہ کو ڈھونڈتے

ہوئے غصہ میں جنگل میں اپنے چاروں طرف

دیکھتے ہوئے کہتا ہے۔۔

مل جائے گا وہ خبیث کا اولاد سائیں خان کو منہ کے بل گرانے کے لیے یہ ایک

لڑکی کافی ہے۔۔

اب کی بار چاکلیٹی کپڑوں والا آدمی کہتا ہے اور کہتے ہوئے دوڑتے

ہوئے عمایہ کو ڈھونڈتے ہوئے آگے کی طرف بڑھتے ہیں۔۔

یا اللہ ہماری حفاظت کرنا ہمیں نہیں پتا ہم کدھر جا رہے ہیں۔۔۔

عمایہ کہتی ہی ہے کہ ایک بڑی سے زمین پر گری ہوئی

لکڑی میں اٹک کر زور سے زمین پر جا گرتی ہے۔۔

عمایہ زمین پر گرتی ہے اس کے منہ سے ایک زوردار چیخ نکلتی ہے عمایہ کی چیخ پر

وہ تینوں آدمی رک کر ایک دوسرے کو دیکھتے ہوئے

عمایہ کے کدھر ہونے کا اندازہ لگاتے ہوئے اس کی طرف بڑھنے لگتے ہیں۔۔

ما۔۔۔ عمایہ زمین پر گرے اپنے دائیں بازوؤں ہے بل ورد میں کراہتے

ہوئے کہنے لگتی ہے پر کہتے کہتے

وہ خاموش ہو جاتی ہے اپنے آپ کو اٹھانے کی کوشش کرتے ہوئے

عمایہ اٹھ کر بیٹھتی ہے اور اپنے بازوؤں اور ہتھیلی پر

لگی پتھروں کی رگڑ سے چوٹ کو دیکھ کر رونے ہی لگتی ہے کہ

پیچھے سے موبائل کی روشنی اس کے وجود پر پڑتی ہے

دوڑنے کی وجہ سے کمر پر چٹیاں میں بندھے ہوئے بال کھل جاتے ہیں
سر پر اوڑھی ہوئی چادر سر سے اتر کر زمین پر گری ہوئی تھی
کندھوں پر اوڑھا ہوا دوپٹہ ایک کندھے سے اتر چکا تھا۔
اپنے آپ پر پڑتی ہوئی روشنی دیکھتے ہوئے عمایہ روتے ہوئے ڈرتے ہوئے اور
تیزی سے بڑھتی ہوئی
ڈھرنوں سے گردن موڑ کر اپنے پیچھے دیکھتی ہے کہ موبائل کی
روشنی سیدھا اس کی آنکھوں میں جا لگتی ہے جس سے کسی
شخص کا چہرہ تو نظر نہیں آتا ہے پر تین لوگ تھے

یہ ان کے قدموں پر مدھم مدھم سی پڑتی ہوئی روشنی سے پتا چل گیا تھا۔
 عمامہ ان تینوں کے پیروں میں پہنی ہوئی کیسٹری دیکھتے ہوئے جلدی
 سے خود کو کمپوز کرتی زمین پر گری اپنی
 چادر کھینچ کر اٹھاتے ہوئے اٹھ کر دوڑنے لگتی ہے دو قدم آگے بڑھی
 تھی کہ پیچھے سے ایک آدمی اس کے ہاتھ میں پکڑی ہوئی چادر کو
 پکڑ کر عمامہ کو کھینچ کر روکنے کی کوشش
 کرتا ہے پر عمامہ چادر چھوڑ کر آگے کی طرف دوڑ پڑتی ہے

عمایہ دوڑتی ہے پیچھے سے چاکلیٹی کپڑوں والا آدمی عمایہ سے زیادہ تیزی
سے دوڑ کر عمایہ کے سامنے کھڑا ہوتا ہے۔۔

اس کے اچانک سے آگے آنے پر عمایہ ڈر کر اپنے قدموں کو روک کر
اپنے قدم پیچھے کی طرف اٹھاتی ہے

پیچھے ایک قدم اٹھایا تھا کہ جس آدمی کو تھپڑ پڑتا ہے وہ عمایہ
کے پیچھے آکھڑا ہوتا ہے اور تیسرا جس کے ہاتھ میں عمایہ کی چادر ہوتی ہے

وہ عمایہ کے دائیں جانب آکھڑا ہو کر
 تینوں اپنے فون کی روشنی عمایہ کے وجود پر ڈالتے ہوئے اس کو
 گندی وحشی حوس بھری نگاہوں سے دیکھتے ہوئے بلند آواز میں قہقہہ
 لگا کر ہنس پڑتے ہیں۔۔

چڑیا تو پھنس گیا۔۔۔!!! تھپڑ پڑنے والا آدمی قہقہہ لگا کر ہنستے ہوئے
 کہتا ہے اس کی بات پر عمایہ ڈرتے ہوئے پر اپنے آنسوؤں کو ضبط
 کرتی ایک مضبوط شخص کی طرح ان تینوں آدمیوں کو دیکھ رہی
 ہوتی ہے۔۔

عمایہ ڈرنا نہیں ہے اللہ تعالیٰ ہیں وہ مدد کریں گے کچھ نہیں ہوگا
مجھے کچھ بھی نہیں ہوگا۔۔۔!!!

عمایہ دل ہی دل میں تینوں مردوں کو دیکھتے ہوئے کہتی ہے۔۔
اب تم کہاں جائے گا لڑکی اب تو تمہارا سارا راستہ بند ہو چکا ہے۔
۔۔ عمایہ کی چادر کو اپنے ہاتھ میں لپیٹتے ہوئے عمایہ کی
طرف بڑھتے ہوئے کہتا ہے۔۔

ہمارا طرف مت بڑھاؤ خان بابا کو پتا چلا تم نے ہمارے ساتھ کچھ کیا
ہے وہ جان لے لے گا تمہارا۔۔۔!!

عمایہ اپنے کندھوں پر دوپٹہ ٹھیک کرتے ہوئے کہتی ہے۔۔

فلحال تو تمہارے خان بابا کا جان ہم لے رہا ہے "

تھپڑ پڑنے والا آدمی کہتے ہوئے اپنا فون دوسرے آدمی کو دیتے ہوئے

عمایہ کی طرف اپنی شرٹ کے بٹن کھولتے ہوئے بڑھتا ہے۔

ہماری طرف مت آؤ سمجھ نہیں آتا ہے تم کو۔۔۔۔؟؟

عمایہ ڈرتے ہوئے غصہ میں دھاڑتے ہوئے کہتی ہے اور پیچھے کی

طرف قدم بڑھانے لگتی ہے پر پیچھے کھڑا آدمی عمایہ کے لیے دیوار بنے کھڑا اس کا

راستہ روکے ہوئے تھا۔۔

سمجھ شاید اب تک تم کو نہیں آیا ہے لڑکی تم جیسی لڑکیاں جن کے
ماں باپ کا کوئی آتما پتا نہیں ہوتا ہے ان کے
ساتھ ہمت دکھانے پر ایسا ہی ہوتا ہے۔۔۔
ہم پر ہاتھ اٹھایا تھا تم نے اب ہم تم کو یہاں بتائے گا کہ ایک مرد پر
ہاتھ اٹھانے کا نتیجہ کیا ہوتا ہے
آج جب یہاں تمہارا مدد کے لیے کوئی نہیں آئے گا تو تم جانو گی کہ
سائیں خان کا بیٹی خود کو کہلوانا اور اصل میں ہونے میں
کتنا فرق ہوتا ہے۔۔۔

یہاں ہم تین لوگوں کے درمیان تم اکیلا لڑکی کیا کر لے گا اپنے لیے

یہاں ہمارے علاؤہ اور کوئی نہیں ہے لڑکی۔۔۔؟؟

آدمی کہتا ہے اور اپنی کمیز کے تیسرا بٹن کھولے کمیز اتارنے کے لیے

سرتک کرتا ہے کہ عمایہ اس آدمی کو زور سے سر کے بل دھکا دیتے

ہوئے عمایہ پھر سے اپنے بائیں جانب بھاگنے لگتی ہے عمایہ دوڑتے ہوئے جاتی ہے

کہ پیچھے کھڑے آدمی اس کی طرف فون کی روشنی مارتے ہوئے

زمین پر گرے آدمی کو اٹھانے لگتے ہیں۔۔

موبائل کی روشنی جیسے ہی عمایہ کی طرف بڑھتی ہے عمایہ کی
 نظر اپنے سامنے کسی کی چمکتی ہوئی آنکھوں سے
 ٹکراتی ہے جو پر سکون سا کھڑا ہوا اپنے سامنے یہ مناظر کب سے
 دیکھ رہا تھا آنکھوں سے آنکھیں ٹکرائی ہی تھی
 کہ عمایہ بھی سیدھا ان آنکھوں والے وجود سے جا لگتی ہے۔۔
 عمایہ کے زور سے اس سامنے اندھیرے میں کھڑے آدمی کے سینے سے
 لگتی ہے کہ آدمی کا ایک قدم پیچھے کی طرف اٹھتا ہے
 اور دونوں ہاتھ عمایہ کی کمر پر ہوتے ہیں

اس کے قدموں کو روکتے ہوئے وہ خود کو روکنے کی کوشش کرتا ہے۔۔
 عمایہ مکمل طور پر اس آدمی کے حصار میں کھڑی ہوئی تھی جس
 میں سے ایک الگ سی پر خوبصورت سی پرفیوم کی
 خوشبوؤں آرہی تھی رات کے وقت میں کشمیر کی بڑھتی ہوئی ٹھنڈ
 میں بھی اس آدمی کا بوڈی ٹیمپرچر گرم تھا
 ٹھنڈ سے برف بنتی عمایہ جیسے اس آدمی کے سینے سے لگتی ہے وہ
 بنا کچھ سوچے اس آدمی کے سینے پر اپنا سر رکھ جاتی ہے اور مزید اپنے
 آنسوؤں کو ناروکتے ہوئے وہ رونے لگ جاتی ہے۔۔

کون ہو تم۔۔۔؟؟ پیچھے سے تینوں آدمی عمایہ کو اس آدمی کے سینے
سے لگا دیکھتے ہوئے سخت نظروں سے سخت
لہجے میں پوچھتے ہوئے آگے کی طرف بڑھتے ہیں۔۔۔
میں۔۔۔؟؟؟ آدمی اپنے حصار میں کھڑی ہوئی روتی ہوئی عمایہ کے
رونے کی آواز اس کی تیزی سے بڑھتی ہوئی
ڈھرکنوں کی آواز کے ساتھ ساتھ اس کی دھڑکنوں کو محسوس
کرتے ہوئے بنا ان تینوں کی طرف دیکھے پوچھتا ہے۔

ہاں تم۔۔۔؟؟؟ تھپڑ پڑنے والا آدمی پوچھتا ہے۔۔

جو بھی ہو تم اس لڑکی کو چھوڑو اور نکلو یہاں سے اگر اپنی سلامتی چاہتے ہو تو۔۔!!

میں

"Aryan Shah The great politician"

ہوں میں۔۔ آریان کہتا ہے اور سامنے کھڑے آدمی آریان کے چہرے کی

طرف لائٹ مارتے ہیں وہ موبائل کی لائٹس آریان کے چہرے کی

طرف مارتے ہیں کہ عمامہ اس کے سینے سے سراٹھا کر آریان کے چہرے کی

طرف دیکھنے لگتی ہے

پر پہلے نظر اس کے سینے پر سلور رنگ کے "A" نام کے الفابیٹ پر
جاتی ہے پھر آریان کے چہرے کی طرف سیدھا اس کی
ڈارک او شین کلر کی چمکتی ہوئی آنکھوں کی طرف جاتی ہے جو اس
وقت سر جھکائے پلکیں جھکائے ہوئے نم آنکھوں
آنسوؤں سے تر ٹھنڈ کی وجہ سے لال سرخ ہوتے گال اور ناک
لائٹ سے پنک کلر کے ہونٹ امبر کلر کی نم ہوتی آنکھوں کے ساتھ
ساتھ آریان عمایہ کے چہرے کو اس مدھم سی روشنی میں بے حد قریب سے اطمینان
سے اور واضح طور پر دیکھ رہا ہوتا ہے۔۔۔



زبان اور علیزے گارڈز کے ساتھ عمایہ کوہر طرف دیکھ رہے تھے پر
انہیں جنگل کے بارے میں کچھ معلوم نہیں تھا
اس لیے علیزے کے کہنے پر زبان زر خان کو بلا لیتا ہے اس وقت وہ
جنگل میں باہری راستے سے گزرتے ہوئے
اندر کی طرف بڑھ رہے تھے عمایہ کو ڈھونڈ بھی رہے تھے
اور زر خان کا انتظار بھی کر رہے تھے۔

عمایہ کو ڈھونڈتے ڈھونڈتے علیزے بار بار اس کی سلامتی کی دعا
کرتے کرتے رو پڑتی ہے

ابھی ابھی وہ روتے ہوئے گارڈز کے درمیان زیان کے ساتھ ساتھ ہی
عمایہ کو ڈھونڈ رہی تھی کہ زر خان کی گاڑی کی آواز

پر سب کے آگے کی طرف بڑھتے ہوئے قدم رک جاتے ہیں۔۔

ملی عمایہ۔۔؟ زر خان جلدی سے گاڑی سے نکل کر گاڑی سے نکلتے

ہوئے اپنی گن اٹھائے اپنے ہاتھ میں پکڑے ہوئے زیان کی طرف بڑھتے

ہوئے پوچھتا ہے کہ

زیان کے پیچھے کھڑی علیزے کو دیکھ زرخان کے قدموں کی رفتار
دھیمی ہونے لگتی ہے۔۔

علیزے کو ایک نظر گھور کر دیکھتے ہوئے زرخان آگے کی طرف بڑھتا ہے۔۔
آدھی رات کو تم یہاں کیا کر رہی ہو۔؟؟

زرخان اپنی گن اپنی پینٹ میں پیچھے کی جانب لگاتے ہوئے پوچھتا ہے۔۔
سردی زیادہ ہو رہی ہے نا تو جانوروں کو گرم انڈے بیچ رہی ہوں میں آپ
کھائیں گے۔۔؟؟

زیان کے پیچھے سے مکمل طور پر نکلتے ہوئے کہتی ہے۔۔

تم مجھے جانور بول رہی ہو۔۔۔؟؟
حیرانگی سے پر غصیلی آواز میں پوچھتا ہے۔
میں نے ایسا کچھ نہیں کہا ہے اور ویسے میں قربان
کتنے سمجھا رہی ہیں آپ تو "علیزے" نظر اتارنے والے انداز میں مسکراتے
ہوئے کہتی ہے کہ جلد ہی عمایہ کا خیال اس کے ذہن میں آتا ہے
جو اسے پھر سے ادا اس کر جاتا ہے۔۔
لڑنا بند کرو تم دونوں حویلی جانے کا وقت ہو گیا ہے خان بابا انتظار کر رہے ہوں گے
عمایہ کو ساتھ نہیں دیکھا تو پورے گاؤں میں عذاب برپا کر دیں گے وہ۔۔۔

زبان پریشانی سے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے کہتا ہے۔

فکر کمر کر وہم ڈھونڈ لیں گے آدھے لوگ دائیں طرف جائیں اور میں

بائیں طرف جاتا ہوں اوپر زیادہ پہاڑی علاقہ ہے

جہاں پتھر تھوڑی ملتے ہیں تو دھیان سے قدم رکھنا اپنے سب۔۔!!

زر خان زیان بے گارڈز کو دیکھتے ہوئے کہتا ہے۔۔

ٹھیک ہے میں گارڈز کے ساتھ جا رہا ہوں اپنی مصیبت تم سنبھالو رورو کر

میرا دماغ کھا گئی ہے یہ۔۔۔!!

زبان کہتے ہی ایک نظر علیزے کو دیکھتے ہوئے اپنے گارڈز کے ساتھ
آگے کی طرف بڑھ جاتا ہے۔۔

اس کے جاتے ہی زر خان علیزے کی طرف دیکھتا ہے جو ابھی بھی رونے میں
مصروف ہوئی پڑی تھی۔۔

رونا بند کرو سخت زہر لگ رہی ہو تم مجھے اس وقت "
زر خان گندا سامنہ بنائے کہتے ہوئے گے کی طرف بڑھنے لگتا ہے۔۔
"ہاں تو یہی کھا کر خود خوشی کیوں نہیں کر لیتے ہیں
میری بھی جان چھوٹے گی"

علیزے زر خان کی پشت کو دیکھتے ہوئے منانے والے انداز میں کہتی

ہے پر زر خان اس کی بات سن لیتا ہے۔۔

میری جان تمہاری جان تو میں نے ابھی قبض کی ہی

کہاں ہے جو اسے چھوڑنے کے کام کروا بھی ان کا قید ہونا باقی ہے "

مڑ کر علیزے کی لال ہوتی ناک کو دیکھتے ہوئے

چہرے پر ٹھیرٹی مسکراہٹ سجاتے ہوئے کہتا ہے۔

ہمممم۔۔۔ بلی کے خواب میں چھیچھڑے سنے تو

تھے پر اب بلے کے خواب دیکھ بھی رہی ہوں میں واہ صدقے "

علیزے گردن پھیرتے ہوئے کہتی ہے اور زر خان کی طرف قدم بڑھاتی ہے۔۔

شہزادی اب اس بلے کے خواب تم صرف سنو گی نہیں

پورے بھی کرو وودن کے بعد ہماری سہاگ رات کی رات کو"

علیزے کو اپنی طرف آتا دیکھ زر خان کہتا ہے اس کی بات سنتے ہوئے

علیزے رک جاتی ہے علیزے کے قدم رکتے ہیں۔

اور زر خان کے قدم علیزے کی طرف اٹھتے ہیں علیزے کا ہاتھ پکڑے

وہ اسے اپنے ساتھ آگے کی طرف لیے بڑھتا ہے عمایہ کو ڈھونڈنے کے

لیے۔۔!!"

SALEHA IQBAL

„Dil E Ra_q sam

Episode 06 ☆

By sALEHA IQBAL ♣



سائیں ادا بائی آپ کو بلارہی ہیں۔۔!!
گاڑی کے شیشے پر نوک کرتے ہوئے لڑکا سائیں خان سے کہتا ہے
لڑکے کے کہنے پر عباس گہری سانس لیتے ہوئے اپنے غصہ کو ضبط
کرتے ہوئے اپنی سیٹ بیلٹ کھولتے ہوئے

اپنے گاڑی سے باہر نکلتا ہے گاڑی سے نکلتے ہی گاڑی کا دروازہ بند
کرتے ایک پوری نظر اس پرانی سی عمارت کی
طرف دیکھتا ہے جہاں وہ آج سے 17 سال پہلے ابھی جوانی کے
دنوں میں آیا تھا اور 17 سال بعد آج وہ پھر اس کو ٹھٹھے کی
چوکھٹ پر کھڑا جہاں اندر جانا اس کے لیے بے حد مشکل ہو رہا تھا
پر ان بچیوں کی جان کی عزت کی حفاظت کے لیے عباس کو ٹھٹھے کے اندر
اپنا دایاں قدم رکھے داخل ہوتا ہے

اندر جاتا ہے پھولوں کی خوشبوؤں پورے کمرے میں تھپی مد سٹم مد سٹم سا

پھیلا ہوا دھواں سیدھا عباس خان کے چہرے سے ٹکراتا ہے۔۔

دھواں کو اپنے چہرے پر محسوس کرتا اپنی آنکھیں غصہ میں زور

سے بند کر کے کھولے ایک گہری سانس بھرتا عباس

کمرے میں داخل ہوتا ہے۔۔

اندر آتے ہی عباس کمرے کے دروازوں کو بند کر دیتا ہے وہ مڑ کر

کمرے میں ادا بائی کو دیکھنے لگتا ہے پر اسے وہاں دھواں میں کوئی نظر نہیں آتی ہے۔

کچھ قدم آگے کی طرف بڑھاتے ہوئے سائیں خان صوفے کی طرف
بڑھتے ہیں کہ ان کے پیچھے سے ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے
ہاتھ میں دھواں کا بول پکڑے ہوئے چھوٹے چھوٹے قدم اٹھائے عباس
کی طرف بڑھتی ہوئی ادا کے گھنگروں کی آوازیں آتی ہیں۔۔
گھنگروں کی آواز پر عباس فوراً سے پلٹ کر مڑ کر دیکھتا ہے عباس
جیسے ہی مڑتا ہے ہاتھ میں بول پکڑے ہوئے
بول سے نکالتے ہوئے دھواں سے کھیلتی ہوئی لال سرخ کے لہنگے میں ملبوس
جس سے اس کی چھوٹی سی چولی پیروں تک آتا لہنگا

بھاری بھر کم زیورات لمبے لمبے ہلکے ہلکے کر لی بال کو ایک سائیڈ سے
آگے کی طرف تھے جو اسکے لہنگے تک آرہے تھے
فل میک آپ کیے لال سرخ رنگ کی لپس اسٹک لگائے ادا عباس کی
طرف بڑھ رہی ہوتی ہے۔۔

ادا کو اتنا سجاد حجادیکھ عباس ایک نظر اسے سر سے پیر تک دیکھتا ہے
اتنی جوان لڑکی۔۔؟؟

عباس کے ذہن میں سب سے پہلے یہ الفاظ آتے ہیں۔
اس طرح مت دیکھیں مجھے پتا ہے میں بہت حسین ہوں

ادا کی بات پر عباس خان جلدی سے اپنا منہ دوسری طرف
پھیر لیتا ہے۔۔

"آج آپ یہاں امید نہیں تھی ہمیں آپکے یہاں آنے کی کبھی خان۔
ادا کی مسلسل نظریں عباس کے چہرے پر ہی ٹپکی ہوئی تھی
وہ بنا پلکیں جھپکائیں مسکراتے ہوئے پوچھتی ہے۔
اب میں نے ہر شخص کی امیدوں پر پورا اترنے کا ٹھیکہ نہیں
لیا ہوا ہے۔۔

سائیں خان کہتا ہے اور کہتے ہی اپنا منہ دوسری طرف موڑ لیتا ہے۔۔

اتنی بے رُخی وہ بھی اتنی خوبصورت لڑکی کے سامنے
وہ بھی اتنی خوبصورت رات کو۔۔؟؟'
ادا ہلکی سی گردن موڑا ایک خوبصورت دلکش سی مسکراہٹ چہرے
پر سجاتے ہوئے پوچھتی ہے۔۔
تمہاری خوبصورتی میرے کسی کام کی نہیں ہے"
کہتے ہی صوفے کی جانب اپنا بڑھے صوفے پر ٹانگ پر
ٹانگ چوڑا ہو کر ایک بادشاہ کی طرح بیٹھتا ہے۔۔

پر دوسرے مردوں کو تو میری خوبصورتی کی ایک جھلک دیکھنے کے

لیے مرنے کے لیے بے تاب رہتے ہیں"

دھواں کا بول سائیں خان کے سامنے ٹیبل پر رکھتے ہوئے کہتی ہے۔

تو انہی کے سامنے جا کر اس جسم نمائش کرو میرے سامنے

جسم دیکھانے کی ضرورت نہیں ہے تمہیں "ادا کے مکمل طور پر نمایاں ہوتے

جسم کی طرف آنکھوں سے اشارہ کرتے ہوئے کہتا ہے۔

پر آپ نے اسی جسم کو دیکھنے کے پیسے دیے ہیں"

ادا کہتے ہی سیدھی ہو کر کھڑی ہو جاتی ہے ادا کے پاس عباس

خان کی ہر بات کا جواب تھا

ادا جس طرح عباس کی ہر بات کا جواب دے رہی تھی سائیں خان

کو یہ بات مزید کچھ بھی کہنے سے روک رہی تھی

پراس کے پاس خاموش رہنے کا وقت اور اس کا ارادہ نہیں تھا وہ

جلد از جلد اس جگہ سے واپس جانا چاہتا تھا۔

میں نے جسم دیکھنے کے پیسے نہیں تم سے ملاقات کے پیسے دیے ہیں"

اپنی ٹانگ سے ٹانگ ہٹا کر اپنے دونوں ہاتھ اپنے پٹوں پر رکھتے ہوئے

تھوڑا سا جھکتے ہوئے ایک اٹل انداز میں کہتا ہے۔

جاؤ جا کر پورے کپڑے پہنوا سس سے پہلے سائیں خان

تمہیں واقع میں خان بن کر دیکھائے"

واپس سیدھا ہوتے ہوئے چہرے پر ٹھہری مسکراہٹ سجاتے ہوئے دو

ٹوک لہجے میں کہتا ہے۔

"میں پورے کپڑے نہیں پہنوں گی جو بات کرنی ہے آپ ایسے ہی کریں

میں سن رہی ہوں۔۔

عباس کی بات سنتے ہوئے مڑ کر اپنے گلے سے زیورات نکالتے ہوئے یہی ہے۔۔

پر میں کہہ نہیں پارہا ہوں اس لیے جاؤ۔!!"

عباس کہتے ہوئے ادا کی طرف سر اٹھا کر دیکھتا ہے پر مزید کچھ

کہنے سے پہلے نظریں سیدھا ادا کی گوری چٹی

دودھ جیسی رنگت کی کمر پر جاتی ہے جہاں صرف دو ڈوریاں تھی

اس کی کمر پر اس کی چولی کی اور ان دونوں

ڈوڑیوں کے اوپر کندھے کے تھوڑے سے نیچے ایک ڈارک بلیک کلر کا

تل کو اس کی خوبصورتی میں اس کی گوری رنگت میں کو مزید نکھار رہا تھا

ادا کی کمر کو دیکھتے ہوئے سائیں خان اس پر سے اپنی آنکھیں ہٹانا

بھول جاتا ہے پر ادا کو پلٹتا دیکھ اسی پل اپنی

آنکھیں بند کرتا اپنا منہ پھیر لیتا ہے اس سے پر ادا اس کی یہ حرکت

بآسانی نوٹ کر لیتی ہے جس سے اسکے چہرے پر مسکراہٹ چھا جاتی ہے۔۔

کیوں نیت خراب ہو رہی ہے مجھے دیکھ کر یا اپنے آپ پر قابو نہیں

پایا جا رہا ہے۔۔؟؟" اپنی کمر سے سارے بال ہٹا کر آگے

کی طرف کرتے ہوئے اپنے گلے میں پہننا ہوا ہار اتار کر

کمرے کے دروازے کے ساتھ دیوار کے ساتھ لگے ٹیبل پر رکھتے ہوئے پوچھی ہے۔

میرا دماغ خراب ہو رہا ہے میرے صبر کا امتحان مت لو اور جاؤ یہاں

سے "سائیں خان سخت اور تلخ لہجے میں کہتا ہے

اتنی خوبصورت لڑکی جس کی خوبصورتی کے چرچے سنے تھے آج

اس کو دیکھتے واقع سائیں خان اپنا صبر کھو رہا تھا اپنے دل پر

ہاتھ رکھے وہ اپنی بے چینی سے بڑھتی ہوئی

ڈھرکنوں کو نادر مل کرنے کی کوشش کرنا چاہتا تھا پر ادا کی نظروں

میں وہ اپنی کوئی حرکت نہیں لانا چاہتا تھا۔

۔۔ میں تو کہیں نہیں جا رہی ہوں جو کہنا ہے ایسے ہی کہیں"۔
کندھے اچکاتے ہوئے کہتے ہی عباس کے سامنے آکھڑی ہو کر اپنے ٹانگ
سے لہنگا اوپر کرتے ہوئے عباس کے صبر کو مزید
آزماتے ہوئے اپنے لہنگے کو اوپر کیے گڈھنے تک لے جاتی ہے اور خود
جھک کر اپنے پیروں میں پہننے ہوئے گھنگروں اتارنے لگتی ہے۔۔
"تم آزار ہی ہو میرے صبر کو۔۔؟؟"

ادا کی حرکت پر آنکھیں اٹھا کر صوفے سے پشت ٹیکاتے ہوئے ایک آئینہ اٹھاتے
ہوئے پوچھتا ہے۔

ابھی تک تو میں نے ایسا کچھ نہیں

کیا ہے البتہ میرا ارادہ ضرور ہے کچھ کرنے کا

ادا کہتے ہی اپنے پیر سے گھنگروں نکال کر ٹیبل پر رکھتی ہے کہ عباس بول پڑتا ہے۔۔

مجھے تمہارے ارادے کا تو نہیں پتا ہے پر اس وقت میرا ارادہ ضرور بدل رہا ہے۔۔

صوفی سے اٹھتے ہی ادا کو کمر سے پکڑے دیوار سے پن کرتے ہوئے کہتا ہے

'یہ کیا کر رہے ہیں۔۔؟؟'

عباس کی اس اچانک سی حرکت پر ادا دھڑکتے ہوئے دل سے کہتی ہے۔۔

"وہی جو تم چاہتی ہو۔۔!!"

کہتے ہی ادا کی گردن پر اپنے لب رکھتے اس کی کمر کو
زور سے اپنے ہاتھوں میں بھینچنے لگتا ہے۔۔
آہستہ۔۔

خان کی حرکت پر اس کے منہ سے سسکی نکلتی ہے "
بس اتنی سی برداشت نہیں ابھی تو میں نے کچھ کیا
ہی نہیں تمہارے ساتھ اگر تھوڑی دیر اور میرے سامنے اس طرح کے
کپڑوں میں رہی تو یاد رکھنا پھر جو میں کروں گا
وہ برداشت کرنے کے لیے آواز بھی نہیں نکلے گی حلق سے تمہاری۔۔

عباس کی حرکت پر اپنے ہاتھوں میں اپنا لہنگا مضبوطی سے پکڑے
ہوئے ادا مسلسل قریب سے عباس کا چہرہ دیکھنے لگتی ہے۔۔

اب کپڑے بدل لو جا کر اس سے پہلے۔۔

میرے پاس پورے کپڑے نہیں ہیں میں ایسے کپڑے ہی پہنتی ہوں اس
کے علاوہ ناکٹھی ہے

اس سے بھی چھوٹی بولیں تو وہ پہن لوں۔۔؟؟

پہلے عباس ادا کو دیوار سے پن کرتا ہے پر اب وہ خود پر سکون سی

عباس کے چہرے کو اس کے چہرے پر غصہ کے ایک ایک نقوش لو

باغور دیکھتے ہوئے پر سکون سی ہو کر کہتی ہے۔۔!!

ٹھیک ہے پھر ایسے ہی بات کر لیتے ہیں۔۔!!

سائیں خان کہتے ہوئے ادا سے دور ہوتا ہے اور دوبارہ صوفے کی طرف بڑھتا ہے۔

ہاں کر لیتے ہیں۔۔!!

ادا دیوار سے دور ہوتے ہوئے کہتی ہے اور خود بھی

صوفے کی طرف بڑھتی ہے۔۔

بچیوں کو خریدنے والی تم ہو۔۔؟؟ صوفے پر بیٹھتے ہوئے پوچھتا ہے۔

بالکل میں ہوں میرے علاؤہ یہ نیک کام اور کوئی کر سکتا ہے۔
ادا اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے کہتے ہوئے سنگل صوفے پر بیٹھ
جاتی ہے صوفے سے پشت ٹیکاتے ہوئے
ادا کی بات سنتے ہوئے سائیں خان اس کی طرف دیکھتا ہے
پر ادا کے دیکھتے ہوئے وہ گہری سانس بھرتے ہوئے اپنا کوٹ اتار کر اس کی
گود میں رکھتا ہے۔۔
اس کو پہننو۔۔!! عباس سخت لہجے میں کہتا ہے۔
مجھے نہیں پہننا۔۔!!

ادا کہتے ہی کوٹ ٹیبل پر رکھ دیتی ہے۔

کوٹ پہنو ورنہ۔۔۔!!!

ورنہ والا کام کر لیں ناپسیے دیے ہیں آپ نے مفت کے پیسے نہیں پسند مجھے۔۔

سائیں خان کی بات کاٹتے ہوئے ادا جلدی سے بول پڑتی ہے۔

اور مجھے تم نہیں پسند ہو بات ختم۔۔"

ادا کی بھی بات مکمل ہونے سے پہلے اپنے الفاظوں پر زور دیتے ہوئے کہتا ہے۔

پر خان تم مجھے بہت پسند آئے سچ میں شدت سے دل کر رہا ہے تمہیں کھا جاؤں

اور تمہاری عزت بھی لوٹ لوں'

ادا کہتے ہوئے اپنے چہرے پر ناچھپانے والی مسکراہٹ کو ضبط کرتے
ہوئے سائیں خان کے چہرے کی طرف اس کی آنکھوں میں
دیکھتے ہوئے کہتی ہے۔۔

میرے ساتھ فضول باتیں کرنے کی ضرورت نہیں ہے مجھے یہ بتاؤ کہ
ان بچیوں کو تم نے خریدا ہے اور کتنے میں۔۔؟؟
ادا کو تیش بھری نگاہوں سے دیکھتے ہوئے پوچھتا ہے۔
ہاں میں نے ان سب کی قیمت دے کر انہیں یہاں بلایا ہے
اور کتنی قیمت میں نے دی ہے وہ میں نہیں بتا سکتی ہوں۔

ادا کہتے ہوئے سائیں خان کا کوٹ ٹیبل سے اٹھا کر پہننے لگتی ہے۔

تم نے جتنے پیسے دیے ہیں میں تمہیں اس کے دو گنے دینے کو تیار ہوں بس بچیوں

کی رہائی مجھے دے دو۔!!

ادا کی چہرے کی طرف سنجیدگی سے دیکھتے ہوئے کہتا ہے۔

تو مطلب یہاں سودا گر بن کر آئے ہیں مجھے لگا تھا کہ آپ یہاں آئے

باقی مردوں۔۔۔۔

مجھے دوسرے مردوں سے ملوانے کی ضرورت نہیں ہے سائیں خان ایک ہی

کیرک پیس ہے کشمیر کا۔!!"

ادا کی بات کاٹتے ہوئے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہتا ہے۔۔

ٹھیک ہے میں نہیں ملواتی آپ کو دوسرے مردوں سے پر آپ یہاں سودا کرنے
آئیں ہیں تو ہم سودا کرتے ہیں پر پیسوں کا نہیں کسی اور چیز

کا۔۔!!!"

ادا کہتے کہتے صوفے سے اٹھ کھڑی ہوتی ہے اپنے کانوں میں پہنے ہوئے ایئرینگ
اتارتے ہوئے ڈریسنگ ٹیبل کی طرف بڑھتی ہے۔

کس چیز کا سودا۔۔؟؟ ادا کو جاتا دیکھتے ہوئے پوچھتا ہے۔۔

انسان کے بدلے انسان کا۔۔ "اپنے ائیرینگ ٹیبل پر رکھتے ہوئے
مڑ کر کہتی ہے۔

مطلب۔؟؟ صوفے سے پشت لگاتے ہوئے پوچھتا ہے۔
مطلب مجھے آپ سے شادی کرنے ہے آپ مجھے اپنی بیوی بنائے میں
آپ کو بچیوں کی رہائی دے دوں گی مفت میں
ادا کی بات پر عباس کے چہرے پر عجیب سے تاثرات چھانے لگ گئے تھے۔۔
کیا بکواس کر رہی ہو۔۔؟؟ صوفے سے اٹھ کھڑے ہو کر کہتے ہیں۔

بکو اس نہیں ہے خان ڈیل ہے ایک ہاتھ مجھ سے نکاح کریں دوسرے

ہاتھ مجھ سے ان بچیوں کی رہائی لے لیں"

سائیں خان کی طرف قدم بڑھاتے ہوئے کہتی ہے۔

ایسا کچھ نہیں ہوگا غلط فہمی میں رہنا چھوڑ دو میں تم سے لڑکی سے شادی

کبھی بھی نہیں کروں گا۔!!

ادا کے چہرے کی طرف سخت نظروں سے دیکھتے

ہوئے کہتا ہے۔

پھر آپ ان لڑکیوں کی رہائی بھول جائیں البتہ ان کے عہد

سجانے کا انتظار ضرور کریں'۔۔

کہتے ہی واپس اپنا منہ ڈریسنگ ٹیبل کی طرف موڑ لیتی ہے۔۔

تمہیں کیا لگتا ہے کہ میں ان بچیوں کو تم سے نہیں رہا کروا سکتا ہوں۔۔؟؟

ادا کی پشت کو دیکھتے ہوئے پوچھتا ہے۔

ہم آپ نہیں کروا سکتے ہیں خان"

ادا ڈریسنگ ٹیبل کے شیشے میں سے سائیں خان کو دیکھتے ہوئے کہتی ہے۔

میں کر سکتا ہوں میرے لیے کچھ بھی ناممکن نہیں ہے میں ان کو آزاد بھی

کر والوں کا اور تم۔۔۔

سائیں خان کہتے کہتے خاموش ہو جاتے ہیں کیونکہ اس مڑ کر ان کی طرف اپنی کمر پر

ہاتھ باندھے ہوئے دیکھ رہی ہوتی ہے۔

خان آپ سب کر سکتے ہیں پر آپ یہ نہیں جانتے ہیں میں بھی سب

کر سکتی ہوں میں 22 سال کی عمر میں ایک کوٹھے

کو چلاتی ہوں سوچ لیں میں کتنی مضبوط ہوں میں

ایک وقت ہزاروں مردوں کو بھی خاک کرنے کی ہمت رکھتی ہوں۔۔!!"

ادا اپنی کمر پر ہاتھ باندھے ہوئے خان کی طرف بڑھتے ہوئے کہتی ہے۔۔

اب آپ سوچ لیں ایک لڑکی سے مات کھا کر اپنا نام خراب کرنا ہے

یا مجھ جیسی خوبصورت بہادر ذہین لڑکی سے شادی کر کے پورے

گاؤں کے سامنے ایک رات میں جیت حاصل کرنے

کا تمغا حاصل کرنا ہے۔۔

مجھے اس قسم کا تمغا حاصل کرنے کا کوئی شوق نہیں ہے

مجھے لڑ کر ہارنا قبول ہے پر ایک طوائف کو اپنا نام دینا نہیں"

ادا کے چہرے کی طرف اس میک آپ کیے چہرے کو اس کے لال سرخ
ہو ننٹوں کو دیکھتے ہوئے کہتا ہے۔۔

میں طوائف ہوں کیونکہ میں رقص کرتی ہوں اس لیے آپ جیسے
باعزت مرد ہم سے دور بھاگتے ہیں پر رقص کرنے میں
کیا غلط ہے آج کل کے زمانے میں جب یہ سب ٹی وی پر دیکھتے ہیں
لڑکیوں کو ناچتا گاتا تب تو آپ باعزت مردوں کو عورتوں
کو برا نہیں لگتا ہے پھر ہم لڑکیوں کا یہ سب کیوں
کرنا لگتا ہے۔۔؟؟

ادا اپنی کمر پر بندھے ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچے ہوئے سنجیدگی سے پو پھتی ہے۔۔
پسند مجھے وہ بھی پسند مجھے یہ بھی نہیں پر تم صرف رقص نہیں کرتی
تم اپنا جسم۔۔۔

سائیں خان ادا کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہتا ہے پر وہ کہہ نہیں پاتا ہے۔۔
خیر مجھے قیمت بتاؤ میرے پاس یہاں ضائع کرنے
کا وقت نہیں ہے۔۔!! سائیں خان بے زاریت والی گہری سانس لیتے
ہوئے کہتا ہے۔

مجھ سے شادی ہی قیمت ہے ان کی رہائی کی شادی کریں ماورے جائیں انہیں

ادا پر سکون سے انداز میں کہتی ہے۔

ایسا ممکن نہیں ہے وہ بولو جو ماننے کے قابل ہو "ادا کی طرف ایک قدم بڑھاتے

ہوئے کہتا ہے۔۔

پھر کچھ نہیں ہے ایسا جو ان لڑکیوں کو مجھ سے دور اس جگہ سے

دور لے کر جاسکے اور آپ کو کیا لگتا ہے

اس بار بھی آپ وہی کریں گے جو آپ نے سترہ سال پہلے کیا تھا۔؟؟

ہر دن ہر رات ایک جیسی نہیں ہوتی ہے خان

خان کچھ پانے کے لیے کچھ کھونا برحق ہوتا ہے بنا کچھ قیمتی
کھوئے کچھ قیمتی نہیں ملتا ہے۔۔!!

تو کیا آپ ان ننھی معصوم لڑکیوں کے لئے خود کو قربان نہیں کر سکتے ہیں۔؟؟
شرط مان جائیں اور لے جائیں انہیں اس جگہ سے دور مجھ
سمیت کیونکہ۔۔۔!!!

ادا کہتے کہتے سائیں خان کی طرف قدم اٹھانے لگتی ہے۔۔
اس طرح گھور نابند کرو مجھے اور وہی رک جاؤ"

ادا کی مسکراتی ہوئی نظروں کی تپش خود پر محسوس کرتے ہوئے کہتا ہے۔۔

خان میری نیت خراب ہو رہی ہے تم پر "
"تو۔۔؟؟" ادا کی بات پر فوراً سائیں خان پوچھ بیٹھتے ہیں۔

تو تھوڑی سی عزت لوٹنے دیں "

اپنے کمر سے ہاتھ ہٹاتے عباس کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہتی ہے۔
اور تم مجھے تھوڑا سا اپنا منہ توڑنے دو " ادا کے ہاتھ کو نیچے کرتا اپنے قدم
پیچھے کی طرف اٹھانے لگتا ہے۔

جو دل میں آئے وہ توڑ دیں مجھے کوئی مسئلہ نہیں ہے "
ادا شرارت سے بھرے لہجے میں مسکراتے ہوئے کہتی ہے۔

میری طرف آنا بند کرو ورنہ پیٹ جاؤ گی تم مجھ سے
گھور یا کرو اتے ہوئے کہتا ہے۔

مجھے آپ کے ہاتھ کی مار قبول ہے خان پر اس طرح
ڈریں مت پیچھے قدم مت اٹھائیں۔

ادا اپنے قہقہہ کو ضبط کرتے ہوئے کہتی ہے۔

"تم میری طرف آنا بند کرو میں اپنے قدم روک لوں گا۔

غصہ میں کہتے ہوئے بنا پیچھے کی طرف دیکھے کہتا ہے کہ ٹیبل سے ٹکڑا کر

سائیں خان گرنے والے ہو جاتے ہیں کہ ادا ان کی کمر پر ہاتھ رکھے

انہیں گرنے سے روک لیتی ہے اور آنکھوں میں آنکھیں ڈالے دیتے
ہوئے کہتی ہے۔۔

وہ تو ناممکن ہے خان کیونکہ میرا پورا پورا ارادہ ہے آج آپ کی
عزت لوٹنے کا"

ادا کہتے ہوئے سائیں خان کے چہرے کی طرف جھکنے لگتی ہے کہ
سائیں خان جلدی سے ادا کو اس کی کمر سے پکڑے صوفے
پر بیٹھاتا خود کو کمپوز کرتے سیدھے کھڑے ہو کر اپنے کپڑوں کو
ٹھیک کرنے لگتا ہے۔۔

میرے ساتھ چپکنے کی ضرورت نہیں ہے تمہیں اور مجھے نم سے
شادی نہیں کرنی ہے میں کوئی اور طریقہ ڈھونڈ لوں گا
تم انتظار کرو کل کا۔۔!!

سائیں خان کہتے ہوئے کمرے سے باہر جانے کے لیے اپنے قدم بڑھاتے ہیں کہ ادا
پیچھے سے بول پڑتی ہے۔

آپ کے پاس بھی کل تک کا وقت ہی خان یا تو مجھے اپنے نام کریں
اور ان کو رہا کروائیں یا پھر ان کی اڑان کے قصہ نیوز میگزین میں پڑھیں چوائس
آپ کی ہے جو دل میں آئے وہ کریں

پر کل کے دن 12 سے پہلے کیونکہ 12 کے بعد بچیاں آسمان کی بلندیوں پر

ہو گئی پکڑنا مشکل ہو جائے آپ کے لیے "

اد ا صوفے سے پشت ٹیکائے ٹانگ پر ٹانگ رکھے اپنے پیر کو ہلاتے ہوئے

سائیں خان کے چہرے پر غصہ کو دیکھتے ہوئے

مسکرا کر کہتی ہے۔۔۔

سائیں خان ادا کی بات کا کوئی جواب نہیں دیتا ہے اور کمرے سے

باہر نکل جاتا ہے اور سیدھا باہر حال سے گزرتا ہوا حال میں موجود مردوں اور

عورتوں کی نظروں کا مرکز بنتے وہ کوٹھے سے باہر نکلے اپنی گاڑی کی طرف بڑھتا ہے۔

گاڑی کے پاس سائیں خان پہنچتا ہی ہے کہ باہر موجود کانوں میں
ٹھیلوں پر آدمی سب ان کی جانب دیکھنے لگ جاتے ہیں اور کھسپاتے
ہوئے باتیں کرنے لگ جاتے ہیں۔۔

سائیں خان اس بھی اس جگہ پر افسوس ہو رہا ہے۔۔
بس ان کے یہاں آنے کی کمی رہ گئی تھی۔۔

نمازی سائیں تھے عزت دار بھی آج خوبصورتی کے آگے ہار گیا ہے توبہ توبہ۔۔۔!!!
ایک ایک کر کے آدمیوں کی آوازیں سائیں خان کے کانوں میں برے الفاظوں کے
ساتھ گردش کر رہی تھی

پروہ ان سب باتوں کو اگنور کرتے ہوئے اپنی گاڑی میں سوار واپس
حویلی جانے کے لئے بڑھتا ہے۔۔



ایک سیکنڈ "ریڈروز" میں زارا ان سے نیٹ لوں پھر تمہاری ٹھنڈ کم کرتا ہوں۔۔!!
آریان عمایہ کو خود سے دور کرتا اس کے لال سرخ ہوتے
چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے کہتا ہے
عمایہ کو خود سے دور کرتا اپنی گھڑی اتار کر عمایہ کو پکڑتا ہے اور خود چھوٹے چھوٹے
قدم اٹھائے آگے کی طرف بڑھتا ہے۔۔

میں نے انٹروڈکشن دیا اپنا پہچانا نہیں مجھے۔۔؟؟
آریان دو قدم آگے بڑھا تھا کہ رک کر اپنا کوٹ اتار کر عمایہ
کی طرف بڑھتا ہے جیسے وہ نہیں پکڑتی ہے۔
ریڈروز اس کو پکڑ لو کپڑے پر گندگی نہیں پسند ہے مجھے۔
آریان کوٹ عمایہ کی طرف بڑھاتے ہوئے کہتا ہے کہ
عمایہ اس کا کوٹ جلدی سے پکڑ کر ایک قدم اور پیچھے کی طرف
ہو کر کھڑی ہو جاتی ہے۔

میں نے کچھ پوچھا ہے ایک بات بار بار دہرانے کا عادی نہیں ہوں میں۔۔!!!"

آریان اپنی شرٹ کی بازوؤں کو کمنیوں تک فولڈ کرتے ہوئے اپنے ہاتھوں کی
طرف دیکھتے ہوئے کہتا ہے۔۔

مجھے ہاتھ بھی گندے کرنے کا کوئی شوق نہیں ہے پر مجبوراً تمہاری

مردانگی کی ماں باپ کرنے کے لیے یہ کرنا پڑے گا۔۔۔!!!

آریان مسکراتے ہوئے کہتا ہے پر کہتے کہتے وہ ایک دم سنجیدہ ہو جاتا ہے۔۔

ادھر آؤ۔۔؟؟

چاکلیٹی کپڑوں والے آدمی کو اپنی طرف آنے کا اشارہ کرتا ہے۔۔

چاکلیٹی کپڑوں والا تو نہیں آتا ہے

آریان کے بلانے پر عمامہ کی چادر پکڑا ہوا اپنے ہاتھ سے اس کی چادر
زمین پر پھینکے دوڑتے ہوئے آریان کو مارنے آتا ہے
اسے آتا دیکھ آریان مسکراتے ہوئے صرف ایک تھپڑ اس آدمی کے منہ
پر مارتا ہے اور وہ وہی اپنی الٹی بازوؤں کے بل
زمین پر گر جاتا ہے۔

آریان کے بھاری بھر کم ہاتھ کا ایک ہی تھپڑ کھانے پر آدمی بے جان
ہو چکا تھا آریان کے تھپڑ مارنے پر عمامہ
حیرانگی سے بڑی بڑی آنکھیں کیے اس کی طرف کھلے منہ سے دیکھنے لگ گئی تھی۔

اب تمہاری باری۔۔۔!! آریان کہتا ہی ہے کہ وہ دونوں اپنا موبائل آریان

کی طرف پھینکتے ہوئے دوڑنے لگتے ہیں

وہ دوڑ کر ایک ساتھ آریان کو مارنے کے لیے آگے کی طرف بڑھتے ہیں

پر آریان کو مار پاتے اس سے پہلے ہی آریان

ایک قدم پیچھے کی طرف اٹھاتا ایک زوردار لات دونوں آدمیوں کے

منہ پر ایک ساتھ مارتا ہوا انہیں بھی زمین بوس کر چکا تھا۔

واہ۔۔۔!! آریان کی لڑائی پر عمامہ روتے روتے آنکھوں میں آنسوؤں

بھرے ہوئے اپنے دونوں ہاتھوں سے بچوں کی طرح تالیاں بجانے لگ جاتی ہے۔

پہلے والا آدمی کو اٹھتا دیکھ آریان اسے مارنے کے لیے اس کی طرف

بڑھتا ہے کہ اتنے میں وہ ہاتھ میں مٹھی بھر کر مٹی

آریان کے اوپر ڈال کر بھاگ جاتا ہے اس کے پیچھے پیچھے باقی کے

دو بھی بھاگ جاتے ہیں۔۔

آہ۔۔۔!!! اپنے اوپر مٹی دیکھ آریان غصہ میں حیرانگی سے کہتا ہے۔۔

عمایہ ابھی بھی اپنے ہاتھوں کی تالیاں بجاتے ہوئے آریان کی طرف

دیکھ رہی ہوتی ہے۔۔

کیا مصیبت ہے یہ۔۔۔؟؟

آریان اپنے کپڑوں پر گری مٹی کو جھاڑتے ہوئے کہتا ہے اور ہتے ہتے
مڑ کر عمایہ کی طرف دیکھتا ہے جو روتے روتے
ہنس رہی تھی۔۔

آنکھوں میں آنسوؤں ہونٹوں پر مسکراہٹ لیے لال سرخ ہوتی ناک اور
آنسوؤں سے تر ہوتے گالوں پر پر سکون سی
مسکراہٹ سجائے عمایہ اپنی امبر براؤن آنکھوں کو ڈارک اوشین کلر
کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے اپنے سامنے کھڑے آدمی
کے اعصابوں پر خود کو سوار کرنے لگی تھی۔۔

آریان عمایہ کے چہرے کو دیکھتا ہے تو بس دیکھتا رہ جاتا ہے اس

سے نظر ہٹانا اور جھکانا تو وہ جیسے بھول گیا وہ

عمایہ کو ہنستا دیکھتے دیکھتے آریان کے چہرے پر بھی ہلکی سی

مسکراہٹ نمایاں ہونے لگتی ہے۔۔

زبردست آنکل۔۔۔!!! عمایہ کی بات پر آریان کے چہرے پر چھانے والی

مسکراہٹ ہوا بن کر غائب ہو گئی تھی۔۔۔

آنکل۔۔۔؟؟؟ آریان حیرانگی سے عمایہ کی بات دہراتا ہے۔۔

مجھے نہیں پتا تھا کہ بڑھتی اور ڈھلتی عمر کے ساتھ ساتھ لوگ اور

زیادہ طاقت ور ہو جاتے ہیں

میں تو پوری کی پوری ایمپریس ہو چکی ہوں آپ سے

اور میں پورا کا پورا ڈپرےس ہو چکا ہے تمہاری مدد کرنے پر۔۔۔!!!"

آریان اپنے لب بھینچتے ہوئے کہتا ہے۔۔

ڈپرےس ہونے کی کوئی بات نہیں ہے آپ نے تو اچھا کام کیا ہے

آنکل اللہ پاک ایک خوبصورت معصوم جوان لڑکی کی حفاظت کرنے پر

آپ کو ضرور ایک بڑے اور بھاری بھر کم انعام دے نوازیں گے انشاء

اللہ اگر آپ تب تک زندہ رہے تو۔۔!!

عمایہ کہتے ہوئے آریان کی طرف دیکھتی جو عمایہ کی بات سنتے

ہوئے اسے گھور یا کروا رہا ہوتا ہے۔۔

آریان کی گھور یا کروانے پر عمایہ دھیرے دھیرے اپنے چہرے سے

مسکراہٹ غائب کرنے لگتی ہے اور اپنی بازوؤں میں پکڑے آریان کے کوٹ

سے اپنا آنسوؤں اور مٹی لگے چہرے کو صاف کرنے لگتی ہے۔۔

ٹائم کیا ہو رہا ہے۔۔۔؟؟

عمایہ اپنا چہرہ صاف کرتے کرتے خود سے پوچھتی ہے۔۔

جہنم جانے کا ہو گیا ہے بولو تو میں دھکا مار دوں تمہیں۔۔؟

آریان اپنے لب بھینچتے ہوئے عمایہ کی طرف بڑھتا ہے اور اس کی بازوؤں میں

پکڑے ہوئے اپنے کو اس سے لے لیتا ہے۔۔

نیک کام کرنے کے بعد گناہ کرنے کا سوچنا بھی نہیں چاہیے ورنہ اللہ تعالیٰ

سیریس ہو جاتے ہیں۔۔!!

آریان کی بات پر منہ پھلاتے ہوئے جواب دیتی ہے۔۔
عمایہ جواب دیتی ہے اور آریان زمین پر گرے تینوں فونوں کو اٹھاتا ہوا آگے
کی طرف بڑھنے لگتا ہے۔۔

ارے آنکل مجھے کہاں چھوڑ کر جا رہے ہیں آپ۔۔؟؟"
آریان کو آگے کی طرف جاتا دیکھ اپنے چاروں طرف گھپ اندھیرا دیکھتے ہوئے
ڈرے ہوئے لہجے میں کہتی ہے۔۔

ایک تو تم مجھے آنکل بولنا بند کرو ورنہ اپنی بھری
جوانی میں میں تمہارا قتل کر دوں گا"

مڑ کر ہاتھ کا مکہ بنائے دور سے مارنے والے انداز میں کہتا ہے۔

اچھا نہیں بلاتی پر مجھے ایسے جنگل میں چھوڑ کر

تو مت جائیں میں اپنی جوانی میں جانوروں کے منہ لگ جاؤں گی " عمایہ کہتے ہوئے

معصوم سی شکل بنائے آریان کی طرف قدم اٹھاتی ہے۔

تو کیا میرے منہ لگنے کا ارادہ ہے تمہارا

دیکھو خوبصورت ہو تم پر بد تمیز بھی بہت ہو منہ لگانا کینسل "

عمایہ کو اپنے پاس آتا دیکھ کر کہتا ہے۔

ہاں جیسے ہم تو مری جا رہی ہوں ناقبر میں
لٹکتے ہوئے آدمی کے منہ لگنے کو "آریان کے چہرے سے نظریں ہٹاتی منہ
چڑھاتے ہوئے کہتی ہے۔۔

لگ تو مجھے بھی کچھ ایسا ہی رہا ہے جن گندی نظروں
سے تم مجھے دیکھ رہی ہو "عمایہ کے سر پر فون ہلکا سا مارتے ہوئے کہتا ہے۔
فضول بولنے کا نیٹ پیکیج لگوا کر آیا ہے کیا چاچا
جو چپ ہونے کا نام ہی نہیں لے رہا ہے تم "
عمایہ فل پٹھانی انداز میں غصہ میں گھورتے ہوئے کہتی ہے۔

نہیں الحمد للہ وائے فائے والا بندہ ہوں"
اپنے کوٹ کو ٹھیک کرتے لیٹھیٹیوڈ سے کہتا ایک نظر آسمان کی طرف دیکھتا آگے
کی طرف بڑھ جاتا ہے۔۔
ہاں تب ہی تو اس وقت نیٹ پر لوکیشن ڈھونڈنے کے
بجائے تاروں کو دیکھتے ہوئے راستہ ڈھونڈ رہا ہے"
آریان کے پیچھے پیچھے چلتے ہوئے کہتی ہے۔
تمہیں میرے طریقے سے مسئلہ ہے تو تم خود ڈھونڈ
لو اپنے موبائل میں لوکیشن دماغ کیوں کھا رہی ہو میرا"

بنائے عمارت کی طرف دیکھے آگے کی جانب بڑھتے ہوئے بے حد بے زاریت سے لہتا ہے۔

میرے پاس فون ہی نہیں ہے میں بہت زیادہ غریب

ہوں ماں باپ ہیں نہیں میرے اور۔۔۔"

بس بس۔۔

رہتی نہیں تم ایسی معصوم شکل سے حرامی لگ رہی ہو"

عمار یہ بول ہی رہی تھی کہ آریان مڑ کر اس کو بڑی بڑی آنکھیں کیے دیکھنے لگتا ہے۔۔

سچ میں۔۔؟؟ حرام پائی چھپا تو رہی تھی میں پھر بھی دیکھ گئی آپ کو

پھر تو آپ بھی پکے حرامی ہیں"

اپنے چہرے پر اپنے زخمی ہاتھوں سے ٹچ کرتے ہوئے کہتی ہے۔

کیا۔۔۔؟؟ تم مجھے حرامی بول رہی ہوں

تمیز نہیں ہے بڑوں سے بات کرنے کی تمہیں بد تمیز لڑکی "

آریان کے غصہ کو ضبط کرنے کی اب انتہا ہو چکی تھی۔

نہیں جب میں آپ کو عزت دے رہی تھی وہ آپ

کو راس نہیں آرہی تھی اب چھوٹا سا حرامی کیا بول دیا اب غصہ کر رہے ہیں "

"چھوٹا سا حرامی "

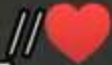
عمایہ کے بول دہراتے ہوئے گہری سانس لیے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتا ہے۔۔

SALEHA IQBAL

Dil E Ra_q sam

Episode 07 ☆

By sALEHA IQBAL ♣



میرا دماغ خراب کر رہی ہو تم زیادہ دماغ خراب کیا تو یہی جنگل میں چھوڑ

کر چلا جاؤں گا۔۔!

اپنی کمر پر ہاتھ رکھے آریاں گہری سانس لیتے ہوئے کہتا ہے۔

دھمکی کس کو دے رہے ہیں آپ۔۔۔؟؟

اور آپ اپنی خیر منائیں اگر میں نے آپ کو مار کر یہی و فناء یا تو لیا

کوئی ڈھونڈ بھی نہیں پائے گا آپ کو۔۔۔!!

آریان کے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے بولی اور بولتے ہی فل ایٹھیٹوڈ میں اپنے

بالوں میں ہاتھ پھیرتی ہے۔۔

ہاہاہاہا۔۔۔ عمایہ کی بات پر آریان قہقہہ لگا کر ہنستے ہوئے اس کی

طرف بڑھتا ہے آریان کو اپنی طرف آتا دیکھ عمایہ اپنے قدموں کو

پیچھے کی جانب اٹھانے لگتی ہے پر ایک قدم اٹھاتے ہی وہ رک جاتی ہے اور چھوٹی چھوٹی آنکھیں کیے

آریان کو دیکھنے لگتی ہے۔۔

آریان چلتے چلتے بنا کچھ بولے عمایہ کے سامنے آکھڑا ہوتا ہے اپنے

ہاتھ سے عمایہ کا قد ناپتا ہے جو سیدھا اس کے سینے

تک اس کے دل کے مقام تک پورا آ رہا تھا۔

کچھ کہہ رہی تھی تم مجھے مار کر یہاں دفن کر دو گی تو لاش بھی نہیں ملے گی کسی کو میری۔۔؟

آریان سر جھکائے عمایہ کے حوائیاں اڑتے ہوئے چہرے کی دیکھتے

پوچھتا ہے۔

م۔۔ میں نے تو کچھ بھی نہیں بولا۔۔!!

عمایہ بوکھلائے ہوئے انداز میں بالکل دھیرے سے کہتی ہے اور لہتے ہی
آریان کو کراس کرتی آگے کی طرف جانے کے لیے بڑھتی ہے پر
اندھیرا دیکھ وہ رک جاتی ہے۔۔

عمایہ کو اپنے پیچھے کھڑا آریان فوراً اسے اس کی طرف پلٹتا ہے اور عمایہ کے کان کی طرف
جھکتے ہوئے کہتا ہے۔

ریڈ روز آگے کا راستہ تمہیں میرے ساتھ ہی طے کرنا پڑے گا میرے بغیر ناتم منزل دیکھ
پاؤ گی نا ہی ایک قدم بھی اٹھا پاؤ گی۔۔!!

آریان دھیرے سے سرگوشی نما انداز میں کہتا ہے اور عمایہ فوراً سے
گردن موڑے آریان کہ طرف دیکھتی ہے
عمایہ کی گردن مڑتی ہے اور دونوں کی آنکھیں ایک بار پھر سے
قریبی سے ایک دوسرے سے ٹکراتی ہیں آنکھیں ملتی ہیں
دل دھڑکنا چھوڑ دیتا ہے۔

"دل کی روانی کو فقط دیدارِ یار کافی ہے
دھڑکنیں بڑھانے سے دھڑکنیں روک دینے کے لیے نگاہِ یار کافی ہے۔"

عمایہ اور آریان کی آنکھیں جیسے ہی ایک دوسرے سے ملتی ہیں ایک
کی دھڑکنیں بڑھنا شروع ہو جاتی ہے
اور دوسرا دھڑکنا ہی بھول جاتا ہے آریان کے ہاتھوں میں پکڑے ہوئے
فون کی روشنی میں وہ دونوں ایک دوسرے کی آنکھوں میں
دیکھتے دیکھتے کھونے لگ گئے تھے۔
دونوں ایک دوسرے کی آنکھوں میں دیکھنے میں مصروف ہوتے ہیں
کہ عمایہ نام کی ایک زوردار پکار دونوں کے کانوں
میں ٹکراتی ہے۔

عمایہ جلدی ہی خود کو کرتی اپنا نام پکارنے والے شخص کو
 ڈھونڈنے کے لیے نظریں دوڑانے لگتی ہے
 عمایہ کی نظریں آریان سے ٹپتی ہیں تو وہ بھی سیدھا کھڑا ہو کر
 اپنے دل پر ہاتھ پھیرتے ہوئے اپنے دل کا زندہ ہونے کا اندازہ لگاتا ہے۔
 عمایہ۔۔۔؟؟؟ ایک اور لڑکی کی زور سے آواز آتی ہے۔۔
 لیلی۔۔۔؟؟؟ عمایہ بھی اندھیرے میں ایک قدم آگے کی طرف بڑھاتی ہے۔۔
 لالا وہاں سے آواز آرہا ہے۔۔۔؟؟

علیزے عمایہ کی آواز پر زر خان کہ بازوؤں پر ہاتھ مارتے ہوئے اسے

اندھیرے میں اشارہ کرتی ہے

زر خان اسی پل اپنے ہاتھ میں پکڑی ہوئی ٹارچ سے عمایہ کی

طرف دیکھنے لگتا ہے۔۔

لالا۔۔۔؟؟؟ عمایہ بھی زور سے ہوا میں ہاتھ بلند کرتے ہوئے کہتی ہے۔۔

تم پاگل بد تمیز ذلیل خبیث مردار لڑکی تم تو گئی۔۔

عمایہ کو دیکھتے ہوئے علیزے کہتے ہوئے عمایہ کی طرف جلدی سے

دوڑ کر جاتی ہے

اور جا کر سیدھا عمایہ کے چوٹ لگی بازوؤں پر تھپڑ دے مارتی ہے۔

آہ۔۔۔ عمایہ درد میں کراہتے ہوئے کہتی ہے پر جلدی ہی وہ اپنی بازوؤں دوپٹہ کے نیچے کرتی اپنے درد کو برداشت کرنے لگتی ہے۔

یار مارو تو نہیں ہم کو۔۔۔!! عمایہ رونے والی ہو گئی تھی۔

تو تم کو ہم پھولوں کا ہار پہنائے ہم کب سے تم کو پانگلوں کی طرح ڈھونڈ رہے تھے

اور تم یہاں کیا کر رہی ہو۔۔۔؟؟

علیزے غصہ میں عمایہ کو گھورتے ہوئے کہتی ہے۔۔

وہ۔۔ وہ۔۔ ہم۔۔ عمایہ اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے سوچنے کی
کوشش کرتی ہے پر اس کے ذہن میں کچھ نہیں آتا ہے۔
پھر سے ڈیل کرنے آگئی ہو گی یہ اتنی اوپر اور کیا کرے گی یہ پہاڑی علاقے پر۔۔ !!!
زر خان کہتے ہوئے عمایہ کی طرف بڑھتا ہے زر خان کی بات
پر عمایہ بھی فوراً سے سراٹھا کر زر خان کی طرف دیکھتی ہے جو
ایک قدم کولڈ سے انداز میں اس کے چہرے کو دیکھ رہا تھا۔
یہ کوئی وقت تھا کوئی ڈیل کرنے کا پہلے تو تم فجر سے پہلے کرتا تھا وہ کافی نہیں تھا
اب آدھی رات کو بھی شروع ہو گیا ہے۔

علیزے عمایہ کے کان کھینچتے ہوئے کہتی ہے۔
علیزے عمایہ کے کان کھینچتی ہے اور عمایہ مڑ کر آریان کو دیکھنے
لگتی ہے پر اسے اپنے پیچھے اور کوئی نظر نہیں آتا ہے
وہ تو ہوا کی طرح جیسے آیا تھا ویسے ہی غائب ہو چکا تھا۔
آریان کو نا دیکھتے ہوئے عمایہ مڑ کر واپس علیزے کی طرف دیکھتی ہے۔۔
سوری یار وہ۔۔ وہ سب ہم نے سوچا اللہ تعالیٰ ابھی فری ہو گئی سب سو گئے ہیں
نالو آجاتے ہیں جب ہم یہاں آئے تو یہاں کتے تھے

جن کی وجہ سے ہم زیادہ اوپر آگئے ورنہ تھوڑا سا اوپر ہی آنا تھا ہم نے سچ کہہ رہے ہیں
لیلی تم کو

کان تو چھوڑ دو میری ماں۔۔!!

عمایہ اپنے کان کو چھوڑواتے ہوئے کہتی ہے۔۔

ہم کو تم اس وقت اپنا ماں ہی سمجھو بد تمیز لڑکی ہمارا سانس روک دیا تھا تم نے۔۔"

کہتے ہوئے علیزے کی آنکھوں میں نمی بھرنے لگ گئی تھی۔

سوری لیلی آئندہ نہیں کرو گی میں سوری سوری۔۔!!!

علیزے کے گلے سے لگتے ہوئے کہتی ہے اور کہتے ہی سر اٹھا کر زر خان
کی طرف دیکھتی ہے جو دوسری طرف مٹی کو دیکھ رہا تھا۔

زیان لالا وہ کہاں ہیں۔؟؟ عمایہ علیزے سے دور ہوتے ہوئے پوچھتی ہے۔۔
وہ تو پریشانی میں پوری ہو چکی ہے تم کو ڈھونڈنے کے لیے وہ آدھا جنگل چھان
چکا ہو گا اب تک تو۔۔۔!!!

عمایہ کے چہرے کو دیکھتے ہوئے کہتی ہے۔

اللہ اللہ زیان لالا تو خان بابا کے ڈر سے ہی پورا ہو چکا ہو گا اب تک۔۔!

عمایہ کہتے ہی آگے کی طرف بڑھتی ہے اور ساتھ ساتھ علیزے لو
بھی لے جاتی ہے پر زر خان کو نا آتا دیکھ عمایہ
رک کر زر خان کو آواز لگاتی اپنے ساتھ آنے کا کہتی ہے اور تینوں آگے
کی طرف بڑھنے لگتے ہیں۔۔

ان تینوں کے جانے کے قدموں کی آواز پر درخت سے
پشت ٹیکائے اپنے ہاتھوں میں پکڑے ہوئے تینوں فونوں کی طرف
دیکھتے ہوئے آریان فون ایک دوسرے پر فلپ کرتے ہوئے درخت سے
دور ہو کر عمایہ کو جاتا دیکھتا ہے عمایہ کو جاتا دیکھ آریان کچھ قدم آگے آتا ہے

اور زمین پر گری ہوئی عمایہ کی چادر زمین سے اٹھا کر اسے جھاڑتے
ہوئے اپنے ہاتھ میں پکڑے خود بھی وہاں سے جانے
کے لیے دوسری طرف کا رخ کرتا ہے۔



واپس راستے کی طرف تینوں جیسے ہی پہنچتے ہیں سامنے سے زبان
کو آتا دیکھ عمایہ جلدی سے دوڑ کر زبان کی طرف جاتی ہے
اور اسی پل اس کے سینے سے لپٹ جاتی ہے۔

عمایہ کو سہی سلامت اپنی طرف آتا دیکھ اپنے سینے سے لگتا دیکھ زیاں کی جان
میں جان آتی ہے۔۔

سوری لالا۔۔!! زیاں کے سینے سے لگی ہوئی روتے ہوئے کہتی ہے۔۔

مجھ سے بات مت کرنا آئندہ تم۔۔!!

عمایہ کو خود سے دور کرنے کی کوشش کرتے ہوئے کہتا ہے

پر عمایہ اس سے دور نہیں ہوتی ہے۔۔

سوری سوری ڈھیر سارا سوری آئندہ نہیں کرؤں گی میں یہ آج کے

لیے معاف کر دو پلرز پلرز۔۔

عمایہ روتے ہوئے سراٹھا کر زیان کے غصہ میں لال سرخ ہوتے چہرے
کو دیکھتے ہوئے کہتی ہے۔۔

تم جانتی ہو جان نکل گئی تھی میری اگر دو منٹ اور ناتم آتی تو
یہاں اس وقت اپنے بھائی کی لاش سے سوری کر رہی ہوتی تم۔۔!!
عمایہ کے چہرے کو اس کو روتا دیکھ زیان غصہ میں کہتا ہے پر اس سے غصہ بھی
نہیں کیا جا رہا تھا۔

سوری لا لا آئندہ نہیں ہوگا۔۔ عمایہ روتے ہوئے کہتی ہے۔۔

رونا بند کرو ورنہ اس حرکت پر ضرور مار کھاؤں گی مجھ سے

عمایہ کے چہرے سے اس کے آنسوؤں کو صاف

کرتے ہوئے کہتا ہے۔

حویلی چلو خان بابا بھی واپس آگئے ہونگے انہیں دینا اپنی اس

حالت کی صفائیاں اب۔۔۔!! زیان تلخ لہجے میں کہتا ہے۔

زیان کی بات پر عمایہ اس سے دور ہو جاتی ہے۔۔

آگر آپ نے خان بابا کو یہ بتایا تو میں آپ کی 76 گرل فرینڈز کا خان بابا کو

بتا دوں گی۔۔!!

عمایہ کہتے کہتے زیاں سے دور اور علیزے کی طرف بڑھتی ہے۔۔
تمہاری تو۔۔۔۔۔؟؟؟ زیاں غصہ میں گھورتے ہوئے کہتا ہے پر کہتے ہی وہ
ہنس پڑتا ہے اور مسکراتے ہوئے گہری سانس لیتا ہے۔
تم ٹھیک ہونا چکے۔۔؟؟ زیاں پریشانی کے تاثرات چہرے پر لیے
پوچھتا ہے۔

بلکل ٹھیک ہوں لالا ایک دم فٹ۔۔!! عمایہ مسکراتے ہوئے کہتی ہے۔۔

اب گھر چلیں خان بابا گھر واپس آگئے ہونگے۔۔۔!!
عمایہ علیزے کے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے کہتی ہے جس کی
ہوائیاں اڑی ہوئی تھی۔۔

تمہیں کیا ہوا۔۔؟؟ عمایہ علیزے کے پاس کھڑی ہو کر دھیرے دھیرے پوچھتی ہے۔۔
مجھے بھی ان کے ساتھ جانا پڑے گا۔۔!! علیزے روتلو سی شکل بنا کر کہتی ہے۔۔
اور کوئی اوپشن بھی نہیں ہے تمہارے پاس بچپن میں تھوڑی سی
اس زبان پر قابو رکھ لیتی تو یہ جن نالگتا پیچھے خود ہی بڑی
خوش ہو کر جوش و خروش سے قبول ہے کیا ہے تو بھگت اپنا جوش۔۔۔!!

عمایہ گنداسا منہ بنا کر کہتی ہے۔۔

اگر میری برائیاں ہو گئی ہوں تو گھر چلنے کا ارادہ کر لو تمہارے تو

خان بابا ہیں اس کے سر پر اس کا میکہ اور ساسرال

دونوں ہیں جو اس کو رات 8 کے بعد حویلی سے باہر رہنے کی اجازت

نہیں دیتے ہیں پر ماشاء اللہ ہماری زوجہ محترمہ نے

آج 8 کے 10 بجائے ہیں۔۔

زر خان کہتے ہوئے اپنی پیٹ سے گن نکال کر علیزے کی طرف بڑھتا ہے۔۔

اس گن کو کیوں دیکھا رہے ہیں دیری ہوئی ہے گناہ تو نہیں۔۔!!
علیزے سراٹھا کر زر خان کے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے کہتی ہے۔۔
بیٹا جی جو آپ نے کیا ہے اس وقت اس پر یہ ہی تحفہ میں ملے گی آپ کو۔۔
زر خان گن علیزے کی آنکھوں کے سامنے کرتے ہوئے کہتا ہے۔۔
تو آپ کو کام کے لالا گرہم کو بچا بھی سکتے ہیں۔
گھر والوں کی حفاظت تو کرتے نہیں آئے بڑے کشمیر کے
حفاظتی۔۔!!

علیزے منہ بناتے کہتے ہوئے ایک نظر عمایہ کو دیکھتے ہوئے مڑ مڑ
زر خان کی گاڑی میں خود جا بیٹھتی ہے۔۔

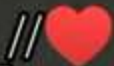
میں لالا نہیں شوہر ہوں تمہارا۔۔!! زرخان اپنے دانت پیستے ہوئے کہتا
ہے اور گہری سانس لیتے ہوئے ایک نظر عمایہ

اور زیان کو دیکھتے ہوئے خود بھی اپنی گاڑی میں جا بیٹھتا ہے۔

چلو اب وہ بھی چلیں گیس ہیں۔!! زیان کہتا ہے اور اتنے میں گارڈز

اس کی گاڑی اور خود اپنی گاڑی میں سوار ہو کر

زیان کے پاس آ جاتے ہیں گاڑی میں دونوں بھائی بہن سوار حویلی کا رخ کرتے ہیں۔۔



کچھ ہی دیر میں دونوں حویلی پہنچ چکے تھے عمایہ اپنے دوپٹے کو
ہی اچھے سے سر پر اوڑھتے ہوئے حویلی میں داخل ہو رہی تھی
کہ دروازے پر رک کر جھک کر زیان اور عمایہ
ایک نظر پوری حویلی میں دوڑاتے ہیں اور عارش اور خان بابا کو
دیکھنے لگتے ہیں۔۔

لگتا ہے نہیں آئے ہیں۔۔!! زیان کھسپاتے ہوئے کہتا ہے۔
مجھے لگتا ہے سو گئے ہیں۔!!

نہیں لڑکی پر گرم تیل لگا رہے ہیں۔۔ عمایہ کہتی ہی ہے کہ پیچھے سے

عارش اپنی کمر پر ہاتھ رکھے بے زاریت والی

گہری سانس لیتے ہوئے کہتا ہے عارش کی آواز پر دونوں لڑکھڑاتے

ہوئے زمین پر گرنے لگتے ہیں پر زیاں خود کو تو گرنے سے

بچا لیتا ہے پر اسی چکر میں عمایہ کو گرا دیتا ہے۔۔

لالا۔۔۔؟؟؟ عمایہ زمین پر کہنی کے بل گرتے ہوئے درد میں مبتلا ایک

زوردار چیخ میں کہتی ہے پہلے ہی اسے وہی چوٹ لگی تھی

اور اب پھر سے ٹھنڈ میں تازہ چوٹ پر ایک بار اور چوٹ لگ گئی تھی۔۔

گڑیا۔۔؟؟ عمایہ کاروتا ہوا منہ دیکھتے ہوئے عارش جلدی سے اسے

اٹھانے کے لیے اس کی طرف بڑھتا ہے عمایہ کو بازوؤں سے

پکڑ کر اپنے سامنے اٹھ کھڑا کرتا ہے۔۔

ٹھیک ہو۔۔؟؟ عارش عمایہ کے چہرے پر ہاتھ رکھتے ہوئے پوچھتا ہے۔

ٹھیک ہوں لالا۔۔!

عمایہ اپنے درد کو ضبط کرتے ہوئے کہتی ہے۔

کدھر رہ گئے تھے تم دونوں گھر واپس آنے کا وقت نہیں پتا ہے دونوں کو۔؟؟

اور میرا فون کیوں نہیں اٹھا رہے تھے پاگل ہو گئے ہو۔۔۔؟؟

عارش غصہ میں دونوں سے کہتا ہے۔۔
لا لازیان لالا کی وجہ سے دیر ہوئی۔۔!!
عمایہ زیان کی طرف شہادت کی انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے کہتی ہے۔
اب اس نے کیا کیا۔۔؟؟
عارش گہری سانس لیتے ہوئے اپنے منہ میں زبان
گھوماتے ہوئے پوچھتا ہے۔
اب میں نے کیا کیا ہے۔؟؟ زیان بھی کجس و جستجو کے عالم میں
عمایہ کو دیکھتے ہوئے پوچھتا ہے۔

لالا کی گرل فرینڈ کا ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا تو اس کو لے کر ہسپتال

گئے تھے۔ عمایہ معصوم سی شکل بنائے کہتی ہے

اور کہتے ہی گردن گھوماتے زیاں کی طرف دیکھتی ہے جو خون اترتی نظروں

سے اس کو دیکھ رہا تھا۔۔۔ گرل فرینڈ۔۔۔؟؟

عارش حیرانگی سے کہتا ہوا زیاں کو دیکھتا ہے۔ ہاں بھائی زیاں لالا

کا گرل فرینڈ ہے۔۔

عمایہ کہتے ہی عارش کی طرف بڑھے اس کی بازوؤں میں ہاتھ ڈال لیتی ہے

کا نہیں کی ہوتا ہے عمایہ۔۔۔!! عارش اپنے الفاظوں پر زور دیتے ہوئے کہتا ہے۔

پر وہ تو کا ہی تھا لا لا۔۔۔ زیاں بھائی کی گرل فرینڈ لڑکی نہیں لڑکا تھا۔۔۔

عمایہ گنداسا منہ بنا کر کہتی ہے اور دونوں بھائیوں کے

تو منہ ہی کھل جاتے ہیں۔۔۔

کیا ااا۔۔۔؟؟ زیاں اور عارش ایک ساتھ کہتے ہیں۔

ہاں میرا بھی ایسا ہی ریکشن تھا زیاں لا لا کا گرل فرینڈ دیکھ کر

بھائی کا ٹیسٹ تو دیکھو پورے کشمیر کی خوبصورت

لڑکیاں چھوڑ کر ان کو پسند بھی آیا تو ایک کھسرا۔۔۔!!!

عمایہ افسوس میں سر ہلاتے ہوئے کہتی ہے اور کہتے ہوئے حویلی لے

اندردا خل ہوتی ہے کیونکہ وہ جانتی تھی

اس وقت اس کا زیان سے بچنا ناممکن تھا۔

یوچڑیل۔۔۔۔!!! زیان کہتے ہوئے دوڑتے ہوئے عمایہ کو مارنے کے اس کی

طرف لپکنے کی کوشش کرتا ہے

پر عمایہ اس کے ہاتھ آنے سے پہلے ہی سیڑھیوں سے اوپر اپنے کمرے میں دوڑ

کر بھاگ جاتی ہے۔

زیان اس کے پیچھے جا رہا ہوتا ہے پر سیڑھیوں کے پاس ہی رک جاتا ہے

عمایہ کو کمرے تک جاتا دیکھ کر زیان مڑ کر ڈرے ہوئے تاثرات لے
ساتھ عارش کی طرف دیکھتا ہے
زیان کا دل بے چینی سے پھٹنے کے کاغذ پر تھا اس کی بے چینی اس
کا ڈر زیان ہے چہرے پر صاف واضح تھا
جو عارش باسانی دیکھ رہا تھا زیان کا چہرہ دیکھتے ہوئے عارش
اس کے پاس جاتا ہے اور اسے اپنے ساتھ چھت پر آنے کا کہتا ہے۔
خان بابا آگئے ہیں۔۔؟؟
عارش کو سیڑھیوں پر چڑھتا دیکھ زیان پوچھ بیٹھتا ہے۔

ہاں وہ تو کب کے آگئے ہیں پر اپنے کمرے میں ہی ہیں تب سے اس لیے فکر مت کرو
اور اوپر چلو میرے ساتھ۔۔!!

عارش مڑ کر زیان کو جواب دیتے ہوئے اسے اپنے ساتھ چھت پر لے جاتا ہے۔۔



عباس اپنے کمرے میں موجود بلیک کلر کے کمیز شلوار پہننے ہوئے
جس کی قمیض اس وقت صوبے پر پڑی ہوئی تھی
اور وہ خود بلیک کلر کی بنیان میں ملبوس وہ زمین پر پیش اپس
کر رہے ہیں کالے کلر کی بنیان پسینے میں شرابور ہو چکی تھی

پسینے سے بنیاں ان کے جسم سے چپک چکی تھیں جس سے ان کے
موٹے موٹے ڈولے ان گورے چٹے ڈولے پر ظاہر ہوتا
پسینہ جو بہتا ہوا ان کے ہتھیلیوں تک آرہا تھا ان ماتھے پر بکھرے
ہوئے کالے سلکی بال وہ بھی پسینے میں تر ہو چکے تھے چہرے سے
بہتے ہوئے پسینہ جو ان کی ٹھوڈی سے گذرتے ہوئے
گردن سے بہتے ہوئے زمین پر گر رہا تھا سائیں خان کے پسینے کی ایک
ایک بوند ان کے کافی دیر سے پیشاپس کرنے کو ظاہر کر رہے تھے

وہ تھک چکے تھے پر رک نہیں رہے تھے کیونکہ ان کے دل و دماغ میں
اٹھا ہوا طوفان تھمنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا
ادا کی باتیں اس کی کمر کا وہ تل اس کی آنکھیں اس کی ہنسی اس
کی حرکتیں ادا کی ہر حرکت اس کی اداسائیں خان کے ذہن پر
مکمل طور پر چھا چکی تھی جیسے وہ ناچا ہتے ہوئے بھی ہٹا نہیں پارہے تھے۔
تم سے شادی؟
ایک طوائف سے شادی وہ بھی میری ہر گز نہیں
کبھی بھی نہیں ادا۔۔۔

عباس کہتا ہے اور اس کی نظر کے سامنے پھر سے ادا کی کمر کا وہ
تل آجاتا ہے جس سے پیش اپس کرتے ہاتھ لڑکھڑا جاتے ہیں اور عباس
زمین بوس ہو جاتا ہے۔۔

کیا مصیبت ہے یہ وہ 4 فٹ کی لڑکی میرے دماغ سے جا ہی نہیں
رہی ہے 3 بار ساور لے کر اس کو دماغ سے نکالنے کی
کوشش کر چکا ہوں میں پر حد ہے قسم سے حد ہی ہے۔۔!!

عباس اپنا ہاتھ زمین پر مارتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوتے ہیں اور الماری سے دوسرے
کپڑے لیے پھر سے ساور لینے چلا جاتا ہے۔۔



تمہیں شادی تو کرنے ہی پڑے گی سردار عباس خان ادا کے دل پر

چھانے والے پہلے آدمی ہو ادا کا ہونا تو پڑے

گاب تمہیں۔۔!!"

سفید قمیض شلوار پہننے ہوئے اپنے ایک کندھے پر سفید رنگ کا

ریشمی دوپٹہ ڈالے ادا کو ٹھے کی پرانی سی بلڈنگ کی چھت پر

جہاں ایک طرف بڑا سا جھولا اور دوسری طرف ٹیبل کر سی پڑی ہوئی تھی

ادا چھت پر رینگ پر ہاتھ رکھے مسکراتے ہوئے آسمان کی طرف
دیکھتے ہوئے کہتی ہے ہوا سے بار بار چہرے پر آتے ہوئے بالوں کو ہٹاتے ہوئے ادا ایک
پر سکون سی گہری سانس لیتے ہوئے جا کر جھولے میں لیٹ جاتی ہے
ایک پیر سے جھولے کو ہلاتے ہوئے ادا اپنے
سر کے نیچے ہاتھ رکھے اپنی آنکھیں بند کر جاتی ہے اور وہی ٹھنڈ
میں چھت پر جھولے میں لیٹے لیٹے سو جاتی ہے۔۔
سائیں خان بھی دوبارہ شاور لیے آئے بیڈ پر لیٹتے ہی کچھ دیر بے چینی میں کروٹیں
لیتے ہوئے وہ بھی نیند کی گہرائیوں میں اترنے لگتا ہے۔۔

SALEHA IQBAL

Dil E Raqsam

Episode 08 ☆

By SALEHA IQBAL ♣



ایک نئی پر سکون سی خوبصورت سی صبح کی شروعات ہو چکی
تھی ہلکے ہلکے سے نیلے آسمان میں سفید اور کالے بادل چھائے ہوئے
تھے فجر کی آذان ہو چکی تھی خان حویلی میں سب نماز ادا کر چکے تھے

زبان اور عمایہ دونوں دوبارہ سوچکے تھے جبکہ عارش اپنی
ایکسر سائز کرنے میں مصروف تھا اور سائیکس خان اپنے کمرے میں
تیار ہو رہے تھے

سفید کلر کے کارٹن کے سوٹ میں ملبوس جس کے اوپر سفید رنگ کا
کوٹ اس وقت ہینگر میں لٹکا ہوا الماری کے ہینڈل میں لگا ہوا تھا۔
عباس ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑے ہوئے اپنے کالے گھنے سلکی
بالوں کو جیل سے سیٹ کر رہے تھے اور ساتھ ساتھ اپنی گہری سوچوں میں
گم ہوئے پڑے تھے۔

بالوں کو سیٹ کیے اپنے بائیں ہاتھ میں گھڑی پہننتے ہوئے پلٹ کر
 ایک گہری سانس لیتے ہوئے الماری کی طرف
 اپنا کوٹ لینے کے لیے بڑھتا ہے الماری کے ہینڈل سے کوٹ اٹھاتا ہے
 پہننے کے لئے یہ سائیں خان کی نظر اپنے فون پر پڑتی ہے
 کوٹ کی ایک بازوؤں پہنتے ہوئے عباس صوفوں کے سامنے ٹیبل پڑ
 پڑے ہوئے لیپ ٹاپ کے پاس اپنا فون اٹھانے کے لیے بڑھتا ہے
 اور فون اٹھاتے ہوئے اپنے کوٹ کی دوسری بازوؤں پہنتے ہوئے فون
 ٹیبل سے اٹھائے کرے سے باہر نکل جاتا ہے

سیڑھیوں کی طرف بڑھتے ہوئے عباس آریان کو فون ملاتا ہے جو وہ

پہلی بار تو نہیں اٹھاتا ہے پر دوسری باری میں

اسے اٹھا لیتا ہے۔۔

کدھر ہو بھی کل سے آئے ہوئے پر شکل دکھانے کی فرصت نہیں ملی

تمہیں ابھی تک مجھے "عباس شیکاہی انداز میں کہتے ہوئے

سیڑھیوں سے نیچے کی طرف اترتا ہے اور فون کے دوسری طرف

موجود آریان کے جواب کا منتظر ہوتا ہے۔۔

منہ سے کچھ نکلے گا ابھی یا پیسے حلق تک پہنچ گئے جواب جواب

دینے سے بھی تم لا غرض ہو چکے ہو۔۔؟

عباس اب کی بار سخت لہجے میں کہتا ہے۔۔

انسان میں صبر نام کی بھی کوئی چیز ہوتی ہے پر تم کیا جانو وہ کیا

ہوتی ہے پانی تو پینے دے سالے "

آریان بلیک کلر کے ٹراؤزرا اوپر بلیک کلر کی ہاف بازوؤں والی شرٹ

پہننے ہوئے گالے میں ٹاؤل ٹاؤل لپیٹے جو اس نے ابھی شاور لینے کے

بعد اپنے بالوں میں پھیرا تھا۔۔

کدھر ہے تو حویلی کیوں نہیں آیا۔؟؟ پوچھتے ہوئے سیڑھیوں سے
نیچے اترتے ہیں۔

کل کام زیادہ تھا تو کر کے اپنے گھر میں ہی آگیا تھا آج آؤں گا۔
تو پھر اس گھر میں چلا گیا ہے۔؟؟ کب تک وہاں خود کو قید رکھنا ہے جو گزر
گیا وہ چھوڑ دے جو آنے والا ہے اس کے بارے میں سوچ۔۔"
سائیں خان کہتے ہوئے صوفے کی طرف بڑھتے ہیں۔۔

انسان کا ماضی ایک جنگلی جانور کے جیسا ہے ہوتا ہے جو ایک بار

آپ پر حاوی ہو گیا تو آپ کے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کیے نوچ کھائے بغیر اسے چھوڑتا نہیں ہے"

میرا ماضی بھی جنگلی وحشی جانور جیسا ہے پر تو یہ بھول رہا ہے کہ
آریان کہتے ہوئے دوپل کے لیے رکتا ہے فریج سے نکالی ہوئی پانی کی
بوتل ہاتھ میں پکڑے ہوئے اپنے گھر کی کھڑکی کی طرف بڑھتا ہے۔۔
جس گھر میں اس وقت آریان تھا وہ ایک لکڑی کا گھر تھا ایک چھوٹا
سازیاوہ بڑا نہیں تھا پر صاف ستھرا تھا
جس میں ایک نارمل سا کمرہ ایک چھوٹا سا اوپن کیچن چھوٹا سا
لیونگ ایریا اور اس کے باہر ایک خوبصورت سی بالکنی
دو سے تین لوگ اس گھر میں رہ رہے سکتے ہیں

کیونکہ اس سے زیادہ اس کا وزن پہاڑ کی چوٹی برداشت نہیں کر سکتی ہے۔۔
جس جگہ سے رات کو عمایہ کو بچایا تھا اسی پہاڑی علاقے میں اس
جنگل کے پہاڑ کو کرا سس کیے پہاڑوں کے درمیان میں ایک اور
چھوٹا اپنے ارد گرد کے پہاڑوں سے ایک چھوٹا پہاڑ تھا
جہاں یہ لکڑی کا گھر بنا ہوا تھا جو تھا تو کشمیر میں پر اس طرح
کے وہ ناہونے کے برابر تھا۔۔

آریان اپنے گھر کی کھڑکی میں کھڑا ہو کر کھڑکی کے دروازوں کو
 اپنے ایک ہاتھ سے کھولے پانی کی بوتل کھڑکی میں
 رکھے اپنے سامنے صبح کا خوبصورت پہاڑی علاقے کا منظر
 دیکھتے ہوئے کہتا ہے۔۔

"میں اپنے ماضی سے زیادہ جنگلی جانور ہوں میں جنگلوں میں رہ
 کر جانوروں کا شکار کرنے والا شخص ہوں مجھے
 نامیرا ماضی شکست دے سکتا ہے نا ہی میرا آج"

آریان کولڈ نظروں سے اپنے بالکل سامنے کے پہاڑ کو اس کے پیچھے سے نکلتے ہوئے
 سورج کو دیکھتے ہوئے کہتا ہے۔

حویلی کب آرہا ہے یہ بتا 17 سال ہو گئے ہیں تجھے کشمیر سے لئے
ہوئے اب لوٹا بھی ہے تو اس طرح اس گھر کو فلحال کے لیے
چھوڑ دے جب تک کشمیر میں ہے میری حویلی میں رہ آ کر کمرہ
تیار ہو گیا ہے ناشتہ تیار ہو رہا ہے آ کر ناشتہ کر اور یہی انتظار کرنا میرا ایک
شوکنگ سرپرائز دینا ہے تجھے "

عباس کہتے کہتے اپنا رخ حویلی سے باہر آسمان کی طرف نکلتے ہوئے سورج کی
کرنوں کو دیکھتے ہوئے کہتا ہے۔

مجھے سرپرائز نہیں پسند ہے "آریان بے زار لہجے میں کہتا ہے۔

یہ پسند آئے گا تجھے تیری مرضی کا جو ہے۔۔!!

عباس کہتے ہوئے گہری سانس لیتے ہوئے صوفے سے اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔

میں جلدی آ جاؤں گا میرے آنے سے پہلے کہیں نہیں جانا ہے حویلی پہنچ جاورنہ

گارڈز بھیج دوں گا

عزت سے نا سہی چار کندھوں پر تو آئے گا تو۔۔۔!!!

سائیں خان کہتے ہوئے حویلی سے باہر کا رخ کرتے ہیں۔

چار کندھوں پر آنے کا وقت نہیں ہوا ہے میرا بھی اپنے پیروں پر ہی آرہا ہوں میں تیری

حویلی فون رکھ اب۔۔!!

آریان چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ سجائے کہتا ہے اور کہتے ہی فون
بند کرتا کھڑکی میں رکھی بوتل کو بالکل کنارے پر
پڑی دیکھ کر اسے اٹھانے کے بجائے ہاتھ مار کر پانی کی بوتل نیچے
پھینک کر مڑ کر اسی وقت اپنی گردن سے ٹاؤل
کھینچتے ہوئے کمرے میں بڑھتا ہے۔۔

سوٹ کیس میں پیک اپنے تھری پیس سوٹ نکالے اپنے کپڑے چینج
کرنے لگتا ہے۔۔

سائیں خان بھی اپنے گارڈز کے ساتھ حویلی سے باہر اپنی گاڑی کی
بیک سیٹ پر سوار ڈرائیو ہے ساتھ حویلی سے باہر نکل جاتا ہے۔

چھت پر ایکسائز کرتا عارش گاڑی کی آواز پر فوراً سے رینگ کے

پاس آکھڑا ہو کر سائیں خان کی گاڑی کو جاتا

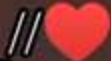
دیکھتے ہوئے وہ اپنے ہاتھ میں پہنی ہوئی گھڑی میں ٹائم دیکھتا ہے۔

اتنی صبح آج پھر کہاں جا رہے ہیں۔؟؟

کہیں کوئی پریشانی تو نہیں ہو گئی ہے انہیں۔۔۔؟؟

عارش اپنے دونوں ہاتھ رینگ پر رکھے جھک کر سائیں خان کی گاڑی کو نظروں سے

او جھل ہونے تک دیکھتے ہوئے کہتا ہے۔۔



ایک خوبصورت صبح کی شروعات کشمیر کی ایک اور حویلی میں بھی ہو چلی گئی۔۔

صبح کے 8 بجے چکے تھے ایک بڑے اور بے حد خوبصورت سی

حویلی جس کے اندر توہریالی تھی اندر کے ساتھ ساتھ حویلی کے

باہر چاروں طرف بھی ہریالی تھی جو اس سفید رنگ کی خوبصورت سی حویلی میں

چار چاند لگا رہی تھی۔۔

ایک بڑے سی حویلی جس کے دو حصے تھے ایک ہی حویلی دو بھائیوں کی تھی

پہلے وہ سب ایک ساتھ رہتے تھے

پر جیسے جیسے بچے بڑے ہونے لگ گئے حویلی کے حصے کر دیے گئے تھے۔

ایک حصہ اقبال صاحب کا اور عالم صاحب کا

دونوں طرف کے لوگ اٹھے ہوئے تھے ناشتہ کی تیاری کر رہی تھی

زر خان کے پولیس اسٹیشن جانے کا وقت ہو گیا تھا اور علیزے کے یونیورسٹی جانے کا۔"

حویلی میں اندر باہر دونوں طرف سے راستے تھے دونوں حصوں میں

آنے جانے کے زر خان اس وقت پولیس کی وردی کے بجائے

بلیک کلر کی قمیض شلوار قمیض پہننے ہوئے

اپنی کمیز کی بازوؤں کمنیوں تک فولڈ کرتے ہوئے

وہ حویلی کے اندر سے ہی اپنے حصے سے نکل کر اقبال صاحب والے
حصے میں آ رہا تھا کیونکہ آج ناشتہ ایک ہی جگہ بنا تھا زر خان کے کہنے پر ہی۔۔
زر خان اپنی بازوؤں کو کمینوں تک فولڈ کر رہا تھا کہ دوسری منزل
سے گزرتے ہوئے حال کی طرف بڑھتا ہے

پر وہ سیڑھیوں سے نیچے اترتا اس سے پہلے ہی علیزے پنک کالر
کی ہلکے ہلکے سے گولڈن کالر کے کام والی شورٹ گھیر والی فرائک
پہنے ہوئے فرائک کے نیچے بڑے پائنجوں والا فلیسیر پہنے ہوئے
پیرؤں میں گولڈن کالر کی ہلکی سی ہیل والی سینڈل پہنے ہوئے

اپنے بالوں میں بالکل اسٹریٹ کیے سر پر دوپٹہ سیٹ کرتے ہوئے
علیزے اپنے کمرے سے نکل کر سیڑھیوں کی طرف بڑھ رہی تھی
کہ زر خان کو دیکھ اس کے قدم رک جاتے ہیں۔

علیزے کو کمرے سے باہر نکلتا دیکھ زر خان اسے دیکھ رہا تھا اور بس
دیکھتا ہی رہ گیا تھا زر خان کی نظریں مسلسل

خود پر دیکھتے ہوئے علیزے اپنے قدموں کو روکے اپنی ایک جگہ پر
ساکت ہو کر کھڑی رہتی ہے علیزے کو ہکا بکا دیکھتے ہوئے زر خان
جلد ہی خود کو کمپوز کرتا

اپنی نظریں علیزے سے ہٹا کر ایک نظر حال میں دیکھ سیریس ہو کر

واپس علیزے کی طرف اپنا رخ موڑتا ہے۔۔

"کدھر جا رہی ہو۔۔؟؟" ایک دم کو لڈ انداز میں پوچھتا ہے۔۔

"وہ۔۔ وہ۔۔ م۔۔!!"

زر خان کی بات پر بوکھلاتے ہوئے اپنے اطراف میں دیکھنے لگتی ہے۔۔

"بکری بننا بند کرو اور سیدھا سیدھا جواب دو" زر خان سخت لہجے میں کہتا ہے۔۔

"وہ۔۔ م۔۔ ٹیسٹ کی تیاری کرنے جا رہی ہوں"

علیزے اپنے ہاتھوں میں اپنی فراک مضبوطی سے بھینچتے ہوئے جلدی سے بتا رہے۔

"اتنی سچ دھج کر۔۔؟؟"

مکمل طور پر رخ زر خان علیزے کی طرف موڑے اسے سر سے پیر تک دیکھتے ہوئے کہتا ہے۔

اتنی تو نہیں سچی میں تھوڑی تھوڑی سی سچی ہوں میں بس "

اپنے آپ کو سر جھکائے دیکھتے ہوئے بولی۔

"نظر آرہا ہے وہ کہیں نہیں جا رہی ہو تم اندر جاؤ واپس "

زر خان حکمانہ انداز میں کہتے ہی سیڑھیوں کی طرف بڑھنے لگتا ہے کہ علیزے

کی بات پر رک جاتا ہے۔

ہیں کیوں۔۔؟؟ 'بڑی بڑی آنکھیں کیے سوال کرتی ہے۔

"کیونکہ میرا دل نہیں کر رہا ہے اپنی خوبصورت سی بیوی

کو آج نظروں سے اوجھل کرنا کا"

ہلکا سا زبردستی کا مسکراتے ہوئے کہتا ہے۔

"پر لالا۔۔؟؟ 'علیزے روتلو سی شکل بناتے ہوئے کہہ ہی رہی تھی کہ

زر خان غصہ میں گھورتے ہوئے اس کی طرف قدم بڑھانے لگتا ہے۔

"لالا نہیں ہوں میں تمہارا ایک بار اور لالا بولا تو رخصتی

سے پہلے شوہر بن جاؤ گا میں تمہارا"

زر خان اپنے ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچے ہوئے اپنے غصہ کو ضبط کرتے ہوئے لہتا ہے۔

پر حرکتیں تو آپ کی لالا جیسی ہیں " سر جھکاتے ہوئے بالکل دھیمی

سی آواز میں کہتی ہے۔

"میں شوہر جیسی حرکتیں بھی کر سکتا ہوں مجھے چیلنج مت کرو"

زر خان ایک انیسر واٹھاتے ہوئے کہتا ہے کہ علیزے سراٹھا کر اس کی

طرف دیکھنے لگتی ہے۔

"ہمممم۔۔۔ میں تو ڈر گئی "علیزے کہتے ہی زر خان کو کراس کرتے

سیڑھیوں کی طرف بڑھنے لگتی ہے کہ زر خان اس کا ہاتھ پکڑتے ہوئے

کہتا ہے۔۔

ایسی بات ہے تو پھر ٹھیک ہے آج میں تمہیں سچ میں
ڈرا کر تمہیں ہوش ٹھکانے لگاتا ہوں۔۔

"کہتے ہی ایک ہاتھ سے علیزے کو زور سے اپنی طرف کھینچے اس کی کمر پر رکھے اسے اپنے سینے میں
قید کرتا گلے ہی پیل اس کے ہونٹوں پر قابض ہوتے اس کی
سانسوں کو خود میں قید کرنے لگتا ہے"

زر خان کی اس اچانک سی حرکت پر علیزے کے جسم سے اس کی جیسے روح
پرواز کر چکی تھی۔

زر خان کے کندھوں پر ہاتھ مارتے ہوئے وہ اسے خود سے دور کرنے کی
کوششیں کرتے رہتی ہے

پر زرخان اسے دور کرنے کے بجائے مزید خود
میں قید کرتا جاتا ہے۔۔

"یہ... یہ کیا کر رہے ہیں آپ چھوڑیں مجھے"

کندھوں پر ہاتھ رکھے زرخان کو زور سے پیچھے کرتے ہوئے غصہ میں کہتی ہے۔۔
تمہیں شوہر اور بھائی کے درمیان کافرق سمجھا رہا ہوں۔۔

ایک پر سکون سی گہری سانس لیتے ہوئے علیزے کے ہونٹوں پر پھیلی
ہوئی لپس اسٹک کو دیکھتے ہوئے کہتا ہے۔

"آ.. آپ چھوڑیں مجھے ورنہ میں بابا کو بلا لوں گی"

علیزے اس کے حصار میں کھڑی اپنی بڑھتی ہوئی ڈھرنوں اور میری

سے چلتی ہوئی سانسوں کو کنٹرول کرنے کی ناکام

کوششیں کرتے ہوئے کہتی ہے۔

یہ دھمکیاں کسی کو اور کو دینا بیگم زر خان شاہ میر عالم کو کسی

کی دھمکیوں سے ڈر نہیں لگتا ہے "

کہتے ہی علیزے کی کمر پر اپنے ہاتھ رکھے دوسرے ہاتھ سے اس کے

ہونٹوں کے اطراف میں پھیلی ہوئی لپس اسٹک

کو صاف کرنے لگتا ہے۔۔

لالا چھوڑیں مجھے "

علیزے غصیلی نظروں سے گھورتے ہوئے کہتی ہے جس کا

زر خان پر کوئی اثر نہیں ہو رہا تھا۔

"چھوڑ دوں گا پہلے مجھے کس کرو" علیزے کون کمر سے پکڑتا اس

کے کمرے کی دیوار پر پن کرتے ہوئے کہتا ہے۔۔

ک... کیا...؟؟؟ م... میں کیوں کروں اور ابھی تو آپ نے کی ہے "

ہاں پر وہ میں نے کی تھی تم نے نہیں تم کس کرو مجھے اور چلی جاؤ "

علیزے کی بات پر مسکراتے ہوئے فوراً سے بول پڑتا ہے۔

م.. میں ن.. نہیں کروں گی آپ چھوڑیں مجھے "
زر خان کے سینے پر تھپڑ مارتے ہوئے کہتی ہے۔۔
"تم نہیں کرو گی خود سے کس تو میں کر لیتا ہوں
لیکن ایک بات غور سے سن لو میں تمہارے ہونٹوں کو تب تک آزاد
نہیں کروں گا جب تک تم مجھے خود سے کس نہیں کرو گی
چاہے اس عمل کے دوران پورا خاندان یہاں جمع ہو جائے یا پھر دن
سے رات ہو جائے میں یہی کھڑا تمہیں کس کرتا رہوں گا "

یا پھر کچھ اس سے بھی زیادہ۔۔ "چہرے سے ہاتھ پھیرتا ہوا اس کی

گردن سے نیچے کی طرف بڑھنے لگتا ہے

کہ علیزے زور سے ہاتھ پر ہاتھ مارتی زر خان کا ہاتھ اپنی

گردن سے ہٹا لیتی ہے۔۔

"میں ایسا کچھ بھی نہیں کرنے والی خیالی پلاؤ پکاتے

رہیں یہی کھڑے رہ کر۔۔!!"

زر خان کے سینے پر دونوں ہاتھ رکھے اسے دھکا دیتے ہوئے کہتی ہے۔۔

"اووو۔۔۔ چیلنج وہ بھی زر خان کو"

چہرے پر ٹیڑھی مسکراہٹ سجاتے جاتی علیزے کو بازوؤں
سے پکڑے کھینچ کر اپنی باہوں میں اٹھاتا اسی کے کمرے میں لیے داخل ہوتا ہے "

"اب میں تمہیں بتاتا ہوں کہ میں خیالی پلاؤ صرف پکاتا
نہیں ہوں اور انھیں پکا کر کھاتا بھی ہوں وہ بھی مزے لے کر "
خان چھوڑیں مجھے ورنہ میں مار مار کر شہید کر دوں گی آپ کو "
زر خان کو خود کو بیڈ کی طرف لیے جاتے ہوئے ڈرے ہوئے
لہجے میں کہتی ہے۔

"شہید تو تب کرو گی ناجب میری قید سے نکلو گی "

ہاں تو چھوڑیں نا مجھے "زر خان کی بات پر فوراً سے بولتے ہوئے اس
کی باہوں سے نکلنے کی کوشش کرتی ہے پر نکل
نہیں پاتی ہے۔۔

"پہلے مجھے جو چیلنج کیا ہے اسے جیتنے دو"

علیزے کو بیڈ پر لیٹاتے ہوئے کہتا ہے۔۔

"میں نے آپ کو کوئی چیلنج نہیں کیا ہے آپ چھوڑیں مجھے امی

بلا رہی ہیں" بیڈ سے جلدی سے اٹھ کر جانے لگتی ہے

کہ زر خان اسے دونوں ہاتھوں سے پکڑے اس کے ہاتھوں کو تکیے پر پن کرے

علیزے کے بیڈ پر گڈھنا

علیزے کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں پکڑے اپنے
گڈھنے کے وزن پر علیزے کو مکمل طور پر اپنے حصار میں لے لیا تھا
پر تھا اس سے دور ہی۔۔

"ہاں تو امی کو بتا دینا نا کہ ان کا داماد
مجھے چھوڑنے کے لیے تیار نہیں تھا اس لیے دیر ہو گئی"
علیزے پر جھکتے ہی زر خان کے سارے بال اس کے ماتھے پر بکھر جاتے ہیں
اپنے ہونٹوں پر مسکراہٹ سجائے علیزے کے ڈرے ہوئے بوکھلائے
ہوئے چہرے کو دیکھتے ہوئے کہتا ہے۔

"ہاں یہ کہہ کر اس عمر میں مار کھاؤں ان سے

آپ مجھے پٹوانا چاہتے ہیں پتا ہے مجھے پر ایسا کچھ نہیں ہوگا"

زر خان کی اتنی قریبی پر اس کو ڈر لگ رہا تھا پر اپنے ڈر پر قابو پاتے ہوئے

زر خان کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہتا ہے۔

"تمہیں میرے علاؤہ کوئی ہاتھ نہیں لگائے گا بے فکر

ہو جاؤ اس بات سے میری جان'

آپ ہٹیں میرے اوپر سے میرا دم گھٹ رہا ہے"

زر خان کی بات پر علیزے اس دھکا دے کر ہٹانے کی کوشش پر غصہ میں بولتی ہے۔۔

ابھی کچھ کرنے تو دو مجھے یہ موقع بار بار ہاتھ تھوڑی آتا ہے۔۔۔

۔ علیزے کو غصے میں دیکھتے ہوئے زر خان مزے لیتے

کہتے ہی گردن کی طرف جھکے اپنے لب اس کی گردن پر رکھ دیتا ہے "

"لالا..؟"

زر خان کی حرکت پر سسکتے ہوئے کہتی ہے "

"جی لالا..؟؟" محبت سے چور لہجے میں کہتا ہے۔۔

"نہیں کریں ناپلیز" علیزے اب رونے والی ہو گئی تھی۔۔

"اتنی سی شدت برداشت نہیں کر پار ہی ہو رخصتی کے بعد کیا ہو گا تمہارا..؟؟"

علیزے کی آنکھوں میں نمی دیکھتے ہوئے کہتا ہے۔

"کوئی رعایت دینے کا موڈ میرا اس وقت نہیں ہے تمہیں تو بعد میں تو....!!"

گہری سانس لیتے ہوئے علیزے کے ہاتھوں کو آزاد کرتا اس پر سے دور ہوتا زرخان
بیڈ سے نیچے اتر کھڑا ہو جاتا ہے۔

تیار کر لو خود کو مجھے اور میری شدتوں کو برداشت کرنے کے لیے کل ہی رخصتی
لیتا ہوں تمہاری پھر کرتا ہوں تمہاری

ان مزاحمتوں کا علاج"

علیزے کالال سرخ ہوتا چہرہ آنکھوں میں آنسوؤں دیکھتے ہوئے
زر خان کے چہرے پر مسکراہٹ ناختم ہونے والی
مسکراہٹ چھائی ہوئی تھی۔

میں رخصتی ہی نہیں کروں گی پھر ہی آپ کچھ نہیں کر پائیں گے نا۔!!
اپنی آنسوؤں سے بھرتی آنکھیں صاف کرتے ہوئے کہتی ہے۔
تمہیں واقع میں لگتا ہے میری جان کہ تمہارے چاہنے سے کچھ بھی ہوگا۔؟؟
علیزے کے چہرے کی طرف جھکتے ہوئے پوچھتا ہے جس کا علیزے
کوئی جواب نہیں دیتی ہے بس ٹمٹاتی ہوئی نظروں سے دیکھتی رہتی ہے۔

آئی میرا بچہ بہادر بننے کی کوشش کر رہا ہے پر میری جان
پہلے بھی تمہیں وقت میں نے دیا تھا کیونکہ تم بچی تھی
اب تم بڑی ہو گئی ہو زبان اور ہاتھ بھی ماشاء اللہ سے بہت زیادہ ہی
چلانے لگ گئی ہو اب تمہاری آزادی اور رہائی ختم
اب میری قید میں میری دسترس میں آنے کا وقت ہو گیا ہے
علیزے کی ٹھوڈی پکڑ کر اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے دیکھتے ہوئے کہتا ہے۔
آج ہی اور ابھی ہی تمہاری رخصتی کی بات کرتا ہوں پھر دیکھتا ہے ہوں
مکمل طور پر تمہیں "

زر خان کہتے ہی علیزے کے ماتھے پر بوسہ دیتے ہوئے اس کے لمبرے

سے باہر نکل جاتا ہے زر خان باہر نکلتا ہے

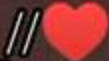
اور علیزے بیڈ سے تکیہ اٹھا کر گڈھنوں کے بل بیڈ پر کھڑی ہوتے

ہوئے تکیہ بند ہوتے دروازے پر مارتی ہے۔۔

زا کو ٹاجن کہیں کے ہم نہیں کرے گار خستی جو کرنا ہے کر لو۔۔۔!!!

علیزے کہتے ہی الٹی ہو کر بیڈ پر لیٹتے اپنے منہ تکیہ میں

چھپائے رونے لگ جاتی ہے۔



ادا بائی کہاں ہے۔۔؟؟ کوٹھے کی عمارت میں حال میں ٹہلتے ہوئے ایک

مطیبہ 25 سالہ عمر کی لڑکی بدامی رنگ

لمبے سنہرے بالوں والی ہاتھوں پر مہندی پیروں میں پائل لائٹ سا

میک آپ کیے پریشانی سے ٹہلتے ہوئے اسی لڑکے سے پوچھتی ہے

جس نے سائیں خان سے پیسے لیے تھے

ادا کے کمرے میں جانے کے لیے۔۔

ادھر ہے ادا بائی۔۔!!

سیڑھیوں سے اترتے ہوئے سفید رنگ کے سوٹ میں ملبوس

گلے میں دوپٹہ ڈالے ہوئے اپنے بالوں کا جوڑا بناتے ہوئے ادا نیند لی

گنودگی سے بھاری سی آواز میں کہتی ہے۔۔۔

یہ کیا کرتی پھیر رہی ہو۔۔۔؟؟؟ ادا کو دیکھتے ہوئے مطیبہ فوراً سے پوچھتی ہے۔۔۔

کیا کر رہی ہوں جوڑا بنا رہی ہوں بالوں میں "ادا کندھے اچکاتے ہوئے جواب دیتی ہے۔۔۔

میں اس کی بات نہیں کر رہی ہوں وہ پوچھ رہی ہوں جو تم نے کل

رات کیا تھا تمہارے کمرے میں آدمی آیا تھا

اور تم نے خود بلایا تھا وہ کیا تھا۔۔۔؟؟

مطیبہ ادا کی طرف بڑھتے ہوئے تجسس سے پوچھتی ہے۔

ہاں میں نے خود بلایا تھا اور ان جیسے مردوں کو کمروں کے باہر
کھڑے رکھنے کا انتظار کروانے کا گناہ میں نہیں کر سکتی تھی
اور خاص طور پر جب مرد سردار عباس خان جیسے ہوں۔۔!!
ادا کہتے ہوئے حال میں درمیان میں پڑے لڑکے کے بڑے سے ٹیبل جس
کے تینوں طرف گول تکیے اور گدیاں پڑی ہوئی تھیں
وہاں ٹیبل پر بیٹھتے ہوئے ادا اپنے لیے لڑکے کو پانی لانے کا اشارہ کرتی ہے۔۔
تم نے کیسے کسی آدمی کو اپنے کمرے میں آنے کی اجازت دی میں
وہی تو پوچھ رہی ہوں

اس سے پہلے جب انہوں نے
مطیبہ کہتے کہتے پل کے لیے خاموش ہو رک کر اپنے اطراف میں
دیکھتی ہے کسی کو ناپا کر ادا کے پاس ٹیبل پر بیٹھتی ہے
اور پھر بولتی ہے۔

کب انہوں نے تمہارے کمرے میں مردوں کو بھیجا جو اچھے کھا سے
امیر رعیں گھرانے سے تعلق رکھتے تھے
تب تب تو تم نے ہر اس مرد کی آنکھیں یا ہاتھ توڑ پھوڑ دیے تھے
کوئی ایک آدمی 5 منٹ سے زیادہ تمہارے کمرے میں نہیں رکا اور جب آیا
تو زخمی حالت میں خون سے تر یا تو آنکھ پھوٹی ہوئی ہوتی تھی

یا پھر بازوؤں یا ٹانگ پھر اس آدمی کو کیسے آنے دیا تم نے اندر
کمرے میں اور وہ 1 گھنٹہ تمہارے کمرے میں بھی تھا
اور سہی سلامت بھی باہر نکلا تھا کیا تھا وہ۔۔۔؟؟
مطیبہ بے حد کجس و جستجو کے عالم میں ادا کے چہرے کی طرف
دیکھتے ہوئے پوچھتی ہے پر ادا اس کی کسی
بات کا جواب دینے سے پہلے سائیں خان اور اس کے ساتھ گزارے
تھوڑے سے وقت کو تصور کیے وہ مسکرا اٹھتی ہے۔
کیونکہ ان کی پہلی نظر مجھ پر جس طرح پڑی تھی

اس کے بعد ان کی نظر تو جھک گئی تھیں پر میری ان پر تھم گئی تھیں۔۔

ادا کہتے کہتے اپنے سر کے نیچے گدی رکھے ٹیبل پر لیٹ جاتی ہے۔۔

لیا مطلب۔۔؟؟ مطیبہ حیرانگی سے پوچھتی ہے۔

مطلب سردار عباس خان واقع میں سردار ہے میں نے سنا تھا وہ دلوں

پر راج کرنے والے لوگوں میں سے ایک ہیں پر وہ اس طرح سے راج

کرتے ہیں یہ دیکھ کر میں خود انہیں دل دینے سے

خود کو نہیں روک پائی۔۔!!

ادا اپنے سر کے بالکل اوپر حال میں درمیان میں لگے گولڈن کلر کے جھومر کو

دیکھتے ہوئے مسکراتے ہوئے کہتی ہے

ایسا بھی کیا کیا انہوں نے۔۔۔؟؟ مطیبہ ادا کے چہرے کی مسکراہٹ لو

دیکھتے ہوئے تجسس سے پوچھتی ہے۔۔

انہوں نے مجھے چھوٹے سے کپڑوں میں دیکھنے کے بعد نظریں جھکا

کر پورے کپڑے پہننے کا کہا"

ادا کہتے کہتے ٹیبل سے پیر لٹکائے اٹھ بیٹھتی ہے۔۔

تو۔۔۔؟؟ مطیبہ کہتی ہے۔۔

تو یہ میری جان طوائفوں کے کوٹھے پر ایسے مرد بہت کم آتے ہیں

جو جسم دیکھ کر اسے نوج کھانے کے بجائے اسے اپنے کپڑوں سے چھپانے کا کہتے ہیں۔۔

خان نے مجھے اپنے کپڑے دیے تھے پہننے کے لئے کیونکہ ان سے بات

نہیں ہو پار ہی تھی مجھے چھوٹے کپڑوں میں دیکھتے ہوئے میں نے

انہیں جتنا آزما یا تھا نا اس کے علاوہ کوئی اور مرد ہوتا

تو ادا آج یہاں نا کھڑی ہوتی

خان تو پھر خان ہیں ان کا نام سن کر انہیں کمرے میں بلایا تھا پر

انہیں دیکھنے کے بعد انہیں جانے دینے کا دل نہیں کر رہا پر مجبوری

تھی میری اگر میرے بس میں ہوتا تو میں اس خان کو قیدی بنا لیتی اپنا۔۔۔!!!

ادا کہتی ہے اور کہتے ہی ہنس پڑتی ہے۔۔۔

پھر اب کیا کرنے کا ارادہ ہے۔۔؟؟ مطیبہ پوچھتی ہے۔
خان کی عزت لوٹنے کا۔۔!!! ادا قہقہہ لگا کر ہنستے ہوئے کہتی ہے۔۔
ان کی بھی عزت لوٹ لینا پہلے ہماری تو لوٹ لو۔۔!!
ادا کی بات پر دروازے سے داخل ہوتے ہوئے ایک 28 سالہ عمر کا
آدمی بلیک کلر کے تھیری پیس سوٹ میں ملبوس کوٹھے میں داخل
ہوتے بلند آواز میں کہتا ہے۔۔

ادا اس آدمی کی آواز پر فوراً سے پلٹ کر اس کی طرف دیکھتی ہے جبکہ مطیبہ
ٹیبل سے اٹھ کھڑی ہو کر نظریں جھکائے کھڑی ہو جاتی ہے۔۔

"Dil E Ra_q sam

Episode 09 part 01 ☆

By sALEHA IQBAL ♣



تمہیں خان میں اور دوسرے مردوں میں فرق دیکھنا تھا ناب میں

لایو دیکھاتی ہوں۔۔!!

اواسراٹھا کر مطیبہ سے کہتے ہی ٹیبل سے اٹھ کھڑی ہوتی ہے۔

آپ یہاں خیریت ہے۔۔؟؟

ادا اپنی کمر پر ہاتھ باندھے ہوئے پلٹ کر سوٹ بوٹ میں ملبوس
شمس عثمانی کے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھتی ہے۔
جو آسلام آباد کے مشہور بزنس مین میں سے ایک ہے 6 فٹ سے
نکلتا ہوا قد چوڑی کسرتی باڈی جو تھری پیس سوٹ
میں مزید نکھر رہی تھی۔ ڈارک براؤن کلر کی آنکھیں کالے گھسنے والے
چہرے پر ہلکی ہلکی سی داڑھی لائٹ پنک کلر کے نیچرل ہونٹ جن
پر ادا کو دیکھتے ہوئے ایک ہلکی سی مسکراہٹ تھی۔۔

ہاں کل رات کچھ سننے کو ملا تھا وہ سننے کے بعد انتظار کرنا

مشکل ہو رہا تھا تو آگیا میں۔!!

شمس کہتے ہوئے ادا کے سامنے آکھڑا ہوتا ہے۔

کیا سن لیا تھا ایسا جو اتنے بے چین ہو گئے تھے آپ۔۔؟؟

ادا پر سکون انداز میں پوچھتی ہے۔

یہ ہی کہ کل رات تمہارے کمرے میں کوئی آدمی آیا تھا یا یہ بولوں

کہ تم نے اسے بلایا تھا۔!!

شمس بنا پلک جھپکائیں مسلسل ادا کے چہرے کو دیکھتے ہوئے کہتا ہے۔

تو مسئلہ کیا ہے اس میں طوائف کے کمرے میں مرد نہیں تو کیا آدھی

رات کو عورت آئے گی۔۔!!

ادا ہستے ہوئے چہرے پر مسکراہٹ سجاتے ہوئے کہتے ہوئے اپنا منہ

دوسری طرف موڑ لیتی ہے۔

اگر اس بات میں مسئلہ نہیں ہے تو کبھی ہمیں بھی۔۔

بکواس کرنے کی ضرورت نہیں ہے جن قدموں پر یہاں آئے ہو ان پر لوٹ کر واپس

جانا ہے تو زبان کو لگام لگا لو تم "

ادا اس کی بات کاٹتے ہوئے گردن موڑے گھورتے ہوئے کہتی ہے۔۔

اس کے آنے پر بھی اتنا ہی غصہ آیا تھا یا زیادہ پیسوں کے لالچ نے

تمہیں اس وقت اندھا اور گونگا کر دیا تھا۔؟؟

شمس ادا کے قریب آتے ہوئے کہتا ہے۔۔

تم سے مطلب۔۔؟؟ ادا شمس کی طرف مکمل متوجہ ہوتے ہوئے اپنے

الفاظوں پر زور دیتے ہوئے کہتی ہے۔۔

تمہارے مطلب مجھ ہی سے ہیں بھول گئی کیا تم پر مہر لگائی ہے

میں نے قیمت دی ہے میں نے تمہیں تمہاری۔۔!!

شمس اپنی ڈارک براؤن آنکھیں لائٹ گرین آنکھوں میں ڈالے ہوئے بنا پلک جھپکائے
ہر قسم کے میک آپ سے کھالی تھی پر کھالی بھی بے حد پر کشش لگ رہی تھی۔۔

ہاں جو تم نے پیسے دیے مجھے وہ تو میں نے استعمال
کر لیے اب تو وہ ختم افسوس اب مجھ پر لگی تمہاری مہر
ایکسپائر ہو چکی ہے۔۔!! ادا کہہ ہی رہی تھی کہ لڑکا اس کے لیے پانی
کا گلاس لیے ادا کی طرف بڑھ رہا ہوتا ہے پر شمس کو کھڑا دیکھ وہ
رک جاتا ہے۔۔

اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا ہے میں نے قیمت دی تھی اور خم نے
مجھے زبان دی تھی اب مکر نہیں سکتی ہو تم
میرے ساتھ اسلام آباد چلنا ہو گا اب تمہیں آج 12 بجے تک کا وقت تھا تمہاری
رہائی کا اب تمہیں میرا بننا پڑے گا۔!
شمس ایک قدم اور ادا کے قریب بڑھاتے ہوئے کہتا ہے۔۔
تم شاید بھول رہے ہو شمس عثمانی میں نے کیا کہا تھا اس وقت۔!!
ادا کہتے ہوئے لڑکے کے پاس جاتی ہے اور اس کے ہاتھ سے پانی کا گلاس لیے
اپنے لبوں سے لگا جاتی ہے۔

کیا کہا تھا۔؟؟ شمس ادا کی طرف اپنا رخ موڑتے ہوئے پوچھتا ہے۔۔
مجھے حاصل کرنا ہے تو اسی وقت کرو ڈیل کر رہے ہو وہ وقت پر کرو
اور وقت پر مکمل کرو اس کو

ادا کہتے ہوئے پانی کا گلاس ہاتھ میں پکڑے شمس کی طرف بڑھتی ہے۔۔
پر تم نے کہا تھا کہ تم اس وقت مجھے نہیں لے جاسکتے ہو
کیوں۔؟؟ ادا شمس کے چہرے کو دیکھتے ہوئے سوال کرتی ہے۔

کیونکہ تم شادی شدہ ہو اور میں ایک رقص کرنے والی طوائف میرے
لیے تم اپنی بیوی کو ناطلاق دے سکتے ہو
اور نا ہی میرے بارے میں اسے بتا سکتے ہو اس لیے تم اپنے پیسوں
سے میرا منہ بند کر کے مجھے اپنے نام کی کر رہے
ہو تاکہ میں نا یہاں کی رہوں نا وہاں۔۔!؟
اب کیا اپنی بیوی کو طلاق دے دی ہے یا پھر اسے میرا بتایا ہے کہ
میں ایک رقص کرنے والی لڑکی کے جسم دیوانہ بنا گھوم رہا ہوں۔۔؟؟؟

ادا کہتے ہوئے سوالیہ نظروں سے شمس کی آنکھوں میں دیکھتی ہے۔

ت۔۔ شمس بولتا اس سے پہلے ادا پھر بول پڑتی ہے۔۔

اور تم نے کہا تھا کہ ان پیسوں پر میرا حق ہے ان کے ختم ہونے سے

پہلے تم آگئے تو میں تمہاری نہیں آئے

تو انتظار ختم تو میں نے انتظار ختم کر دیا پیسے ختم کر لیے اب

تمہارا میرا کوئی تعلق نہیں وہ تعلق جو کبھی تھا بھی نہیں۔۔!!

ادا شمس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہتی ہے پانی کا گلاس لبوں سے لگائے

اپنے کمرے کا رخ کرتی ہے۔۔

ایسا کچھ نہیں ہے لڑکی۔۔!!

ادا کی بازوؤں جھٹکے سے کھینچتے ہوئے شمس دھاڑتے ہوئے کہتا ہے۔۔

ادا جیسے ہی اس کی طرف کھینچتی ہے اس کے ہاتھ میں پکڑا پانی

کا گلاس زمین پر جا گرتا ہے

اور پانی فرش پر جس کی کچھ بوندیں ادا کے گورے چٹے پیروں پر گرتی ہے "

تمہاری کوئی اوقات نہیں ہے کہ تم مجھے ریجکٹ کرو شرافت سے

میرے ساتھ چلو ورنہ زبردستی کرنی پڑے گی مجھے تمہارے ساتھ "

شمس ادا کی بازوؤں پر گرفت مضبوط کرتے ہوئے کہتا ہے۔۔

ہاتھ چھوڑو میرا۔۔!! ادا غصہ میں کہتی ہے۔۔

ہر گز نہیں رقم دی ہے تمہاری میں نے اپنے پیسوں کو برباد کرنا پسند نہیں ہے مجھے "

ادا کو اپنی طرف کھینچتے ہوئے کہتا ہے۔۔

میں پیسے لوٹا دوں گی ہاتھ چھوڑوں میرا تم۔۔!!

اپنی بازوؤں چھوڑواتے ہوئے ادا بھی بلند آواز میں کہتی ہے۔۔

جتنے پیسے میں نے تمہیں دیے تھے اتنے کمانے میں تمہاری زندگی گزر

جائے گی تمہارے پیروں میں بندھے گھنگروں

ٹوٹ جائیں گے پر قیمت پوری نہیں ہوگی۔۔!!

ادا کی بازوؤں پر گرفت مضبوط کرتے ہوئے اپنے الفاظوں پر زور دیتے
اپنے قہقہہ کو ضبط کرتے ہوئے کہتا ہے۔۔

ایسا ہے تو پھر اس کی جگہ پیسے میں دے دیتا ہوں تمہیں
مجھے تو پوری زندگی نہیں لگے گی چند کاغذ کے ٹکڑوں کو کمانے کے لیے
دروازے سے سفید کلر کے کارٹن کے سوٹ میں ملبوس سفید رنگ کا
کوٹ پہننے ہوئے آنکھوں پر بلیک کلر کے گوگل لگائے ہوئے

الٹے ہاتھ میں موبائل پکڑے ہوئے دروازے سے اندر داخل ہوتے ہوئے
سائیں خان اٹل لہجے میں چہرے سے ہر ایک سپریشن کو دور رکھتے ہوئے کہتے ہیں۔۔

سردار عباس خان کو دیکھتے ہوئے شمس غصیلے نظروں سے کبھی
ادا کو تو کبھی سائیں خان کو دیکھنے لگتا ہے۔

تو یہ ہی وہ ہے جس کی وجہ سے تم مجھے انکار کر رہی ہو۔۔۔؟؟
شمس سائیں خان کو دیکھتے ہوئے ادا سے پوچھتا ہے۔
ہاں وجہ تو یہ بھی ہے کمال کی وجہ ہے یہ پر تمہیں انکار کی وجہ خان نہیں
تم خود ہو گھٹیا انسان۔۔!!"

ادا کہتے ہی اپنی بازوؤں پر شمس کی گرفت ڈھیلی محسوس کرتی
زور سے اپنا بازوؤں چھوڑ دالیتی ہے۔۔

زبان سنبھال کر لڑکی۔۔ شمس کہتے ہوئے ادا کے منہ کی طرف ہاتھ
بڑھاتا ہے کہ اتنے میں دروازے سے اندر ان کی طرف ایک قدم بڑھاتے ہوئے
سائیں خان بول پڑتے ہیں۔۔

تم اپنے ہاتھ سنبھال کر رکھو اس کے پہلے میرے ہاتھوں کی پہنچ میں تمہاری گردن ہو۔۔!!
ادا کی طرف بڑھتے ہوئے ہاتھوں کو دیکھتے ہوئے بھاری آواز میں
پر سکون سے انداز میں کہتا ہے۔۔

مسئلہ کیا ہے تمہارا جاؤ اور جا کر اپنی نمازیں ادا کرو

کو ٹھوں پر تم جیسے مردوں کی ضرورت نہیں ہے سردار عباس۔۔

شمس کہتے ہوئے سائیں خان کی طرف بڑھتا جاتا ہے

وہ کہہ ہی رہا تھا کہ پیچھے سے ٹیبل پر پڑا کھالی کانچ کا پانی کا

گلاس اٹھائے ادا اسی بل شمس کے سر پر دے مارتی ہے

سر پر کانچ کا گلاس اتنی زور سے لگتا ہے کہ شمس کے سر سے بائیں

جانب سے اسی بل خون بہنا شروع ہو جاتا ہے

کانچ کے ٹکڑے زمین پر تو کچھ شمس کے کپڑوں میں گر رہے تھے

شمس ابھی سنبھالا بھی نہیں تھا اپنی چوٹ سے کہ ادا جلدی سے اس کے پاس آتی ہے

شمس کو پیچھے بالوں سے پکڑے کھینچتے ہوئے زور سے اسے سائیں

خان کے سامنے سے ہٹاتے ہوئے عباس کے

سامنے آکھڑی ہوتی ہے۔۔

میرے خان کو کچھ بھی بولانا تو تمہارے جسم کا ایسا کوئی

حصہ سلامت نہیں رہے گا جس سے خون نابہہ رہا ہو۔۔!!"

اوا اپنے سامنے لڑکھڑاتے شمس کو دیکھتے ہوئے غصّہ میں گھورتے

ہوئے کہتی ہے۔۔۔

ادا کی حرکت پر اس کے پیچھے کھڑا سائیں خان اپنے آنکھوں سے
چشمہ اتارتا حیران کن نظروں سے شمس کو اور اس کے
سر سے بہتے خون کو دیکھنے لگتا ہے۔۔

ادا کی حرکت پر عباس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ چھانے لگتی ہے وہ
کھل کر مسکراتا اس سے پہلے ہی ادا مڑ کر سائیں خان
کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھتی ہے۔۔

آ۔۔ آپ یہاں۔۔؟؟ 'بڑی بڑی آنکھیں کیے پوچھتی ہے۔۔

"تو تمہارے پاس پورے کپڑے بھی ہیں تو کل رات انہیں پہنتے ہوئے کیا ہو رہا تھا"

ادا کی بات کا جواب دیے بغیر اسے سر سے پیر تک پورے کپڑوں میں ملبوس دیکھتے ہوئے
عباس بھی سوال کرتا ہے۔۔

"دل خراب۔۔!!"

آپ کے سامنے پورے کپڑے پہننے کا دل نہیں کر رہا تھا میرا"
ادا مکمل طور پر عباس کی طرف رخ موڑے مسکراتے ہوئے چھوٹے
چھوٹے قدم اٹھائے اس کی طرف بڑھتے ہوئے کہتی ہے۔

اور ایسا کیوں تھا میں تمہارا کچھ لگتا تھوڑی ہوں" ادا کو ننگے پیر
اپنے طرف آتا دیکھ کر گہری سانس لیتے ہوئے کمر پر ہاتھ باندھتے ہوئے کہتا ہے۔۔

"اب تو آپ ہی ہیں میرے سب کچھ آپ کے سامنے میں

ان کپڑوں کے بنا بھی رہ سکتی ہوں"

ادامزید انکھوں میں شرارت بھرے سائیں خان کے قریب آتے ہوئے کہتی ہے۔

"شرم کر لو تھوڑی سی لڑکی"۔ ادا کے چہرے کو دیکھتے ہوئے کہتا ہے

کہ اتنے میں شمس اپنے سر سے بہتا خون دیکھ

کر ادا کو مارنے کے لیے جس ٹیبل سے ادا گلاس اٹھاتی ہے شمس وہی

ٹیبل اٹھا کر ادا کی طرف ہوا میں بلند پھینکتا ہے۔۔۔ ادا۔۔۔؟؟

بڑے ٹیبل کے پاس کھڑی مطیبہ شمس کی حرکت پر زور سے ڈرے
ہوئے لہجے میں آواز لگاتی ہے

مطیبہ کی آواز پر ادا سے پہلے سائیں خان ادا سے نظریں ہٹا کر سر
اٹھائے اوپر کیے دیکھتا ہے ٹیبل کو اپنی طرف آتا دیکھ عباس جلدی
سے ایک ہاتھ ادا کی کمر پر تو دو سر اس کے سر پر رکھتے ہوئے اس
اپنی جگہ اور خود اس کی جگہ کھڑا ہو جاتا ہے عباس ادا کی جگہ

پر آتا ہی ہے کہ لکڑی کا ٹیبل زور سے عباس کی
کمر میں آگلتا ہے ٹیبل جیسے ہی لگتا ہے عباس کے قدم لڑکھڑانے لگتے ہیں

پراس کے حصار میں کھڑی ادا اس کے قدموں کو لڑکھڑا کر گرنے سے
روک دیتی ہے۔

سائیں خان کو ٹیبل لگتا ہے اور ادا اپنے غصے کو ضبط کرتے ہوئے

عباس سے نظریں ہٹا کر پیچھے سر سے تیزی سے

خون بہتے شمس کو دیکھتی ہے جو غلط نشانہ لگنے پر افسوس کر رہا تھا۔

"شرم۔۔؟؟ وہ کیا ہوتی ہے خان۔۔؟؟" ادا شمس سے نظریں ہٹا کر

مسکراتے ہوئے سائیں خان کے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے اپنے غصہ کو ضبط

کرتے ہوئے پوچھتی ہے۔

"وہی جس سے دور دور تک تمہارا کوئی لینا دینا نہیں ہے"

ادا کو آزاد کرتے ہوئے کہتا ہے۔

آپ کو پتا ہے میرا جس چیز سے میرا کوئی مطلب نہیں

اس سے میں دور دور تک کوئی تعلق نہیں رکھتی"

ادائش کی طرف دیکھتے ہوئے کولڈ لہجے میں کہتی ہے۔۔

"اندازہ ہو رہا ہے مجھے اس بات کا اب" اپنی کمر پر لگی چوٹ کو برداشت کرتے ہوئے کہتا ہے۔۔

"اچھا سب چھوڑیں یہ بتائیں یہاں کیسے آئے کہیں کل رات

کے بعد مجھ سے دور رہنا ناممکن تو نہیں ہو رہا تھا۔؟؟"

ادا جانتی تھی اسے درد ہو رہا ہے پر وہ پھر بھی سائیں خان کو اپنی
باتوں میں الجھا رہی تھی۔

الٹی سیدھی باتیں کرنے کی ضرورت نہیں ہے میرے ساتھ
جاؤ جا کر کپڑے بدلو مولوی آنے والے ہیں "اپنی آنکھیں بند کیے
کھول کر گہری سانس لے کر عباس خان کہتا ہے۔۔

"تو آپ یہاں ایک طوائف سے نکاح کرنے آئے ہیں سچ میں۔۔؟؟"
"ادا شمس کے چہرے کو دیکھتے ہوئے بلند آواز میں
پوچھتی ہے۔

ایک بار اور سوچ لیں بعد میں افسوس مت کرے گا اپنے فیصلوں پر"
اب کی بار سائیں خان کی آنکھوں میں سر اٹھا کر
دیکھتے ہوئے کہتی ہے۔

مجھے اپنے کیے فیصلوں پر کبھی افسوس نہیں ہے ادا بائی پر البتہ تمہیں یہ ڈیل
میرے سامنے پیش کرنے کا افسوس ضرور ہوگا"
ادا کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے اسے وارن کرتا ہے پر سائیں خان کی
بات پر ادا مسکرا دیتی ہے۔۔

مجھے بھی اپنے فیصلوں پر کبھی افسوس نہیں ہوتا ہے پر تمہیں
ریجیکٹ کرتے ہوئے تھوڑا تھوڑا سا ہور ہا تھا

کہ ایک میں ایک امیر آدمی کو ٹھکرا کر کہیں غلطی تو نہیں کر رہی
ہوں پر اب لگ رہا ہے میرا وہ فیصلہ بھی بالکل ٹھیک تھا۔
اگر تمہیں ریجیکٹ نہیں کرتی تو مجھے خان کیسے ملتے۔۔
اواسائیں خان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے شمس سے کہتی ہے۔۔
پر میں تمہارا نہیں ہوں۔۔!! ادا کی بات پر اپنی کمر پر ہاتھ رکھتے
ہوئے فوراً سے بول پڑتا ہے۔۔

ابھی نہیں ہیں تو بن جائیں گے آپ میرا فلومت توڑیں بولنے دیں مجھے۔۔!!

ادا اپنے لب بھینچتے ہوئے کہتی ہے اور کہتے ہی ادا شمس کی طرف
متوجہ ہوئے اسکی طرف بڑھتے ہوئے اس کی آنکھوں
میں دیکھتے ہوئے کہتی ہے۔۔

تمہیں لگتا ہے کہ میں تمہیں چھوڑ دوں گا اتنی آسانی سے تمہیں
خریدا ہے میں نے میرے پیسے لگے ہے تم پر اتنی آسانی سے نہیں چھوڑوں گا میں تمہیں۔۔۔!!
شمس اپنے سر پر ہاتھ رکھے اپنے بہتے خون کو روکتے ہوئے کہتا ہے۔۔
تمہارا پیسہ۔۔؟؟ پڑا ہے میرے پاس۔۔!!

میری جان میرے کمرے میں ایک کالا بیگ ہے الماری کے اوپر وہ لادیں۔۔!!

ادا شمس سے کہنے کے بعد مطیبہ سے لانے کا کہتی ہے ادا کی بات پر

مطیبہ فوراً سے اس ہے کمرے س بیگ لینے چلی جاتی ہے۔۔

مطیبہ بیگ لے کر آتی ہے اتنے میں ادا وہاں کھڑے ہوئے لڑکے کے پاس جاتی ہے

اور دھیرے سے اس کے کان میں کچھ کہتی ہے ادا کی بات پر وہ

بھی فوراً سے دوڑتے ہوئے وہاں سے چلا جاتا ہے۔۔

خان دو منٹ اور رک جائیں اس کو نیپٹالوں پھر آپ کو پر سکون ہو

کر دیکھوں گی۔۔!!

خان کو درد میں مبتلا دیکھتے ہوئے ادا آنکھ و نک کرتے ہوئے کہتی ہے کہ

خان چھوٹی چھوٹی آنکھیں اس کی طرف دیکھتا ہے اتنے میں مطیبہ
 آجاتی ہے پیسوں سے بھرا بیگ لے کر اس کے پیچھے
 پیچھے لڑکا بھی ایک کے ہاتھ میں شراب کی بوتل پکڑے دوسرے
 ہاتھ میں ماچس کی ڈبی پکڑے ہوئے مطیبہ کے ساتھ آکھڑا ہوتا ہے۔۔
 اس کالے بیگ میں تمہارے کالے پیسے ہیں پورے کے پورے 10 کڑوڑ
 ہیں اس میں ایک پیسہ استعمال نہیں کیا ہے
 میں نے اس میں سے "ادابیگ شمس کے پیروں کے پاس پھینکتے
 ہوئے کہتی ہے۔

تم نے تو کہا تھا استعمال کر لیے ہیں۔؟؟
 شمس سوالیہ نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھتا ہے۔۔
 جو میں نے کہا وہ مان لیا تم نے بڑے ہی کوئی وہ ہو۔۔۔
 اداگالی نہیں دینی ہے کنزول میری جان کنزول۔۔!!
 ادا اپنی بات خود کاٹتے ہوئے گہری سانس لیتے ہوئے کہتی ہے۔
 پیسوں اٹھاؤ اور چلتے بنو۔! واپس شمس کو دیکھتے ہوئے کہتی ہے۔
 ادا کی بات پر شمس جھک کر پیسوں والا بیگ کھول کر دیکھتا ہے
 اتنے میں لڑکا ادا کے ہاتھ میں شراب کی بوتل اور ماچس کی ڈبی لار کھتا ہے۔۔

ادا کے ہاتھ میں شراب کی بوتل اور ماچس کی ڈبی دیکھ کر عباس
اس کی حرکت سمجھ جاتا ہے مسکراتے ہوئے ادا کو دیکھ رہا ہوتا ہے
کہ ادا بھی اسی پل مسکراتے ہوئے سائیں خان کو
بڑی بڑی آنکھیں کیے دیکھتی ہے۔۔
بیگ میں پیسوں کو دیکھتے ہوئے شمس قہقہہ لگا کر ہنس پڑتا ہے۔۔
اب تک ان پیسوں کو رکھنے کی وجہ۔۔؟
مطلب تم بھی انتظار میں تھی میرے۔۔؟؟
شمس بیگ کی زپ بند کرتا کھڑا ہو کر کہتا ہے۔۔

او پس۔۔۔ اتنی غلط فہمی تم تو پھر سچ میں کتے کی دم ہی ہوا اتنا
سب جو میں نے کہا اس سے سمجھ نہیں آت تم جیسے
نا تو مجھے مرد پسند ہیں اور ان مردوں کی حرام کی کمائی۔۔۔!!"
اوا اپنی کمر کے پیچھے پکڑی ہوئی شراب کی بوتل کھولتے ہوئے کہتی ہے۔
بکو اس نہیں کرو۔۔۔!! یہ میری حرام کی کمائی نہیں ہے۔!
شمس بیگ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہتا ہے۔
پر میرے لیے تو یہ حرام کی ہی ہے نا وہ کیا ہے مجھے طوائف کہلوانا
قبول ہے پر کسی مرد کی دوسری عورت بننا نہیں

اور تم اپنی پاک

بیوی کے نابے تو مجھ جیسی طوائف کے کیا بنو گے لعنت ناہو تم پر پھر۔۔!!

ادا گنداسا منہ بنا کر کہتی ہے اور شمس کے غصہ کو مزید ہوا دیتی

ہے ادا کہتے کہتے ہوئے شمس کی آنکھوں میں

دیکھتے ہوئے اس کی طرف بڑھتی ہے اپنی آنکھیں شمس کی آنکھوں

میں ڈالے ہوئے اس پر پیسوں سے بھرے

بیگ پر شراب کی پوری بوتل کھالی کر دیتی ہے اور اسے پتا بھی

نہیں چلتا ہے۔۔

میرے منہ سے گالیاں سن کر جاؤ گے۔۔؟؟
ادا ٹمٹاتی ہوئی آنکھوں سے دیکھتے ہوئے کہتی ہے۔۔
دیکھوں میں اینڈ لیول کی گندی گالیاں دے سکتی ہوں پر اس وقت
میرے ہونے والے میاں جی میرے خان یہاں کھڑے تو میں اس لیے اس
وقت تمہارا لحاظ کر رہی ہوں اس سے پہلے میں ان کا لحاظ بھول جاؤ اور تمہاری
ماں بہن ایک کر دوں دفع ہو جاؤ۔۔!!"
ادا شمس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے مسکراتے ہوئے اس کی
بے عزتی کر رہی تھی۔۔

یہ ٹھیک نہیں کر رہی ہو تم ادا۔!! زمین سے بیگ اٹھانے کے لیے ہاتھ
 بڑھاتے ہوئے کہتا ہے اور کہتے ہی ایک نظر سائیں خان
 کی طرف دیکھتا ہے جو انتہائی پرسکون انداز میں کھڑے ہوئے اسے
 دیکھ رہے تھے ادا شمس کی نظر سائیں خان پر دیکھتے ہوئے ایک ساتھ
 4 ماچس جلانے شمس کے ہاتھ پر پھینک دیتی ہے جلتی ہوئی
 ماچس کی تیلی شمس کے ہاتھ پر لگتے ہی شمس ہاتھ جھاڑتے ہوئے
 تلی کو بیگ پر گرا دیتا ہے جس سے اسی پل بیگ پر گری
 شراب آگ پکڑ لیتی ہے اور پل میں پورا بیگ آگ کی لپیٹ میں آ جاتا ہے۔

اوو مائے مائے۔۔۔ یہ تو جل گیا۔۔۔!!

اداما چس کی ڈبی جلتی آگ میں کھالی کرتے ہوئے کہتی ہے۔۔

تمہاری تو۔۔۔!! شمس کہتے بیگ کو دیکھتے ہوئے غصہ میں کہتا ہے اور

کہتے ادا کی طرف بڑھتا ہے کہ ادا جلتے بیگ

پر لات مار کر شمس ہے پیروں کے قریب کر دیتی ہے جس سے س کی

طرف بڑھتے ہوئے قدم رک جاتے ہیں۔۔

میرے خان کی طرف دوبارہ نظر اٹھا کر دیکھنے کے بارے میں سوچا

بھی تو اگلی بار تمہارے پیسوں کو نہیں تمہیں آگ لگاؤں گی میں اس لیے خاموشی

سے چلتے بنو یہاں سے"

ادا شمس کی آنکھوں میں آگ دیکھتے ہوئے اٹل لہجے میں کہتی ہے
اور کہتے ہوئے شمس کو باہر جانے کا اشارہ کرتی ہے۔۔
ادا کے اشارہ پر شمس خان کے سامنے نظریں جھکاتے ہوئے کوٹھے
سے باہر نکلنے کے لیے بڑھتا ہے وہ جانتا ہے اور ادا مڑ کر خان کو دیکھتی ہے جو
دونوں آئیںبر واٹھاتے ہوئے اسے دیکھ رہا تھا۔۔
کیسی لگی میں۔۔؟؟

ادا اپنے دونوں ہاتھ ہوا میں بلند کرتے ہوئے ہنستے ہوئے پوچھتی ہے۔
فضول۔۔!! سائیں خان دو ٹوک لہجے میں کہتا ہے۔۔

بندہ تعریف کر دیتا ہے کوئی نقصان نہیں ہوتا ہے انسان کا"
 ادا گند اسامندہ بنائے کہتے ہوئے سائیں خان کی طرف بڑھتی ہے۔۔
 اب بتائیں کیا سوچ کر آئیں ہیں یہاں۔؟؟ ادا سنجیدگی سے پوچھتی ہے۔
 تم سے نکاح کا سوچا ہے میں نے ان بچیوں کی رہائی کے لیے
 تم ہی نے تو کہا تھا نکاح کے بدلے رہائی دو گی ان بچیوں کی "اپنی کمر سے
 ہاتھ ہٹاتے ہوئے کہتا ہے۔۔

ہمم ٹھیک کہہ رہے ہیں آپ تو پھر بارات لے آئیں میری نکاح
 کرنے کے لیے تیار ہوں میں۔۔!!

ادا مسکراتے ہوئے کہتی ہے۔

بارات۔۔۔؟؟ ادا کی بات پر قہقہہ لگا کر ہنس پڑتا ہے۔

بارات نہیں آئے گی کبھی تمہاری کیونکہ تم۔۔

کیونکہ میں ایک طوائف ہوں۔۔؟؟ سائیں خان کی بات کاٹتے ہوئے ادا بول پڑتی ہے۔

مجھے یہ ہر دن کی شروعات ہونے سے اس کے اختتام ہونے تک یا

رہتی ہے کہ میں ایک طوائف ہوں عام لڑکی نہیں

جس کی بارات اس چوکھٹ پر کبھی آئے پر آپ کو لانی پڑے گی خان"

کہتے ہوئے ادا کے چہرے پر افسردگی طاری ہو چکی تھی۔

بارات نہیں آئے گی عشق محبت کی شادی نہیں ہے یہ سودے بازی کی شادی ہے

نکاح کرنا ہے تو کرو ورنہ۔۔۔

ادا کی طرف بڑھتے ہوئے اپنے ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچے ہوئے اٹل

حکمانہ انداز میں کہتا ہے۔۔

ٹھیک ہے بارات کینسل کرتے ہیں پر پوز کریں مجھے "

ادا گردن پھیرے مطیبہ اور لڑکے کی طرف دیکھتے ہوئے کہتی ہے۔

کیا۔۔۔؟؟ ادا کی بات پر عباس کو جیسے جھٹکا سا لگا ہو۔

"ہاں گڈ ہنوں پر بیٹھ کر پوز کریں مجھے "

عباس کے چہرے پر حیرانگی دیکھتے ہوئے ادا اپنے الفاظوں پر زور
دیتے ہوئے کہتی ہے۔۔

پاگل ہو گئی ہو میں تمہیں پر پوز کروں۔؟؟

عباس کہتے ہی اپنا منہ دوسری طرف موڑ لیتے ہوئے۔

ہاں کیوں نہیں کر سکتے ہیں مسئلہ کیا ہے گڈھنے ایکسپائر ہو چکے

ہیں کیا اپنی ہونے والی بیوی کو پر پوز کر رہے ہیں

جلدی سے گڈھنوں کے بل بیٹھ کر مجھے پر پوز کریں اور چہرے پر

مسکراہٹ کے ساتھ کہیں ادا میں تم سے شادی کرنا چاہتا ہوں مجھے اپنے نکاح

میں قبول کرو۔۔

عباس کو جس جگہ چوٹ لگی تھی وہی تھپڑ مارتے ہوئے ادا عباس
کا بازوؤں پکڑے اس کا رخ اپنی طرف
موڑتے ہوئے کہتی ہے۔

تم چھٹی کرو پہلی فرست میں "

اب اس عمر میں میں لڑکی کو پرپوز کرتا اچھا لگوں گا..؟؟"

ادا کی بات پر اپنے دانت بھینچتے ہوئے غصیلے لہجے میں کہتا ہے۔۔

تو نہیں کریں گے آپ۔۔؟؟ عباس کی بازوؤں سے ہاتھ ہٹاتے ہوئے کہتی ہے۔۔

ہاں نہیں کروں گا "دو ٹوک انداز میں کہتا ہے۔

تو پھر ٹھیک ہے شادی کینسل رہیں بڑھاپے میں بھی کروارے
ایک تو آپ پر ترس کھا کر آپ کی بوڑھی عمر کو آگنور کر کے آپ سے
شادی کر رہی تھی میں پر آپ کو تو عزت راس
ہی نہیں ہے قبر میں پیر لٹک رہے ہیں اللہ اللہ کرنے کی عمر میں اتنی
جوان لڑکی سے شادی کرنے کا موقع مل رہا ہے لیکن نہیں
آپ کو بڑھاپے میں اکیلے سڑنا ہے شوق سے کریں
نہیں کرنی مجھے بھی شادی خدا حافظ
تمہیں کس نے کہا کہ میں کو ارہ رہ چکا ہے تین تین بچے ہیں میرے

اپنے ہاتھ کی انگلیوں سے اشارہ کرتے ہوئے بتاتا ہے۔۔
ہیں۔۔۔؟؟! ادا کی آنکھیں عباس کی بات پر کھل جاتی ہے۔



صبح کے 10 بجے عمایہ کی بھی صبح ہو چکی تھی آج اپنی نیند
اچھے سے پورے کیے بلیک کلر کی ریشمی
لونگ فرائیڈ پہننے ہوئے عمایہ اپنے دوپٹہ کھیلتے ہوئے سیڑھیوں سے
نیچے اتر رہی تھی کہ گھر میں نوکروں کو کام میں
مصرف دیکھتے ہوئے عمایہ اپنے دوپٹے کو چھوڑے تجسس سے پوری حویلی
میں نظریں دوڑانے لگتی ہے

حویلی کے اندر تو اسے کوئی نظر نہیں آتا ہے جبکہ عارش اور زیان
دونوں حویلی کے باہر کھڑے گارڈز کے ساتھ بات کرنے میں
مصروف تھے ان دونوں کو باہر دیکھتے ہوئے عمایہ ان کی طرف
بڑھتی ہے۔۔

لالا۔۔؟ عمایہ بلند آواز میں پکارتے ہوئے عارش اور زیان دونوں کی
توجہ اپنی طرف مائل کرتی ہے۔۔
گڈ مارنگ ہو گئی صبح آج تمہاری۔۔!!

عارش گارڈز کو جانے کا اشارہ کرتے ہوئے عمایہ کے چہرے کو
مسکراتے ہوئے دیکھتے ہوئے اس کی طرف بڑھتا ہے۔۔

جی ہو گیا لالا کل میں تھک گیا تھا تا تو بس اس لیے آج آنکھیں ہی
نہیں کھل رہا تھا۔

عمایہ عارش سے کہتی ہے پر اس کی نظریں مسلسل زیاں پر ٹیگی ہوئی تھی
جو اس کی طرف دیکھنے سے خود کو روک رہا تھا۔

ان کو کیا ہوا۔؟؟ عمایہ عارش سے پوچھتی ہے۔۔

تمہیں مجھ سے بہتر پتا ہوگا "عمایہ کے سر پر ہاتھ رکھے کہتے ہوئے عارش
حویلی میں داخل ہو جاتا ہے۔

لالا کیا ہوا آپ کو۔؟؟ عمایہ زیاں کی طرف بڑھتے ہوئے پوچھتی ہے۔

کچھ نہیں ہوا تم ٹھیک ہو۔؟؟؟ اپنی بات کا جواب دیے عمایہ کو سر

تا پیر دیکھتے ہوئے پوچھتا ہے۔

میں تو بالکل ٹھیک ہوں وہ کل گر گئی تھی تو چوٹ لگ گئی تھیں تھوڑی سی۔۔

عمایہ اپنے دونوں ہاتھوں کو دوپٹہ کے نیچے سے نکال کر زیان کی

طرف بڑھاتے ہوئے اسے دکھاتی ہے۔۔

یہ کیا ہو گیا ہے پاگل۔؟ بتایا کیوں نہیں رات کو ہم ڈاکٹر پر جاتے جنگل میں

لگی چوٹ ہے انفیکشن ہو سکتا ہے۔۔"

زیان عمایہ کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں پکڑے ہوئے پریشانی سے کہتا ہے۔۔

لالا میں ٹھیک ہوں کل رات مجھے کچھ نہیں ہوا تھا اور آپ اچھے بھائی ہیں۔۔!!

عمایہ زیان کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں پکڑے ہوئے
مسکراتے ہوئے کہتی ہے۔

مجھے یہ پہلی چوٹ تھوڑی ہے جو لگی ہے کتنے بار میں پہلے بھی گر
کر اس سے زیادہ خود کو زخمی کر چکی ہوں

جب وہ زخم بھر گئے ہیں تو یہ بھر جائیں گے۔۔!!

عمایہ اپنے ہاتھوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہتی ہے۔۔

عمایہ کے چہرے پر افسردگی دیکھتے ہوئے زیان عمایہ کو سائیڈ بار

کرتے ہوئے اس کے کندھے پر بازوؤں رکھے اسے اپنے ساتھ حویلی کے اندر لیے بڑھتا ہے۔۔

مایوس ہونے کی ضرورت نہیں ہے کراٹم پارٹنر میں ہوں نا تمہاری مدد
کرنے کے لیے تمہارے ہر زخم کو جلدی سے ٹھیک
کرنے کے لیے۔۔

آپ کیسے کریں گے۔۔؟؟

زیان کہ بات سنتے ہوئے عمایہ فوراً سے سراٹھا کر پوچھتی ہے۔
میں نا سہی میری گرل فرینڈ تو ہے نا ڈاکٹر ہے وہ چٹکیوں میں ٹھیک
کر دیے گی وہ تمہیں۔۔!! اپنے دائیں ہاتھ کی چٹکی بجاتے ہوئے کہتا ہے۔۔
آپ کی سچ میں گرل فرینڈ ہے لا لا۔۔؟؟ عمایہ حیرانگی سے پوچھتی ہے۔۔

ہاں ہے اور وہ بہت خوبصورت ہے۔۔! ازیان کہتے ہوئے صوفے کی

طرف بڑھے صوفے پر لیٹتے ہوئے مسکرا اٹھتا ہے۔۔

خداپوچھے آپ کو یہاں آپ کی بہن صبح صبح پہاڑ پر جا کر خود کو

برف میں جما کر اپنے ان کا انتظار کر رہی ہے

اور بھائی مزے سے لڑکی پٹائے بیٹھا ہے۔۔۔

عمایہ اپنے دونوں ہاتھ اپنی کمر پر رکھتے ہوئے چھوٹی چھوٹی

آنکھیں کیے منہ کا پاؤٹ بناتے ہوئے کہتی ہے۔

دیکھو میرے بعد ہی تمہارا نمبر آئے گا اگر میں لڑکی ناپٹاتا تو نا پھر

مجھے کوئی ملتا اپنا تو تم پھر بھول ہی جاؤ۔۔"

صوفے سے گدی اٹھا کر عمایہ کی طرف پھینکتے ہوئے کہتا ہے۔

جو بھی ہے یہ نا انصافی ہے۔۔!!"

عمایہ گدی زیاں کی طرف واپس پھینکتے ہوئے کہتی ہے۔۔

خیر لالا ہم کو بھوک لگ رہا ہے آپ لوگوں نے ناشتہ کر لیا ہے۔؟؟ عمایہ

اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہتی ہے۔

نہیں ہم سب بھی اس وقت بھوک ہڑتال پر ہیں۔۔

زبان گردن موڑے عمایہ کو دیکھتے ہوئے کہتا ہے۔

وہ کیوں۔۔۔؟؟ عمایہ بڑی بڑی آنکھیں کیے معصوم سی شکل بناتے ہوئے پوچھتی ہے۔

کیونکہ تمہارا پر نس آرہا ہے آج اس لیے خان بابا نے ناشتہ سب کو

ساتھ کرنے کا کہا ہے۔۔!!

عمایہ کے پیچھے سے عارش اپنے فون میں نظریں

جمائے ہوئے کہتے ہوئے صوفے کی جانب عمایہ کے پاس بڑھتا ہے۔۔

کیا۔۔۔؟؟؟؟

عمایہ خوشی سے بھرپور لہجے میں کہتی ہوئی صوفے سے اٹھ کھڑی ہوتی ہے۔۔

سچ میں میرے پر نس آرہے ہیں۔؟؟ کب آرہے ہیں۔؟؟ کہاں ہیں اس وقت۔؟؟

فائنلی میں انہیں دیکھ پاؤں گی۔!!

آہہ۔۔۔ عمایہ خوشی سے بھرپور لہجے میں کہتی ہے اور کہتے ہی

اپنے دونوں ہاتھوں کی زود سے تالیاں بجاتی ہے

پر ہاتھوں پر لگی چوٹ سے درد میں کراہتے ہوئے عمایہ کے منہ سے

درد میں مبتلا آواز نکلتی ہے۔۔

کبھی تھوڑا کم ایک سائیڈ بھی ہو جایا کروہر

وقت اتنی فریش کیسے رہ لیتی ہو تم۔!!

عارش عمایہ کا ہاتھ پکڑے اسے اپنے پاس صوفے پر بیٹھاتے
ہوئے کہتا ہے۔۔

لالا وہ کب آئیں گے۔۔؟؟ عارش کے سینے پر سر رکھتے ہوئے
عمایہ معصوم بچوں کی طرح پوچھتی ہے۔۔

وہ آنے والے ہیں جلدی آجائیں گے۔!! عمایہ کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہتا ہے۔

اور خان بابا وہ کہاں ہیں کل رات بھی نہیں ملے ہم سے اور اب
بھی۔۔؟؟ عمایہ عارش کے سینے سے سراٹھا کر عارش کے چہرے کی
طرف دیکھتے ہوئے پوچھتی ہے۔

وہ پنچائیت کے کام میں مصروف ہیں اسی کے چکروں میں الجھ کر
وہ دن رات ایک کر رہے ہیں۔

عارش گہری سانس لیتے ہوئے کہتا ہے۔۔

اچھا لالا ہم کیسا لگ رہا ہے۔۔؟؟

عمایہ اٹھ کر دونوں بھائیوں کے سامنے گھومتے ہوئے ہنستے ہوئے پوچھتی ہے۔۔

عمایہ کو اس قدر آکسائیڈ دیکھتے ہوئے دونوں بھائی ہنس پڑتے ہیں۔۔

لالا ہم کو بتائے ہم کیسا لگ رہا ہے ہمارے پر نس کو ہم پسند آئیں گے

کیا۔۔؟؟ عمایہ اب زیان کی طرف مڑ کر پوچھتی ہے۔۔

تم نے اس سے شادی کرنی ہے جو اس کی پسند ناپسند ہی فکر کر رہی ہو۔؟؟

زیان عمایہ کو فراک تو کبھی دوپٹہ ٹھیک کرتے دیکھتے ہوئے پوچھتا ہے۔

ہاں کر لوں گی اگر وہ سچ مچ کے پرنس اور میرے خان بابا جیسے ہوئے تو۔!!!

عمایہ کہتے ہوئے ڈائمنگ ٹیبل کی طرف بڑھتی ہے اور اپنے لیے پانی

گلاس میں ڈالے دروازے کی طرف بڑھتی ہے۔

اور اگر وہ خان بابا جیسے نا ہوئے تو ان سے بالکل الگ ہوئے تو۔؟؟

عمایہ کو پانی پیتا دیکھ زیان پوچھتا ہے۔

زیان کی بات پر عمایہ فوراً سے پلٹ کر دروازے میں کھڑی زیان کو دیکھنے لگتی ہے۔

تو پھر میں دوبارہ پر نس کی شکل بھی نہیں دیکھو گی اور ان کا نام
بھی نہیں لوں گی کیونکہ مجھے خان بابا

جیسے آدمی پسند ہیں اچھے اور سچے جھوٹے دھوکے باز لوگوں سے
نفرت ہے۔۔۔ عمایہ کہتے ہی پانی کا گلاس لبوں سے لگاتی ہے۔۔
پر میں نے تمہیں کون سادھو کا دیا ہے۔۔؟؟

عمایہ کے پیچھے سے آواز آتی ہے آواز پر عمایہ فوراً سے منہ میں

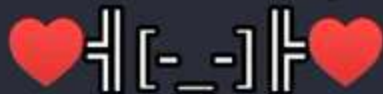
پانی بھرے ہوئے پلٹ کر پیچھے دیکھتی ہے اپنے سامنے آریان کو دیکھ عمایہ بڑی

بڑی آنکھیں کیے منہ میں بھرا پانی سیدھا آریان کے منہ پر فوراً کی طرح پھینک دیتی ہے۔۔۔"

"Dil E Ra_q sam

Episode 09 part 02

By sALEHA IQBAL



آریان کو عمایہ کا چہرہ دیکھنے سے پہلے ہی عمایہ پانی کا فوارہ
بنائے اس کے منہ پر مارے آریان کی آنکھیں بند کر چکی تھی۔

آریان کے منہ پر جیسے ہی پانی گرتا ہے آریان اپنی آنکھیں بند کیے اپنے لب بھینچ گیا تھا

آریان کی بند آنکھیں دیکھتے ہوئے عمایہ اپنے ہاتھ میں پکڑا ہوا پانی
کا گلاس اور مضبوطی سے پکڑ لیتی ہے۔۔

آریان اس وقت عمایہ کا چہرہ تو نہیں دیکھ پاتا
بے پرواہی آنکھیں بند جیسے ہی کرتا ہے وہ اپنے سامنے اپنے قریب
کھڑی عمایہ کی دھڑکنوں کو اس کے جسم سے آتی
خوشبو کو باسانی محسوس کر رہا تھا جیسے محسوس کرتے ہوئے
اس کی آنکھیں خود ہی کھلنے سے انکاری ہو رہی تھیں۔۔

عمایہ کی حرکت پر آریان کو دیکھتے ہوئے عارش اور زیان دونوں
صوفے سے اٹھ کھڑے ہوتے ہیں اور آریان کی طرف بڑھ رہے
ہوتے ہیں۔۔

آریان کی آنکھوں کو کھلتا دیکھ عمایہ اسی پل اس کے سامنے سے دوڑ کر زیان
کے پیچھے جا کھڑی ہوتی ہے۔۔

"What a nice welcome..!!"

اپنے منہ پر دایاں ہاتھ پھیرتے ہوئے آریان بڑبڑاتے ہوئے کہتا ہے۔۔

اسلام و علیکم۔۔!!! عارش آریان کی طرف رومال اور سلام کرنے کے

لیے بڑھاتے ہوئے اسے سلام کرتا ہے۔۔

و علیکم السلام۔۔!! سلام کا جواب دیتے ہوئے عارش کے ہاتھ سے ہاتھ ملاتے ہوئے

کہتا ہے اور اس کے ہاتھ سے رومال لے کر اپنے چہرے

کو صاف کرنے لگتا ہے۔۔

اسلام و علیکم۔۔!! زیان سلام کرتے ہوئے آریان کی طرف بڑھنے لگتا ہے

پر عمایہ اس کے پیچھے چھپے ہوئے اس کی شرٹ مضبوطی

سے اپنے ہاتھوں میں پکڑے ہوئے زیان کے قدموں کو روک دیتی ہے۔

زیان کے بڑھتے قدموں کو روکتا دیکھ آریان اس کے پیچھے چھپی
 لڑکی کو دیکھنے کی کوشش کرتا ہے
 پر عمایہ مکمل طور پر خود کو زیان کے پیچھے چھپائے کھڑی ہوئی تھی۔۔
 وعلیکم السلام۔۔!! عمایہ کو دیکھنے کی کوشش میں زیان کے سلام کا جواب دیتے
 ہوئے آریان آگے کی طرف بڑھتا ہے۔۔
 شرٹ چھوڑو عمایہ اب سلام کرو باہر نکل کر شادی کرنے کے لیے تو
 مری جا رہی تھی تم سلام تو تم سے کیا نہیں جا رہا ہے۔۔ زیان اپنی
 شرٹ اس کے ہاتھوں سے چھوڑواتے ہوئے کہتا ہے۔۔

لالانا کرے ہم نے نہیں کرنا سلام اور ان سے شادی تھوڑی کرنی ہے۔۔!!

عمایہ اپنا سر زیان کی کمر سے ٹپکاتے ہوئے کہتی ہے۔۔

کیوں اب پرنس کو دیکھتے ارادہ کیسنل کر لیا تم نے۔۔؟؟

اپنی گردن موڑے عمایہ کو دیکھنے کی کوشش کرتا بلکل دھیمی سی

آواز میں کہتا ہے۔۔

یہ ہمارے پرنس تھوڑی ہیں لالا کیسی باتیں کر رہی ہے تم"

عمایہ زیان کی کمر پر ہلکا سا تھپڑ مارتے ہوئے کہتی ہے۔۔

یہ ہے تمہارا پر نس لڑکی 17 سال پہلے کی شکل میں اور اب میں فرق
آگیا ہے شکل کے ساتھ ساتھ ان کا نام بھی یاد کر لیتی
تو آج پہنچاں تو پاتی تم۔۔!!
زیاں اپنے لب بکھینچتے ہوئے کہتا ہے۔
کیا یہ ہی وہ۔۔۔؟؟ عمایہ حیرانگی سے سراٹھا کر زیاں کے
سر کا پچھلا حصہ دیکھتے ہوئے پوچھتی ہے۔۔
ہاں میری ماں یہ ہی وہ تمہارے بچپن کا پر نس آریاں شاہ
خان بابا کے دوست "

زیان آریان کو اپنے سامنے کھڑا دیکھ عمایہ اس کو تعارف کرواتا ہے۔۔
 آہ۔۔۔ سوری وہ ہماری بہن تھوڑی سی shy type ہے تو اس لیے یہ
 ایسے کر رہی ہے۔۔!!

زیان گہری سانس لیتے ہوئے آریان سے زبردستی کا مسکراتے ہوئے کہتا ہے۔۔
 کوئی بات نہیں آپ کی بہن کو شرم آرہی ہے تو آنے دیں ورنہ آج کل کی لڑکیوں
 میں شرم نام چیز کہاں ہوتی ہے۔۔

آریان صوفے کی طرف بڑھتے ہوئے زیان کے پیچھے کھڑی
 عمایہ کے کپڑوں کو اس کے پیروں کو دیکھتے ہوئے کہتا ہے۔۔

آہ۔۔ تو یہ مجھے بے شرم بول رہے ہیں۔۔؟؟

عمایہ منہ ہی منہ میں بڑبڑاتے ہوئے خود سے کہتی ہے۔۔

پرانے زمانے کے آدمی آپ کو کیا پتا آج کل کی لڑکیاں کس قسم کی ہوتی ہیں

آئے بڑے مجھے بے شرم بولنے والے

گنداسا منہ بنائے گردن جھٹکتے ہوئے عمایہ بولتی ہے۔

آریان کی بات پر عمایہ گہری سانس لیتے ہوئے اپنا ایک ہاتھ اپنے

بالوں میں پھیرتی ہے۔۔

یہ چیز تو میری بہن میں بھی نہیں ہے پر پتا نہیں کیوں یہ اس وقت یہ

شرمارہی ہے۔۔"

زیاں عمایہ کے ہاتھوں کو اپنی کمر سے ہٹاتے ہوئے کہتا ہے پر عمایہ
ہاتھ ہٹانے کے بجائے زیاں کی کمر پر زور سے چبوتی
کاٹ دیتی ہے۔۔"

آپ بیٹھیں ناپلز زچھوڑیں اس کو تھوڑی دیر میں ٹھیک ہو جائے گی یہ خود ہی۔۔!!
عارش آریان کو صوفے کی طرف بیٹھنے کا ہاتھ سے اشارہ
کرتے ہوئے کہتا ہے۔۔

آریان صوفے پر بیٹھتا ہے اور نظریں عمایہ سے ہٹاتا ہے اور ایک نظر پوری
حویلی پر ڈالتا ہے۔۔

سائیں خان میں اب کیا پہلے جیسی طاقت نہیں رہی۔۔؟؟

آریان اپنے کوٹ کے بٹن کو کھولتے ہوئے صوفے پر بیٹھتے ہوئے

پوچھتا ہے۔

کیا مطلب۔۔؟؟ عارش اس کے سامنے والے صوفے پر بیٹھتے ہوئے

تجسس سے پوچھتا ہے۔۔

مطلب چوروں کی تعداد بڑھتی جا رہی ہے یہاں کل رات ایک سیاستدان کی

گھڑی کسی نے چرائی۔۔!!"

آریان پہلے عارش بھی زیان کی طرف دیکھتے ہوئے کہتا ہے۔۔

ایسا تو نہیں ہے خان بابا اور زر خان کے ہوتے ہوئے اس گاؤں میں
ایسا کوئی کچھ کرنے کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا ہے۔

اب کی بار زیان کہتا ہے۔۔

پر کسی نے سوچنے کے ساتھ ساتھ یہ کر کے بھی دیکھا یا ہے۔۔! آریان
زیان کی طرف ہلکی سی گردن جھکائے دیکھتے ہوئے کہتا ہے۔۔

آگرا اس نے چوری کی تھی آپ نے دیکھا تو آپ کو پولیس میں
رپورٹ کروانے چاہیے تھی ایسے چوروں کو سزا ملنے چاہیے آج کل کی نسل تو
تباہ ہی ہوتی جا رہی ہے۔۔

زیان غصیلے انداز میں گردن جھٹکتے ہوئے کہتا ہے۔۔

ٹھیک کہہ رہے ہو تم پر مزے کی بات پتا ہے کیا تھی وہ چور اصل میں ایک

چور نی تھی اس لیے میں نے اسے چھوڑ دیا

کمزور لڑکیوں کے ساتھ برا کرنا مجھے اچھا نہیں لگتا ہے۔

میں کمزور لڑکی نہیں ہوں۔۔۔!!!

آریان کہہ ہی رہا تھا کہ عمایہ جلدی سے زیان کے پیچھے سے

نکلتے ہوئے اس کے برابر میں کھڑی ہو کر اپنی کمر پر

ہاتھ رکھے آریان کو منہ پھلائے غصہ میں دیکھتی ہے اور غصیلے انداز میں کہتی ہے۔

عمایہ کو سامنے آتا دیکھ آریاں پر سکون سی گہری سانس لیتے ہوئے
 اپنے منہ میں زبان گھوماتے ہوئے ٹانگ پر ٹانگ
 رکھے صوفے سے پشت ٹیکاتا ہے۔۔

آریاں کو غصیلی نظروں سے گھورتے ہوئے اس کے چہرے پر مسکراہٹ
 دیکھتے ہوئے عمایہ ایک نظر اپنی گردن گھوما
 کراپنے دونوں بھائیوں کی طرف دیکھتی ہے جو اسے عجیب
 نظروں سے دیکھ رہے ہوتے ہیں۔۔

میں نے تمہاری بات تو نہیں کی تھی۔!!
 آریاں عمایہ کو دیکھتے ہوئے کہتا ہے جو ہکا بکا ہوئی
 اپنے سامنے موجود مردوں کو دیکھ رہی تھی۔
 ہاں انہوں نے تمہاری بات تو نہیں کی ہے پھر تم کیوں بولی۔؟؟
 زیاں سر جھکائے عمایہ کو دیکھتے ہوئے پوچھتا ہے۔
 و۔۔ وہ لا لا گاؤں میں یہ سب کرنے کا ڈیپارٹمنٹ میرا ہے
 نا جیبوں پر ہاتھ صاف تو میں ہی کرتی ہوں نا۔!!

عمایہ کمر سے ہاتھ ہٹاتے ہوئے پیچھے کی طرف مڑتے ہوئے زیان کی
 بازوؤں پکڑے اسی اپنے ساتھ جھکائے بالکل دھیمے سے
 کھسپاتے ہوئے کہتی ہے۔۔

ہاں یہ تو میں بھول گیا تھا۔۔۔!! زیان عمایہ کی بات سنتے ہی بول پڑتا ہے۔۔
 میں مہمان آیا ہوں خاطر تواضع نہیں کرو گے میری۔۔؟؟
 کیوں اوپر کا ٹکٹ ساتھ ساتھ کروا کر آئیں ہیں جو اتنی جلدی ہو رہی
 ہے خاطر داری کروانے کی آپ کو آنکھل۔۔؟؟

آریان کی بات پر عمایہ فوراً سے پلٹتے ہوئے اپنے الفاظوں پر زور دیتے ہوئے اس کے
چہرے کو دیکھتے ہوئے کہتی ہے۔۔

میرے اوپر کے ٹکٹ کا تو پتا نہیں پر کسی کے جیل جانے کا ٹکٹ کروانا ہے
میں نے تو جلد بازی کرنی تو بنتی ہے۔۔!!

آریان کہتے ہوئے صوفے سے اٹھ کھڑا ہوتا ہے اور عمایہ کی طرف
بڑھتے ہوئے کہتا ہے۔۔

مجھے دیکھ کر کیوں بول رہے ہیں آپ یہ۔۔۔؟؟

عمایہ بوکھلاتے ہوئے کہتے ہوئے پیچھے کی طرف بڑھتی ہے۔

کیونکہ۔۔۔!!!

آریان کہتے ہوئے مزید عمایہ کی طرف بڑھتا ہے۔
 آریان اور عمایہ کو دیکھتے ہوئے زیان عمایہ سے تھوڑا سادور ہونے
 لگتا ہے پر عمایہ اسے کھینچ کر اپنے
 ساتھ کھڑا کر لیتی ہے۔

خیر چھوڑو بول دوں گا تو دل ٹوٹ جائے گا ویسے تم ہو کون۔۔!!
 آریان اپنے قدم روکے اپنے کوٹ کو ٹھیک کرتے ہوئے پوچھتا ہے۔۔
 آپ سے مطلب۔؟؟ عمایہ گہری سانس لیتے ہوئے کہتی ہے۔

مطلب ہے تو ہی پوچھ رہا ہوں میں ان دونوں سے واقف ہوں میں پر
تم کون ہو یہ جاننے کے لیے بڑا ہی بے تاب ہو رہا ہوں میں۔

خان بابا کی گڑیا ان کی بیٹی عمایہ خان ہے یہ "

صوفے پر بیٹھا ہوا عارش آریان کی پشت کو دیکھتے ہوئے کہتا ہے اور کہتے ہوئے صوفے
سے اٹھ کھڑا ہو کر عمایہ کی طرف بڑھتا ہے۔۔

خان بابا کی بیٹی اور ہم خانوں کی اکلوتی بہن ہے یہ "

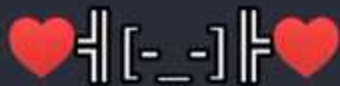
عارش زیان دونوں عمایہ کے ساتھ کھڑے ہو کر عمایہ کا تعارف
کرواتے ہیں۔۔

اس کو لڑکی کس نے دے دی جو اس کی ایسی اولاد اس دُنیا میں آئی۔۔!!

میں خان بابا کی اصل بیٹی نہیں ہوں پر ان کی بیٹی ہوں میرے بابا
کے بارے میں ایسا ویسا کچھ مت بولیں میں برداشت نہیں کروں گی

آنکل۔۔!!

آریان کو مڑتا دیکھ عمایہ جلدی سے غصیلے لہجے میں بول پڑتی ہے۔۔
عمایہ کی بات پر آریان کے آگے ہی طرف بڑھتے ہوئے قدم رک جاتے ہیں
اور آریان اسی پل پلٹ کر مڑ کر حیران کن نظروں سے عمایہ کو
دیکھتا ہے جیسے اسے دیکھتے ہوئے آریان کو شو کڈ لگا ہو۔۔!!



"آ۔۔ آپ شادی شدہ ہیں۔۔؟؟" ادا دھڑکتے ہوئے دل سے اپنے دل پر ہاتھ رکھتے ہوئے پوچھتی ہے۔۔

"نہیں تو۔۔!!" عباس کہتا ہے اور ادا کو سانس آتی ہے۔۔

"تو پھر آپ کے بچے کہاں سے آئے۔۔؟؟"

اپنے دل سے ہاتھ ہٹاتے ہوئے پوچھتی ہے۔۔

وہی سے جہاں سے سب کے آتے ہیں ایک ہی طریقہ تو ہے بچوں کو

دنیا میں لانے کا کیسے سوال کر رہی ہو تمہیں وہ طریقہ نہیں پتا ہے کیا۔۔؟؟"

اپنی کمر سے ہاتھ ہٹاتے ہوئے اپنے ہاتھ میں پکڑے فون کی طرف
دیکھتے ہوئے کہتا ہے جہاں فون پر عارش کے آریان کے پہنچنے کے میسجز
آئے ہوئے تھے۔۔

ہاں مجھے وہ طریقہ پتا ہے پر آپ کے تین بچے شادی کے بغیر ایسے کیسے۔۔؟؟'
ادا پوچھتے ہوئے عباس کے بالکل سامنے اس سے ایک قدم کے
فاصلے پر آکھڑی ہوتی ہے کہ عباس اپنا قدم پیچھے کی طرف اٹھاتا ہے۔
آپ کی کتنی گرل فرینڈز رہ چکی ہیں۔۔؟؟'
ادا سر اٹھا کر بڑی بڑی آنکھیں کیے پوچھتی ہے۔

ایک بھی نہیں استغفرُ اللہ یہ گرل فرینڈ بوئے فرینڈ والا حرام کام میں نہیں کرتا ہوں"

ادا کے ماتھے پر اپنی شہادت کی انگلی رکھتے ہوئے عباس

اسے خود سے دور رہتے ہوئے کہتا ہے۔۔

"اچھا تو یہ جو بنا شادی کے تین اولاد دنیا میں لے آئیں

ہیں یہ کون سی نیکی کا نتیجہ ہے۔۔؟؟"

اپنے ماتھے سے عباس کی انگلی ہٹاتے ہوئے عیسیٰ آواز میں کہتی ہے۔۔

تم شک کر رہی ہو مجھ پر۔۔؟؟ 'غصہ میں کہتا پوچھتا ہے۔

شک نہیں پورا پورا یقین ہے یہ معصوم سی بڑھاپے والی شکل ہے

پیچھے پکا جوانی کا حرامی انسان ہے جو ایک نمبر کا

عیاش تھا جس کی عیاشیاں اب سب کی نظروں میں آنے لگ گئی ہیں"

ادا گند اسامندہ بنا کر عباس کو سر سے پیر تک دیکھتے ہوئے کہتی ہے۔

"خاموش خاموش ایسے کیسے الزام لگا رہی ہو مجھ پر

میں انتہائے معصوم قسم کا انسان ہو یہ الٹے سیدھے کام مجھے نہیں آتے ہیں کرنے۔

اپنا فون کوٹ کی جیب میں ڈالتے ہوئے اپنے کوٹ کو ٹھیک کرتے

ہوئے کہتا ہے۔

آں۔۔ ہاں دیکھائی دے رہی ہے مجھے آپ کی معصومیت

آپ کے تین تین بچوں کی صورت میں "

ایسے رہتے نہیں معصوم "

ادامنہ چڑھاتے ہوئے کہتی ہے اور کہتے ہی اپنا منہ دوسری طرف موڑ لیتی ہے۔۔

"دیکھو شادی کرنی ہے شادی کرو دماغ خراب مت کرو میرا "

ادا کی پشت کو دیکھتے ہوئے کہتا ہے۔۔

اور یہ جو میرا کر دیا ہے دماغ خراب اس کا کیا۔۔؟؟

ایک تو بڑھا شوہر مل رہا تھا یہ ہضم کرنا مشکل ہو رہا تھا اب وہ
 بڑھاتین بچوں کا باپ یہ سن کر تو دل ہی بند ہو رہا ہے میرا "
 ادا بلکل دھیمی سی آواز میں اپنے پیروں کی طرف دیکھتے ہوئے کہتی ہے۔۔
 ٹھیک ہے مجھے آپ کے ساتھ آپ کے بچے بھی قبول ہیں پر آپ مجھے
 پر پوز کریں۔۔!!

ادا پھر سے گھوم پھر کر انہی باتوں پر آ جاتی ہے۔۔
 تم پھر شروع ہو گئی ہو سکون نہیں آرہا ہے تمہیں۔۔؟؟
 ادا کی طرف ایک قدم بڑھاتے ہوئے کہتا ہے کہ خود ہی رک جاتا ہے۔۔

آپ کر دیں نا آپ کو پتا ہے مجھے دلہن بننے کا بہت شوق ہے پر قسمت

نے مجھے دلہن کے بجائے ایک طوائف بنا دیا ہے

اب زبردستی ہی سہی مجھے دلہن بننے کا موقع مل رہا ہے تو آپ یہ

چھوٹی سی بات مان جائیں نا۔۔!!

ادارو تلو سی شکل بناتے ہوئے سائیں خان کے چہرے کو دیکھتے ہوئے اس کی آنکھوں

میں دیکھتے ہوئے کہتی ہے۔

لڑکی مجھے جھکنا نہیں آتا ہے۔۔!!

ادا کی آنکھوں میں آتی ہوئی نمی کو دیکھتے ہوئے بے بس سے انداز میں کہتے ہیں۔۔

خان کردے ناپلرز زرز۔۔۔!!! ادا نم آنکھوں سے معصومانہ انداز میں خان

کے چہرے کو دیکھتے ہوئے پیار سے التجائے انداز میں کہتی ہے۔۔

رو و مت۔۔ ٹھیک ہے کرتا ہوں۔۔!!!

سائیں خان کی سانسیں جیسے اس وقت اس سے دور ہونے والی تھی دھڑکنیں جواتنی

تیزی سے بڑھنا شروع ہو گئی تھیں۔۔

عباس ایک نظر ادا جو تو ایک نظر پورے کوٹھے کی طرف دیکھتا ہے

جس جگہ آنے سے اسے نفرت تھی اس کے سامنے کھڑی

لڑکی کی وجہ سے وہ دودفعہ اس جگہ پر آچکا تھا۔۔

جن عورتوں کے وجود سے اس کو نفرت تھی کچھ معصوم کی
بچیوں کی رہائی کے لیے ان کی بہتر زندگی کے اور دوسرے گاؤں کے سردار کو
دیے چیلنج کو پورا کرنے کے لیے

سردار عباس خان طوائفوں سے ان کے وجود سے نفرت کرنے والا آج
ایک طوائف سے شادی کرنے کے کوٹھے میں کھڑا ہوا تھا
صرف کھڑا نہیں تھا اپنے سامنے کم عمر طوائف کو دیکھتے ہوئے
اس کے کہنے پر اپنے گڈھنوں کے بل زمین پر بیٹھنے جا رہا تھا

جبکہ اسے سر جھکانا گڈھنوں کے بل آنا صرف اور صرف اپنے اللہ کے سامنے

پسند تھا پر اللہ کے بعد ادا بائی وہ واحد شخص تھی

جس کے سامنے خان جھکنے جا رہا تھا۔!!

"وہ دنیا کا پہلا مرد اور کشمیر کا سردار جو کبھی کسی

کے سامنے سر نہیں جھکاتا" سر کیا اسے اپنی نظریں جھکانا کا مسئلہ لگتا تھا۔

وہ ایک ایسا سردار جیسے طوائفوں کے وجود سے

ان کے نام سے نفرت تھی پر آج وہ ایک طوائف کے کہنے پر اپنے گڈھنوں کے بل

زمین پر بیٹھے اسے پر پوز کر رہا تھا"

"جبکہ اسے یہ کرتے ہوئے اس سے شدید نفرت تھی"

عباس مطیبہ اور اس لڑکے کے ساتھ ساتھ دھیرے دھیرے پورے
 کوٹھے میں اپنے اپنے کمروں سے نکلتی ہوئی انگلیاں طوائفوں کے سامنے ایک گڈھنا
 زمین پر ٹیکائے دوسرا کھڑا کیے اپنے ہاتھوں کی مضبوطی سے بندھی
 ہوئی مٹھیوں کو دھیرے دھیرے سے کھولتے ہوئے
 عباس ہوا میں بلند کرتا ہاتھ ادا کی طرف بڑھاتا ہے۔۔۔
 ادا کیا مجھے اپنے نکاح میں قبول کرو گی۔۔۔؟؟

ادا میں تم سے شادی کرنا چاہتا ہوں پلزم مجھے اپنے نکاح میں قبول کرو۔!!"

اپنا ایک ہاتھ کمر پر رکھے ہوئے دوسرا ہاتھ ادا کی طرف بڑھائے ہوئے

سردار عباس خان سر اٹھا کر ادا کے چہرے کی طرف

دیکھتا ہوا کہتا ہے جس کی آنکھوں میں نمی تھی پر یہ وہ واحد

وقت تھا جب ادا کے لبوں کو کفل لگا ہوا تھا

اس کی آنکھوں سے آنسوؤں بہہ رہے تھے پر لب خاموش ہونے کے باوجود

بھی مسکرا رہے تھے۔

مجھے قبول ہیں آپ"

اداسائیں خان کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دیتے ہوئے کہتی ہے کہ کوٹھے
میں موجود طوائفوں کی حیران کن نظروں
کے ساتھ ان کی حیران کن باتوں کی گونج کی آوازیں پورے کوٹھے
میں پھیلنے لگ گئی تھیں۔۔

ادا کی نم آنکھوں میں اپنے ہاتھ میں اس کا ہاتھ دیکھتے ہوئے دوپیل کے لیے سائیں
خان ادا کے چہرے کو سرخ ہوتا دیکھتا رہتا ہے پر جلد ہی خود کو
کمپوز کرتا ادا کا اپنے ہاتھ سے چھوڑے اس کے سامنے
اٹھ کھڑا ہوتا ہے۔۔

تمہاری بات مان لی میں نے اب تمہاری باری منہ ہاتھ دھو لو پھر نکاح

کر دو اور پھر مجھے ان بچیوں سے ملو اوں اور

ان کی رہائی بھی دو۔۔۔!!

ادا کے چہرے کو دیکھتے ہوئے اپنے دانت کو پیستے ہوئے اپنی غصہ

میں دماغ کی شریان کو پھٹنے سے روکتے ہوئے اٹل

لہجے میں کہتا ہے۔۔

منہ ہاتھ دھو کر نکاح نہیں کرنا میں نے طوائف سے دلہن بننے کا

موقع مل رہا ہے مکمل طور پر دلہن بنو گی میں آدھا گھنٹہ انتظار کریں میں ابھی آئی دلہن بن کر۔۔!؛

ادا کہتے ہی جانے لگتی ہے عباس کو کراس ہی کرتی ہے کہ عباس
اسے بازوؤں سے پکڑے روک دیتا ہے۔

ضرورت نہیں ہے سجنے سنورنے کی جو پہنا ہے بہت ہے منہ دھو نکاح
کرو مولوی آگئے ہیں۔۔

عباس کہتے ہوئے دروازے کی طرف اشارہ کرتا ہے جہاں مولوی
صاحب دو عباس کے گارڈز کے ساتھ کوٹھے کی چوکھٹ
پر کھڑے ہوئے تھے۔۔

آدھا گھنٹہ اور انتظار کر لیں 12 بجنے میں ابھی ڈیڑھ گھنٹہ باقی ہے ویسے بھی "
ادا مولوی صاحب کو دیکھتے ہوئے کہتی ہے۔۔

ضرورت نہیں ہے۔۔ اپنے الفاظوں کے ساتھ ساتھ ادا کی بازوؤں پر بھی
 زور دیتے ہوئے کہتا ہے۔

مجھے ضرورت ہے ایک نئی زندگی کی طرف پہلا قدم رکھنے جا رہی ہوں مجھے
 ہر چیز نئے طریقے سے چاہیے"

ادا کہتے ہی عباس کے ہاتھ سے اپنا بازوؤں چھوڑ والیتی ہے اور
 سیدھا اپنے کمرے کا رخ کرتی ہے ادا کے

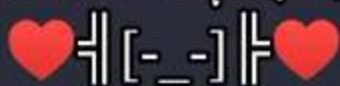
پیچھے پیچھے مطیبہ بھی اس کے کمرے کی طرف بڑھتی ہے۔۔

ادا کو جاتا دیکھ سائیں خان گہری سانس لیتے ہوئے سر اٹھاتے ہی ہیں کہ

اپنے سامنے انگلیت لڑکیوں کو جن میں زیادہ تر جوان ہی تھیں ان سب
 کو دیکھتے ہوئے غصہ میں اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے
 ہوئے اپنے گارڈز کو ان سب لڑکیوں کو نظر سے ہٹانے کا اشارہ کرتا ہے۔
 سائیں خان کے ایک اشارے پر گارڈز اپنے باقی باہر کھڑے گارڈز کو بلائے پہلی
 دوسری منزل میں جتنی بھی لڑکیاں تھیں ان سب کو اپنی
 گنوں سے ڈرا کر واپس کمروں میں بند کر دیتے ہیں۔۔
 سائیں خان ایک نظر مولوی صاحب کی طرف دیکھے انہیں اندر
 جھومر کے نیچے پڑے ٹیبل پر بیٹھنے کا اشارہ کرتا ہے

سائیں خان کے اشارے پر مولوی صاحب سر جھکاتے ہوئے ٹیبل پر آ
 بیٹھتے ہیں اور نکاح کے کاغذات ایک فائل
 میں سے نکالے اپنے سامنے والے ٹیبل پر رکھتے ہیں۔
 انہیں کاغذات رکھتے دیکھ سائیں خان ایک گہری سانس لیتے ہوئے
 کوٹھے کے دروازے میں جا کھڑا ہوتا ہے
 وہاں کھڑا ہوتا ہے کہ باہر کھڑے لوگوں کا ہجوم دیکھتے ہوئے
 سائیں خان ایک ہی سخت نظر ان سب کے وجود پر ڈالتے ہوئے ان کی سانسیں
 حلق تک خشک کر دیتا ہے۔

سائیں خان کی سخت نظریں خود کی طرف دیکھتے ہوئے وہاں
کھڑے مرد اور عورتوں کی بھیڑ اسی پل نظروں سے
اوجھل ہونے لگتی ہے ان کے جاتے ہی عباس دروازے سے ٹیک لگائے
کھڑا ہو جاتا ہے ادا کے انتظار میں "



زر خان کے کمرے سے جانے کے بعد روو دھو کر علیزے خود کو
کمپوز کیے اپنا منہ دھو کر ہلکے پھلکے میک آپ سے بھی چہرے کو آزاد اور
صاف کیے اب نیچے حال میں سب کے پاس آرہی تھی۔

اپنے سر پر دوپٹہ سیٹ کرتے ہوئے سیڑھیوں کی طرف دیکھتے ہوئے
 تھوڑی سا ہی رونے سے آنکھیں ہلکی ہلکی ہلکی
 سو جھ گئی تھیں چہرے پر خاموشی سجائے عزیزے نظریں جھکائے
 سیڑھیوں سے نیچے اتر رہی تھی کہ حال میں
 دروازے کے ساتھ کھڑکی کے سامنے لگے ڈائمنگ ٹیبل پر بیٹھے ہوئے
 زر خان کی نظریں مسلسل عزیزے پر ٹپکی ہوئی تھی
 عزیزے کے رونے کے بعد معصوم سے چہرے پر آئے نیچرل گلو کو دیکھتے ہوئے
 زر خان کے ہونٹوں پر مسکراہٹ چھا رہی تھی

پر اس کے آس پاس بیٹھے ہوئے علیزے کے ماں باپ زر خان کے ماں

باپ اور زر خان کی چھوٹی بہن

ازنا جو ابھی 15 سال کی تھی سب ہنستے مسکراتے ہوئے

باتیں کرتے بار بار زر خان کو دیکھ رہے ہوتے ہیں

اس لیے وہ اپنے چہرے پر آتی ہوئی ہنسی کو کنٹرول

کر رہا ہوتا ہے۔۔!!

اب کے ایک ساتھ لگے قہقہہ پر علیزے آخری سیر بھی سے اتر کر فوراً

سے سر اٹھا کر گھر والوں کو دیکھتی ہے جو ناشتہ کرنے کے ساتھ

ساتھ باتوں میں مصروف تھے۔۔

بھا بھی بھی آگئی۔۔!!

ازنا علیزے کو دیکھتے ہوئے کہتی ہے اور سب کی توجہ

اس کی طرف بڑھاتی ہے۔۔

ازنا کے بھا بھی کہنے پر اور سب کی مسکراتی ہوئی نظروں کو

دیکھتے ہوئے علیزے فوراً سے زر خان کی طرف دیکھتی ہے جو

کرسی سے پشت ٹیکائے اپنے ہاتھ میں کشمیری چائے کا کپ پکڑے علیزے کو دیکھتے

ہوئے لبوں سے لگا رہا تھا۔۔

بہت بہت مبارک ہو میرا بچہ۔۔!!

علیزے کی ماں رضوانہ بیگم جلدی

سے کرسی سے اٹھ کر علیزے کی طرف بڑھتے ہوئے اس کے چہرے کو
پیالے نما انداز میں اپنے ہاتھوں میں پکڑے اس کے ماتھے پر بوسہ دیتے ہوئے کہتی ہے۔۔

مبارک کس لیے۔۔؟؟ علیزے کو پتا تو تھا پر وہ پھر بھی انجان بنے پوچھتی ہے۔

ہم سب نے تمہارا رخصتی طے کر دیا ہے زر خان کو بہت جلدی ہے

تم کو اپنے گھر لے جانے کا اس لیے

کل رات کو تمہارا رخصتی رکھی ہے۔۔!!

رضوانہ بیگم کہتے ہوئے دوبارہ علیزے کے ماتھے پر بوسہ دیتی ہیں۔۔

رضوانہ بیگم کے مبارکباد دینے کے بعد اقبال صاحب بھی علیزے کے

ہاتھ پر بوسہ دیتے ہوئے اسے اپنی دعائیں دیتے ہیں

ان کے بعد زر خان کے ماں باپ شمشیر عالم اور ان کی بیوی آمینہ

بیگم بھی سب سے آخر میں

ازنا علیزے کے سینے سے لگ کر اسے مبارکباد دیتی ہے۔۔

سب کے چہروں پر مسکراہٹیں سجی ہوئی تھیں پر علیزے کے چہرے

پر کوئی خوشی کے تاثرات نہیں تھے جو گھر والوں میں سے صرف

اقبال صاحب اور زر خان نوٹ کرتے ہیں۔

بابا۔۔؟؟ علیزے اقبال صاحب کے چہرے کو دیکھتے ہوئے انہیں
 پکارتی ہے علیزے کی آواز پر اقبال صاحب کے ساتھ ساتھ سب اس
 کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔۔

عمایہ کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے ہم ملنے جائیں اس کو۔۔؟؟ علیزے
 دھیمے لہجے میں پوچھتی ہے۔

آج کے دن تم کو اپنی شادی کا جوڑا لینے کے لیے جانا چاہیے
 دوست سے کل مل لینا۔۔!!

رضوانہ بیگم مسکراتے ہوئے کہتی ہیں۔

جب نکاح طے آپ لوگوں نے کیا رخصتی طے آپ لوگوں نے خود کی
ہے تو رخصتی کا جوڑا بھی خود کر لیں

اس میں میری مرضی جاننے کی کیا ضرورت ہے۔۔۔!!!
علیزے اپنی ماں کے چہرے کو دیکھتے ہوئے مایوسی سے کہتی ہے
اور کہتے ہی اسی پل حویلی سے باہر جانے کے لیے بڑھتی ہے
وہ دروازے تک پہنچتی ہی تھی کہ زر خان دروازے میں
اس کے سامنے دیوار بنے کھڑا ہو جاتا ہے۔۔

10 منٹ روکو میں یونیفارم چینج کر آؤں لے کر چلتا ہوں تمہیں۔۔!!

زر خان علیزے کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہتا ہے۔

مجھے گاڑی چلانے آتا ہے لالا میں خود جاسکتی ہوں ضرورت نہیں ہے آپ کی مجھے "

علیزے کہتے ہی زر خان کو کراس کیے حویلی سے باہر نکل جاتی ہے

علیزے کے جانے پر زر خان اپنی آنکھیں بند کیے گہری سانس لیتے ہوئے ایک نظر سب

گھر والوں کو دیکھتا ہے جو مایوسی سے اس کی

طرف دیکھ رہے ہوتے ہیں۔۔

رخصتی کی تقریب کی تیاریاں شروع کریں آپ سب اپنی بیوی کا
 موڈ ٹھیک کرنا آتا ہے مجھے "

زر خان چہرے پر ٹیڑھی مسکراہٹ سجائے کہتے ہوئے حویلی میں اپنے
 حصہ کی طرف بڑھتا ہے اور سیدھا اپنے کمرے

میں جائے اپنا یونیفارم چینج کرتا ڈریسنگ ٹیبل سے اپنا چشمہ

اٹھائے دروازے کے ساتھ پڑے ٹیبل کے سب سے اوپر والے دراز میں سے پولیس گاڑی کی

چابی لیے زر خان اپنے کمرے سے باہر نکلے حویلی سے باہر نکلتے ہوئے

اپنی آنکھوں پر گوگل لگائے

گاڑی میں سوار ہوتے ہوئے گاڑز کو دروازہ کھولنے کا کہتا ہے گاڑز
گاڑی کا دروازہ کھولتے ہیں اور زر خان اپنی پولیس جیپ لیے حویلی
سے باہر نکل جاتا ہے۔۔

ٹینشن کیوں لے رہے ہیں آپ سب زر خان نے کہا وہ اپنی بیوی کو
سنجھال لے گا تو وہ کر لے گا آپ سب رخصتی کی تقریب کی تیاری کریں۔۔
شمشیر صاحب سب کو دیکھتے ہوئے کہتے ہیں۔۔
مجھے لگا تھا کہ علیزے خوش ہو گی پر وہ تو ہوئی ہی نہیں۔۔!!
رضوانہ بیگم افسردگی سے کہتی ہیں۔۔

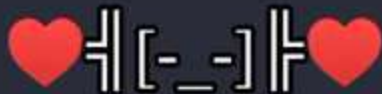
وہ بچی ہے اس لیے وہ اس وقت ایسا ریکشن دے رہی ہے پر زر خان
بچہ نہیں ہے وہ سنبھال لے گا ہماری شہزادی کو
آپ لوگوں کی شہزادی کو۔!! آئینہ بیگم رضوانہ بیگم کا ہاتھ پکڑتے
ہوئے مسکراتے ہوئے کہتی ہیں۔۔

ہم جانتے ہیں زر خان ہماری شہزادی کو محفوظ رکھے گا اسے سنبھال کر رکھے گا
اس لیے تو بچپن سے ہی علیزے کو زر خان کے نام کر دیا تھا۔۔
رضوانہ بیگم آئینہ بیگم کے چہرے کو دیکھتے
ہوئے کہتی ہیں۔۔

کب ہم سب کو پتا ہے کہ وہ ایک دوسرے کے لیے پرفیکٹ ہیں تو ان
کی زندگی کے اتنے بڑے دن پر مایوسی کیوں۔۔؟؟
آئینہ بیگم کہتی ہیں۔

خوشی سے بھرپور انداز میں ہم ان کی رخصتی کی تیاری کرتے ہیں۔۔!!
اب کی بار رضوانہ بیگم کہتی ہیں۔۔

ٹھیک ہے کرتے ہیں پھر۔۔!! اقبال صاحب کہتے ہیں اور اسی وقت
اقبال صاحب اور شمشیر صاحب اپنی اپنی جیب سے فون نکالے رخصتی کی
تیااریاں شروع کر دیتے ہیں۔۔



ہم پاگل ہے ہمارا شادی بچپن میں کرادیا اور اب ہمارا رخصتی اتنی
جلدی کروا رہا ہے سب کو بہت جلدی ہو رہا ہے
ہم کو اس جن کے پاس بھیجنا کسب کے سامنے تو اچھا بن جاتا
ہے زاکوٹا ہمارے سامنے ہی ان کو جن بنایا د آ جاتا ہے۔۔
خبیث کہیں کے نہیں کرے گا ہم رخصتی ہم رخصتی سے بھاگ جائے
گا۔۔

علیزے اپنا دوپٹہ اتار کر اپنی ساتھ والی سیٹ پر رکھے رکھے بھی
 نہیں غصہ میں پھینکے ہوئے گاڑی چلاتے ہوئے
 سڑک کی طرف دیکھے زر خان نے جو آج صبح کیا وہ سب سوچتے
 ہوئے علیزے غصہ میں اسٹیرنگ کو مٹھی میں جکڑتے ہوئے
 کہتی ہے کہ اچانک سے پیچھے سے زر خان کی گاڑی فل اسپید میں
 آتی ہوئی علیزے کی گاڑی کے سامنے سڑک پر درمیان میں
 کھڑی ہو جاتی ہے اور زر خان گاڑی سے نکل کر علیزے کی گاڑی کو اپنی طرف آتا دیکھ
 کر چلتی ہوئی گاڑی کی طرف بڑھ رہا ہوتا ہے۔۔

زر خان کی گاڑی کے اچانک سے آنے پر علیزے کہ گاڑی کا بیلنس بگڑ

جاتا ہے سامنے سے زر خان کو بنار کے اپنی چلتی

گاڑی کے سامنے آتے دیکھ علیزے بامشکل اپنی گاڑی کا بریک لگاتی

ہے بریک بھی عین اس وقت لگتا ہے جب زر خان گاڑی

کے پاس پہنچ چکا تھا آنکھوں پر چشمہ لگائے ہوئے زر خان غصیلی

نظروں سے گاڑی میں سوار علیزے کو دیکھتا ہے

جو خود بھی غصہ میں اس کو گھور کر دیکھ رہی ہوتی ہے۔

زر خان گہری سانس لیتے ہوئے ڈرائیونگ سیٹ کے دروازے کی طرف بڑھتا ہے

اور گاڑی کا دروازہ خود کھولے دوسرے ہاتھ سے دوسری سیٹ پر پڑا
 علیزے کا دوپٹہ اٹھاتے ہوئے علیزے کی سیٹ بیلٹ
 کھولے اسے گود میں اٹھاتا اس کی گاڑی سے دور کرتا اپنی گاڑی کے
 پاس لا کھڑا کرتا ہے۔۔

لا لا چھوڑیں مجھے۔۔!! زر خان کے سینے پر تھپڑ مارتے ہوئے کہتی ہے پر زر خان رکتا نہیں ہے
 علیزے کو اپنی گاڑی کے پاس لا کھڑا کیے اس
 کا دوپٹہ گاڑی کے بونٹ پر رکھتے ہوئے علیزے کے پیٹ پر ہاتھ رکھے اسے گاڑی کے
 دروازے سے پن کر دیتا ہے۔۔

اگر ایک قدم بھی آگے بڑھایا تو جو کرنے لگا ہوں اس میں تمہیں بھی
 حصہ دار کر دوں گا۔!!! زر خان اپنی آنکھوں
 سے چشمہ اتارتے سخت نظروں سے علیزے کی آنکھوں میں دیکھتے
 ایک زوردار ہاتھ گاڑی کے بونٹ پر مارتے ہوئے کہتا ہے
 اور کہتے ہی اپنا چشمہ بھی علیزے کے دوپٹہ پڑ رکھتے ہوئے پولیس
 جیپ کی پچھلی طرف جاتا ہے جیپ میں سے ایک
 سفید رنگ کی بڑا سا کین جس میں پیٹرول ہوتا ہے کین کا ڈھکن کھولتے ہوئے
 زر خان علیزے کی گاڑی کی طرف بڑھتا ہے

اور اس کی گاڑی پر پیٹرول چھڑکنے لگتا ہے۔۔
لالا۔۔۔؟؟ علیزے زر خان کو اس کی حرکت کو دیکھتے ہوئے جلدی سے
بولتے ہوئے اس کی طرف بڑھنے لگتی ہے
پر زر خان اسی پل ایک نظر ایک سخت تیش سے بھری نظر علیزے پر
ڈالے اس کے قدموں کو روک دیتا ہے۔۔
خان نہیں کریں۔۔!!
علیزے کی آنکھوں میں پھر سے آنسوؤں بھرنے لگ گئے تھے۔
اس طرف تو گاڑی کے ساتھ ساتھ تمہیں بھی جلا دوں گا۔!!

زر خان غصہ میں کہتا ہوا پھر سے گاڑی پر پیٹرول چھڑکنے لگتا ہے

پیٹرول چھڑکے گاڑی کو آگ لگانے کے لیے

لاسٹر جیب سے نکالتا ہے کہ علیزے مزید خود کو نہیں روک پاتی ہے

دوڑتے ہوئے اپنی گاڑی اور زر خان کے سامنے آکھڑی ہوتی ہے

آنکھوں میں آنسوؤں بھرے ہوئے تھے پر غصہ بھی آ رہا تھا اسے

غصہ مجھ پر ہیں تو مجھ پر نکالیں میری گاڑی کو کیوں

جلار ہے ہیں آپ۔۔!!

علیزے ڈرتے ہوئے روتے ہوئے کہتی ہے۔۔

کیونکہ تمہیں نہیں جلا سکتا اس لیے تمہاری کسی عزیز چیز کو جلا کر

راکھ کر خود کو سکون دوں گا۔۔!!

لائٹر کو جلاتے ہوئے علیزے کی نزدیک بالکل نزدیک آکر اس کے چہرے

کو اس کے آنسوؤں کے تر ہوتے گالوں کو باغور دیکھتے

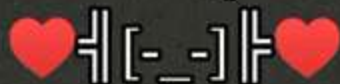
ہوئے کہتا ہے۔۔۔!!!

SALEHA IQBAL

”Dil E Ra_q sam

Episode 09 part 03 ☆

By sALEHA IQBAL ♣



میرے سامنے سے ہٹ جاؤ اس سے پہلے تمہیں چوٹ لگ جائے۔۔

زر خان اپنے قدموں کو پیچھے کی طرف اٹھاتے ہوئے کہتا ہے۔

م۔۔ میں ن۔۔ نہیں ہٹو گی م۔۔ میں ہٹو گی تو آپ میری گاڑی جلا دیں گے۔۔!!

علیزے روتے ہوئے سسکی لیتے ہوئے کہتی ہے۔۔

تو کیا چاہتی ہوں تمہیں بھی گاڑی کے ساتھ ہی جلا دوں پھر۔۔۔؟؟؟

لاسٹر کا ڈھکن بند کرتے ہوئے علیزے کے اور تیزی سے

بہتے ہوئے آنسوؤں کو دیکھتے ہوئے کہتا ہے پر اب لہجے میں اور

نظروں میں غصہ کی جگہ نرمی آگئی تھی۔۔

آ۔۔ آپ جلا ہی دیں مجھے بھی سارا دن مارنے کی دھمکیاں ہی دیتے

رہتے ہیں ویسے بھی آپ مجھے۔۔۔!!!

علیزے کہتے ہی اور زور سے رونے لگ جاتی ہے۔۔

علیزے کو روتا دیکھ زر خان پل کے لیے بوکھلا سا جاتا ہے لائٹر کو

واپس پیٹ کی جیب میں ڈالتے ہوئے

ایک گہری سانس لیتے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے زر خان اپنی

پیٹ پٹو سے پکڑے تھوڑی اوپر کرتا زمین پر گڈھنوں کے بل

علیزے کے سامنے بیٹھ جاتا ہے۔۔

علیزے کے رونے کی آواز پر نا جانے کیوں زر خان کے چہرے

پر مسکراہٹ چھانے لگ گئی تھی اسے علیزے کا رونا برداشت بھی نہیں ہو رہا تھا

پر اسے اچھا بھی لگ رہا تھا۔

علیزے کو خود سے ڈرتا پا کر زر خان کو آخر اس سے اپنی شدت سے

بڑھتی محبت کا احساس جو ہوتا تھا۔

اچھا رونا بند کرو نہیں کرتا میں تمہاری گاڑی کو کچھ بھی "

علیزے کے سر پر ہاتھ چہرے سے مسکراہٹ غائب

کرتے کہتا ہے۔۔

آپ نہیں مانتے میری بات آپ کریں گے مجھے پتا ہے نہیں کریں آپ

مجھ سے بات۔۔!!

علیزے بنا سراٹھائے اپنے سر پر سے زر خان کا ہاتھ ہٹاتے ہوئے کہتی ہے۔۔

نہیں کرتا میں کچھ بھی میرا بچہ یقین کر لو میرا۔۔۔!! زرخان اپنی
محبت سے چور لہجے میں چہرے پر مسکراہٹ سجائے کہتا ہے
کہ علیزے سراٹھا کر اس کی طرف دیکھتی ہے۔۔
آپ ہنس رہے ہیں مجھ پر مجھے پتا ہے آپ کو میں جو کر لگتی ہوں آپ کو تب ہی
تو مجھے ڈانٹتے ہیں اور مسکراتے ہیں آپ۔۔
علیزے زرخان کے چہرے کو دیکھتے ہوئے کہتی ہے اور کہتے ہی پھر
سے زور سے رو پڑتی ہے علیزے روتی ہے
اور زرخان علیزے کے رونے پر ناچاہتے ہوئے بھی قہقہہ لگا کر ہنس پڑتا ہے

زر خان بلند آواز میں قہقہہ لگا کر ہنس رہا تھا اور ساتھ ہی ساتھ

علیزے کو بازوؤں سے پکڑے اپنے سامنے کھڑا کرتا

ایک نظر اس کے چہرے کو آنسوؤں سے تر چہرے کو دیکھتے ہوئے

زر خان علیزے کو اپنے سینے سے لگا لیتا ہے۔۔

جس دن تم میری مسکراہٹ کی وجہ جان گئی نا اس دن سے تم میرے غصہ کرنے

اور ڈرانے کے بعد بھی نہیں روؤ گی "

میں مان رہا ہوں تمہاری بات نہیں کرتا کچھ بھی نا گاڑی کو نا ہی

تمہیں زر خان کی جان بستی ہے تم میں تمہیں کچھ کر کے مجھے سانس تھوڑی آئے گا۔۔!!

زر خان علیزے کو اپنے سینے سے لگاتا اس کی کمر ہے گرد اپنی

بازوؤں کا حصار باندھتے ہوئے کہتا ہے۔

آپ ہنس کیوں رہے ہیں پھر۔۔۔؟؟

علیزے زر خان کے سینے پر سر کے ساتھ ساتھ اپنا ہاتھ رکھ کر پوچھتی ہے۔۔

کیونکہ میرا دل کر رہا ہے تمہیں روتا دیکھ تمہیں کھا جانے کو اس خیال سے ہی

مجھے ہنسی آرہی ہے اب میں ہنسون بھی نا۔۔؟؟

زر خان علیزے کی کمر پر باندھے ڈھیلی ڈھیلی سے چٹیاں میں بالوں

کو اپنے ہاتھ میں پکڑے

اس کے بالوں کی نوک کو اپنے ہاتھوں میں مسلتے ہوئے پیار سے کہتا
ہے چہرے پر مسکراہٹ پھر سے چھانے لگ گئی تھی۔۔

م۔۔ میں نے ایسا تو نہیں کہا ہے پر م۔۔ میں آپ سے شادی نہیں کروں گی پھر بھی۔۔!!

علیزے خود کو زر خان سے دور کرتے ہوئے کہتی ہے۔۔
پر ہماری شادی پہلے ہی ہو چکی ہے بچہ آگرنا ہوئی ہوتی تو ضرور
تمہاری بات مان جاتا میں۔۔

زر خان اسے چھوڑنے کے بجائے اپنے سینے سے دوبارہ لگائے کہتا ہے۔۔

میں میرا مطلب رخصتی سے تھا۔۔۔!!!

علیزے فوراً سے اپنی بات کو درست کرتی ہے۔۔

وہ تو کرنی پڑے گی تمہیں اس کے علاوہ اور کوئی اوپشن نہیں ہے

تمہارے پاس۔۔!!

دیکھا پھر سے آپ مجھے دھمکی دینے لگ گئے ہیں م۔۔۔ میں

بابا کو بتاؤں گی وہ نہیں کروائیں گے پھر رخصتی۔۔۔!!

علیزے کہتی ہے اور پھر سے زور سے رونے لگ جاتی ہے علیزے کے رونے پر زرخان اب

کچھ نہیں کہتا ہے کچھ پل خاموش رہ کر اس کے رونے کی آوازیں سنتا رہتا ہے۔۔

اتنا برا لگتا ہوں میں تمہیں۔۔۔؟؟؟ زر خان سنجیدگی سے پوچھتا ہے۔۔

ہمم۔۔ بہت۔۔!!

علیزے سسکی لیتے ہوئے بالکل دھیمی سی آواز میں کہتی ہے۔۔

وجہ۔۔؟؟ زر خان مسلسل علیزے کے بالوں کو ہاتھ میں پکڑے اس کے

بالوں کو مسل رہا تھا اپنے ہاتھوں میں"

آپ گندے میری نہیں سنتے ہیں بس ڈانٹتے ہیں مجھے"

علیزے معصوم بچوں کی طرح زر خان کے سینے پر انگلی ایک ایک کر کے رکھتے ہوئے

اسے اس کی ہی شیکایت لگاتی ہے۔

اچھا رونا بند کرو نہیں دیتا دھمکی تمہیں میں۔۔۔!!

بس چپ ہو جاؤں اب۔۔۔!! علیزے کے سر پر بوسہ دیتے ہوئے کہتا ہے۔۔

علیزے اس کے حصار میں کھڑی زر خان کی بات سننے کے باوجود

بھی رونا بند نہیں کرتی ہے وہ رونے میں مصروف

ہوئی پڑی تھی۔۔

علیزے بس چپ ہو جاؤں بچے نہیں کہہ رہا ہوں میں کچھ تمہیں اب

نہیں کہوں گی ایسے نہیں روتے ہیں۔!!

زر خان علیزے کی کمر سہلاتے ہوئے کہتا ہے کہ اسے احساس ہوتا ہے

علیزے کے پاس نا کوئی دوپٹہ ہے نا ہی کوئی چادر ٹھنڈ میں وہ بنا کچھ
اوڑھے ہوئے کھڑی ہے۔۔

زر خان ایک نظر علیزے سے ہٹا کر سڑک پر ڈالتا ہے جہاں دور دور کر
کسی انسان کی ذات ناپا کر زر خان سکون
کا سانس لیتا ہے۔

علیزے آگرا بھی رونا بند کرو جو اتنا برا ڈانٹوں گا کہ تم بار بار مجھے
یاد کر کے صرف روئے گی میں مزید کچھ بولوا اس سے
پہلے چپ ہو جاؤ۔۔!!

علیزے کو خود سے دور کرتا اپنے سامنے کھڑا کیے اپنے ہاتھوں میں
پیالے نما انداز میں اس کا چہرہ پکڑے اپنے چہرے کے قریب کرتا
اس کا آنسوؤں سے بھیگا ہوا چہرہ صاف کرتے ہوئے
زر خان غصیلے انداز میں کہتا ہے۔۔

علیزے کی نرم آنکھوں لال ہوتے گال جو بار بار آنسوؤں صاف کرنے
کی وجہ سے لال ہو چکے تھے ان گالوں پر اپنا انگوٹھا
پھیرتے ہوئے کہتا ہے۔

زر خان اصل میں کہہ تو پریشانی سے رہا تھا کہ علیزے کو کہیں ٹھنڈ

نالگ جائے پر وہ اپنی پریشانی اپنی فکر مندی بھی

غصہ کی صورت میں ڈانٹ کی صورت میں ظاہر کر رہا تھا کیونکہ

زر خان کو عشق محبت تو کرنا آتا تھا پر عشق میں

محبوب کے ساتھ کس طرح رہا جاتا ہے اسے کس طرح منایا

جاتا ہے جس طرح اس کی نخرے اٹھائے جاتے ہیں

وہ اسے نہیں آتا تھا ایک تو وہ خود خاموش طبیعت کا مالک ایک غصیل آدمی

جیسے اپنی آنکھوں سے قہر برسانا آتا تھا ان آنکھوں سے محبت اور

پریشانی کیسے ظاہر ہوتی ہے اس بات سے وہ انجان تھا

اوپر سے ایک سخت قسم کا پولیس والا دوسروں سے نرمی سے

پیش آنے کے کام سے وہ کوسوں دور تھا۔!!

اب رونا بند کرو اور میری گاڑی میں شرافت سے بیٹھو جا کر۔!!

زر خان اپنی گاڑی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہتا ہے۔

زر خان کے غصہ پر اس کے پھر سے سخت لہجے میں ڈانٹنے پر علیزے

رونا تو بند کر دیتی ہے پر اس کی آنکھوں میں نمی پھر بھی بھر رہی تھی۔

علیزے جارہی ہو یا میں لے کر چلو۔۔؟؟ علیزے کی طرف بڑھتے ہوئے

گاڑی کی طرف بائیں ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے کہتا ہے۔

م۔۔ میری گاڑی پھر۔۔۔؟؟

اپنی گاڑی پر پیٹرول دیکھتے ہوئے پوچھتی ہے۔۔

میں اسے کلیننگ کے لیے بھجوادوں گا تم چلو دوسری گاڑی میں۔۔

نارمل لہجے میں کہتا ہے۔۔

جلائیں گے تو نہیں۔۔؟؟ بلکل دھیمے لہجے میں پوچھتی ہے۔

اگر میری موجودگی میں اس گاڑی میں دوبارہ بیٹھی تو ضرور

جلادوں کا بلکہ تمہارے ہاتھوں سے ہی اس کو جلو اؤں گا

ایک اور سوال کرو پھر دیکھو اس کے ساتھ اور تمہارے ساتھ کیا کرتا ہوں۔۔!!

کرو سوال۔۔ "زر خان کہتے ہوئے علیزے کی طرف بڑھتا ہے اور علیزے

زر خان کے مزید قریب آنے پر چھوٹے چھوٹے قدم اٹھائے زر خان کی

گاڑی طرف بڑھتی ہے بونٹ سے

اپنا دوپٹہ اٹھائے اپنے کندھوں پر ڈالتے ہوئے گاڑی کا دروازہ کھولتی

ہے کہ پھر رک جاتی ہے۔۔

"سنیں" مڑرک زر خان کو آتا دیکھتے ہوئے کہتی ہے۔

"سنائیں...!!"

پر سکون سے انداز میں جواب دیتا علیزے کی طرف بڑھتا ہے۔

"مجھے آپ کے ساتھ کہیں نہیں جانا ہے میں نے بس اپنی جانمن۔۔۔م۔

میرا مطلب عمایہ کے پاس جانا ہے"

علیزے انتہائی معصومانہ انداز میں کہتی ہے۔۔

"کیوں ڈر لگ رہا ہے پھر مجھ سے..؟؟" اپنی کمر پر ہاتھ باندھتے ہوئے

بناپلک جھپکائیں مسلسل علیزے کے چہرے کو

دیکھتے ہوئے ایک ایک قدم اٹھائے اس کی طرف بڑھتے ہوئے پوچھتا ہے۔۔

ن... نہیں تو م... میں کیوں ڈروں گی کسی سے بھی۔۔!!
اپنے دوپٹے کو سر پر اوڑھتے ہوئے ڈرتے ہوئے کہتی ہے پر زرخان کو
اپنا ڈر ظاہر کرنے سے پہلے ہی کہتے ہوئے اپنا منہ دوسری
طرف پھیر لیتی ہے۔۔

"اچھی بات ہے لگنا بھی نہیں چاہیے ابھی ایک رات باقی ہے۔
"ک... کس چیز میں...؟؟؟" زرخان گاڑی کے بونٹ کی طرف بڑھتے ہوئے
کہتا ہے کہ علیزے مڑ کر جلدی سے پوچھتی ہے۔

"ہماری سہاگ رات میں"

علیزے سے دو چار قدم کے فاصلے پر کھڑا ہوا اس کی آنکھوں
میں دیکھتے ہوئے کہتا ہے۔۔

علیزے کو جلدی سے گاڑی میں بیٹھا دیکھ زر خان کا ایک بات قہقہہ
ہوا میں چھوٹے لگتا ہے پر وہ خود کو کمپوز کر لیتا ہے

علیزے کو تنگ کرنے میں زر خان ہو بہت مزہ آتا تھا اس کے چہرے کے
کیوٹ سے ایکسپریشن دیکھتے ہوئے زر خان خود کو ہنسنے سے نہیں روک پاتا ہے۔۔
ابھی سے توبہ توبہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے ابھی پہلے
مجھے کچھ کر تو لینے دو پھر توبہ بھی کر لینا"

کہتے ہوئے ڈرائیونگ سیٹ کی طرف بڑھتا ہے۔۔

"م.. میں کچھ نہیں کرنے دوں گی آپ کو میرے ساتھ"

زر خان کو گاڑی میں بیٹھتا دیکھ کر کہتی ہے۔۔

ہمم... جیسے تم مکمل طور پر میری بنو گی اور میں تمہیں چھوڑ دوں گا"

گاڑی کا دروازہ بند کرتے ہوئے کہتا ہے۔

اٹے سیدھے وہم ناپالو میری جان

بہن بنانے کے لیے تمہاری رخصتی نہیں لے رہا ہوں "اپنی سیٹ بیلٹ

لگاتے ہوئے علیزے کو دیکھتے ہوئے بولا

اپنی سیٹ بیلٹ لگاتے ہوئے علیزے کو دیکھتے ہوئے بولا

"کسی وہم و گمان میں آپ بھی نہیں رہیں میں آپ

کی بیوی بھی نہیں بنو گی کبھی بھی "علیزے آنکھوں میں آنکھیں ڈالے دیکھتے ہوئے کہتی ہے۔

"تم صرف رخصت ہو کر میرے پاس آ جاؤ باقی تمہارے

ساتھ جو کرنا ہے وہ میں دیکھ لوں گا" کہتے ہی ہونٹوں پر شرارتی

مسکراہٹ سجا لیتا ہے۔

میں پولیس والوں کو شیکایت لگاؤں گی آپ کی اگر میرے ساتھ کچھ بھی کیا تو...!!"

غصہ میں چھوٹی چھوٹی آنکھیں کیے گھورتے ہوئے کہتی ہے۔۔

ایک پولیس والے کو پولیس کی دھمکی دے رہی ہو
تمہاری بہادری اچھی ہے پر میرے سامنے جتنی بہادری ہوگی
اتنا مجھے اپنے قریب پاؤ گی سوچ سمجھ کر کرو جو کرنا میں اب
کی بار قریب آیا تو بات صرف ہونٹوں تک قائم نہیں رہے گی
آگے جو ہو گا زمرہ دار تم ہو گی "

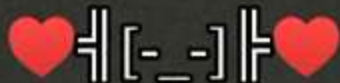
زر خان کہتے ہی آخر میں اپنی آنکھ و نک کرتا ہے۔۔
زر خان کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے اس کی بات سنتی ہے جیسے وہ
اپنی بات مکمل کیے اپنی آنکھ و نک کرتا ہے

علیزے اپنا منہ کھڑکی سے باہر کی طرف کیے گاڑی کے دروازے سے
چپک کر بیٹھ جاتی ہے۔۔

کہاں جانا ہے۔۔؟؟ زر خان اپنی ہنسی دباتے ہوئے پوچھتا ہے۔۔
جہنم میں۔۔!!

غصہ میں گہری سانس لیتے ہوئے بالکل دھیمی سی آواز میں کہتی ہے۔۔
ٹھیک ہے پھر وہی چھوڑ آتا ہوں آج تمہیں کل سے تمہارے بازو جنت
میں داخل ہونے کا سفر طے کروں گا میں"

زر خان چہرے پر ناختم ہونے والی مسکراہٹ سجائے کہتا ہے اور کہتے
ہی گاڑی اسٹارٹ کرتا خان حویلی کا رخ کرتا ہے۔۔!!"



یہ کیا کر رہی ہو تم۔۔؟؟ مطیبہ ادا کے کمرے میں ٹہلتے ہوئے ماتھے پر اپنا ہاتھ مسلتے ہوئے
رک کر ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے لال گہرے سرخ رنگ کے جوڑے میں
ملبوس جس پر پورا گولڈن کلر کا بے حد خوبصورت سا کام ہوا تھا
لہنگا برائیدل تھا پر ناکام زیادہ تھا نا ہیوری تھا
پر دیکھنے میں بے حد خوبصورت تھا۔۔

ہاتھوں میں لگی مہندی پر مزید اور مہندی لگائے اپنے ہاتھوں کو بھی
گہرے لال رنگ دیے اپنے دونوں ہاتھوں میں برائیدل چوڑیاں

گلے میں ایک گولڈن کلر کا چوکر پہننے جو اس کے گلے سے لگا ہوا تھا
کانوں میں سہارے والے جھمکے پہننے ہوئے بالوں میں
جوڑا بنائے جن کے سہارے جوڑے ہوئے تھے۔۔
ناک میں نتھلی پہننتے ہوئے آنکھوں پر گولڈن کلر کا میک آپ کیے جو
سمپل سا تھا پر آنکھوں پر لگے لائینز کی وجہ سے
اس کی آنکھیں عام دنوں کے میک آپ سے زیادہ پرکشش لگ رہی
تھیں ہونٹوں پر لال سرخ رنگ کی میٹ لپس اسٹک

لگائے ہوئے گالوں کو ہلکا ہلکا سا سرخ کیے ہوئے ادھر دن کے تیار ہونے
سے زیادہ آج خوبصورت لگ رہی تھی۔

ایک طوائف کے روپ سے ہٹ کر آج دلہن کا روپ لیے ادا آج سچ میں
بے حد بے تحاشہ خوبصورت لگ رہی تھی۔

سچی سنورتی تو وہ ہر دن تھی دن رات میک آپ میں ہی رہتی تھی
پر آج وہ ہلکے سے میک آپ میں دلہن کے جوڑے میں
ملبوس دلہن والے زیورات پہننے آج ادا ابائی نہیں

ایک طوائف نہیں ایک عام لڑکی لگ رہی تھی جس پر اس کے دلہن

بننے کا روپ چڑھ چکا تھا۔!!

ہاتھوں سے آتی مہندی کی ہلکی ہلکی سی خوشبوؤں کو سونگھتے

ہوئے ادا اپنے ناک میں نتھلی پہنتے ہوئے نظریں

اٹھا کر اپنے پیچھے بے چین کھڑی مطیبہ کو دیکھتی ہے۔۔

دلہن بن رہی ہوں۔ سینے ناک میں نتھلی پہنتے ہوئے مسکراتے ہوئے کہتی ہے۔۔

میں اس کی بات نہیں کر رہی ہوں ادا میں کچھ اور پوچھ رہی ہوں۔!!

مطیبہ ادا کی طرف بڑھتے ہوئے غصہ میں کہتی تھی۔

جو پوچھنا ہے صاف صاف پوچھو باتوں کے جال مجھے بیچھانا پسند ہے اس
کو سلجھانا نہیں۔۔!! ادا اپنی آنکھوں سے قاتلانہ انداز میں مطیبہ
کو دیکھتے ہوئے کہتی ہے۔۔

سائیں خان سے شادی کیوں کر رہی ہو۔۔؟؟
مطیبہ صاف الفاظوں میں پوچھتی ہے۔۔
کیونکہ خان پسند آگئے ہیں مجھے اس لیے۔۔!!
پر سکون سی گہری سانس لیتے ہوئے کہتی ہے۔

جھوٹ مت بولو میں جانتی ہوں خوبصورتی اور پیسہ متاثر نہیں کرتا ہے تمہیں اگر ایسا ہوتا

آج سے بھی دنیا کے امیر ترین اور خوبصورت لوگ تم سے ملنے کی
خواہش لیے پچھلے چار سالوں سے اس کو ٹھٹھے کے
چکر لگاتے ہیں پر تم ایک نظر ان کو دیکھنا گوارہ نہیں کرتی تھی پھر
اب خان میں ایسا کیا دیکھ لیا جو تم اس کے
علاؤہ اب کچھ اور دیکھنا گوارہ نہیں کر رہی ہو۔۔۔؟؟
مطیبہ کے لہجے میں تجسس تھا جو اس کی ادا کی ٹیکی ہوئی
نظروں سے صاف دکھائی دے رہا تھا۔

ادامطیبہ کی بات باغور سنتے ہوئے اپنے آپ کو آئینہ میں نظر بھر کر
دیکھتی ہے اور دیکھتے ہی مسکرا کر اٹھ کھڑی ہوتی ہے۔۔

جو میں خان میں دیکھا ہے وہ لفظوں میں بیان نہیں ہو سکتا ہے
کیونکہ میں بیان نہیں کر پاؤں گی اور یہ وقت بھی صحیح نہیں ہے

پ۔۔۔۔

اداڈرینگ ٹیبل کے شیشے سے نظریں ہٹا کر پلٹ کر مطیبہ کو
دیکھتے ہوئے اس کی طرف دیکھتی ہے اور اسکی طرف
بڑھنے لگتی ہے۔۔

پر اتنا جان لو اور خود کو سکون دے دو کہ مجھے خان کی جان بننا

ہے اور پھر جان لیو امراض سردار عباس خان میرا پہلی

نظر کا عشق ہے اور میری ہر حد سے پار نفرت کا بھی اکلوتے

وارث بھی 4 سال دوسرے مردوں کو ان کی خاطر نظر انداز کیا ہے

کیونکہ میں نے ان کا انتظار کیا ہے اب انتظار ختم ہوا اب نظر ملانے کا وقت ہو گیا ہے

وہ بھی اس شخص سے جس کا انتظار 4 سال ان

آنکھوں نے کیا ہے۔۔!!

ادامطیبہ کے چہرے کو دیکھتے ہوئے پہلے سنجیدگی سے کہتی ہے
اور پھر کہتے ہی مسکرا دیتی ہے۔۔

تم سائیں خان کو 4 سے جانتی ہو۔۔۔؟؟

مطیبہ ایک اور سوال سوالیہ نظروں سے دیکھتے ہوئے کرتی ہے۔۔
ہاں۔۔!! کیونکہ 4 سال پہلے مجھے کسی نے کہا تھا کہ میں دنیا کے ہر
مرد کو متاثر کرنے کی قابلیت رکھتی ہوں پر سردار عباس
خان کو نہیں وہ مجھ جیسی لڑکیوں کی طرف دیکھنا بھی اپنی انا
کامسلہ سمجھتے ہیں

پر دیکھو میں نے ان کی انا کو توڑ دیا گاؤں کا سردار جس کی کبھی
کسی کے سامنے سر جھکانا ضروری نہیں

سمجھا وہ میرے سامنے گڈھنوں پر بیٹھ گیا تھا جب کہ وہ اور میں
دونوں جانتے تھے کہ وہ مجھ سے میرے وجود سے کتنی

نفرت کرتے ہیں پر دیکھو میں نے خود سے نفرت کرنے والے مرد کو بنا
لڑے گڈھنوں پر جھکا دیا انہیں میرے وجود سے گھن آتی ہے ناپاکی
کا احساس ہوتا ہے اب میں اسی وجود ان کو

اپنا گرویدہ بنا دیا تو پھر لعنت ہو میرے کشمیر کی سب سے خوبصورت طوائف ہونے پر "

ادامطیبہ سے کہتے کہتے واپس ڈریسنگ ٹیبل کی طرف مڑے خود کو

آئینہ میں دور سے مکمل دیکھتے ہوئے اپنے دوپٹہ کو

ٹھیک کرتے ہوئے اٹل لہجے میں کہتی ہے۔۔

تو خان سے شادی صرف ان کی انا کو توڑنے کے لیے کر رہی ہو۔۔؟؟

کیا سچ میں یہ ہی وجہ ہے۔۔؟؟

ادا کی طرف ایک قدم بڑھاتے ہوئے پوچھتی ہے۔

خان کو توڑنے کے لیے کر رہی ہوں پر زبان سے ہتھیار سے لڑ کر نہیں

انہیں میں اپنی خوبصورتی سے توڑو گی ہر اوگی

اور ان کے ہاتھوں سے عزت کے ساتھ اپنے پیروں میں گھنگروں کو
ان سے اترواں گی

انہیں ایک رقص کرنے والی اور ایک جسم فروش کرنے والی لڑکی
میں فرق سمجھاؤں گی جن طوائفوں کی طرف وہ دیکھنا گوارہ
نہیں کرتے ہیں ان طوائفوں کے ساتھ بیٹھا کر کھانا کھلوائیں گی

سائیں خان کو طوائفوں کو نفرت کی نگاہ سے نہیں محبت کی نگاہ سے دیکھنا سکھاؤں گی "

ساری باتوں کا مختصر سا خلاصہ اتنا سا ہے مطیبہ

اسائیں خان کو اس طوائف سے عشق کرواؤں گی "

"دیکھ آج مجھے تیری نفرت سے محبت ہو گئی
میں ایک کوٹھے کی طوائف ایک طوائف سے تیری دلہن بن گئی

رقص کرنا جن کی مجبوری ہوا کرتی تھیں
اب وہ رقص کرنا میری خوشی بن گئی

سنا تھا تمہیں نفرت ہے ایک رقص کرنے والی لڑکی سے
دیکھ اب وہ کوٹھے کی رقص کرنے والی طوائف ایک طوائف سے
تیری دلہن بن گئی"

"سجنا سنور ناجن کی مجبوری ہوا کرتی تھیں
آج وہ تیرے لیے بڑے شوق سے سج سنور گئی

دل سے رقص کرنے والی میں دل رقص کی طوائف
دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر تیرے عشق میں رقص کرنے لگ گئی

دیکھ آج مجھے تیری نفرت سے محبت ہو گئی
میں ایک کوٹھے کی طوائف ایک طوائف سے تیری دلہن بن گئی"

ادا اپنے آپ کو ایک طوائف سے دلہن کے روپ میں دیکھتے ہوئے دل
ہی دل میں خود سے کہتی ہے "

خان انتظار کر رہے ہونگے چلنا چاہیے۔۔!!
ادا اپنے دوپٹہ کو ٹھیک کرتے ہوئے گردن موڑے مطیبہ کو دیکھتے
ہوئے اپنے لہنگے کو اپنے ہاتھوں میں پکڑے ہوئے
کمرے سے باہر نکل جاتی ہے۔

پیرؤں میں گولڈن کلر کی ہلکی سی ہیل والی سینڈل پہننے ہوئے اور
ان کے ساتھ اپنے گھنگروں کو پہننے ہوئے ادا

اپنے لہنگے کو سنبھالتے ہوئے چھوٹے چھوٹے قدم اٹھائے کمرے سے باہر جانے لگی۔
 کی طرف بڑھتی ہے۔۔

ادا کے انتظار میں حال میں ٹہلتے ہوئے خان بار بار اپنی گھڑی کی
 طرف تو کبھی موبائل کی طرف دیکھتے ہوئے
 ادا کے انتظار میں حال میں ٹہلتے ہوئے خان بار بار اپنی گھڑی کی
 طرف تو کبھی موبائل کی طرف دیکھتے ہوئے آدھے گھنٹے کے مکمل
 ہونے کا انتظار کر رہا تھا سائیں خان ادا کے انتظار میں ٹہل رہا تھا
 کہ گھنگروں کی ہلکی ہلکی سی آواز پر سائیں خان کے قدم رک جاتے ہیں
 دھڑکنیں تیری سے بڑھنا شروع ہو جاتی ہے۔۔

جو دل کچھ دیر پہلے اس طرح دھڑک رہا تھا جیسے وہ سینے میں نا
ہو اب وہ دل اتنی تیزی سے دھڑک رہا تھا
کہ سائیں خان کو اپنے دل میں اپنی دھڑکنوں کی آواز سنائی دے
رہی تھی جو پہلے تو تھوڑی تھوڑی سی آرہی تھی
پر سائی خان جیسے ہی مڑ کر ادا کی طرف دیکھتا ہے اسے دلہن کی
طرح سجا سنوارا دیکھتا ہے اس کے چہرے پر آئے ہوئے
دلہن کے روپ کر دیکھے سائیں خان کا دل اتنی تیزی سے دھڑک رہا تھا جیسے
وہ ابھی پسلیاں توڑ باہر نکل آئے گا۔

ادا کی طرف ایک قدم آگے بڑھانے لگتا ہے کہ سائیں خان کے کان میں

ایک الگ سی سیٹی کی آواز آتی ہے جیسے سنتے ہوئے

وہ فوراً سے مڑ کر اسی پل اپنے دل پر ہاتھ رکھتا خود کو کمپوز

کرنے لگتا ہے۔۔

عباس کو پلٹنا دیکھ ادا گردن موڑے مطیبہ کو دیکھتی ہے اور پھر

گہری سانس لیتے ہوئے عباس کی طرف بڑھتی ہے

ادا بڑھتی ہے اور اس کے پیروں میں بندھے ہوئے گھنگروں کی آواز خان کے

کانوں میں سنائی دیتی ہے

جیسے سنتے ہوئے خان کے چہرے سے ہر ایک سپریشن غائب ہو جاتے ہیں
اداسائیں خان کے پاس پہنچتی اس سے پہلے ایک قدم کے فاصلے پر
عباس مڑ جاتا ہے عباس مڑتا ہے اور ان دونوں کی آنکھیں آپس میں
ٹکراتی ہیں۔۔

ادا مسکراتے ہوئے خان کو دیکھ رہی تھی جبکہ عباس ایک دم خاموش
کو لڈ انداز میں ادا کے چہرے کو دیکھ رہا ہوتا ہے۔۔
کیسی لگ رہی ہوں میں۔۔؟؟ ادا اپنے لہنگے کی طرف دیکھتے ہوئے
اپنے دوپٹہ کو ٹھیک کرتے ہوئے خوشی سے بھرپور لہجے میں پوچھتی ہے۔۔

طوائف لگ رہی ہو "ادا کے چہرے کی خوشی کو دیکھتے ہوئے کو لڈ

انداز میں کہتا ادا کے چہرے سے

ہر خوشی کو ہر مسکراہٹ کو پل میں ہوا کر دیتا ہے سائیں خان کی

بات پر ادا سراٹھا کر عباس کی آنکھوں میں دیکھتی ہے

اور اپنے کی مضبوطی سے مٹھیاں بھینچ لیتی ہے۔

بھول گئی تھی کیا محفل سجانے نہیں جارہی ہو نکاح کرنے جارہی ہو

گھنگروں کیوں پہننے ہیں۔۔؟؟

ادا کے چہرے کو دیکھتے ہوئے بامشکل کی گہری سانس لیتے ہوئے

اپنی کمر پر ہاتھ باندھتے ہوئے کو لڈ انداز میں پوچھتا ہے۔۔

طوائف ہوں ناعادت سے مجبور ہوں ہمیشہ سچی سنورتی صرف

محفل سجانے کے لئے ہوں کبھی نکاح کیا نہیں

تو معلوم نہیں تھا کہ دلہن گھنگروں پہنتی ہیں یا نہیں۔۔۔!!

عباس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے ادا اپنے ٹوٹے ہوئے لہجے اور

عباس کی بات پر اپنی آنکھوں میں چھاتی ہوئی نمی کو

ضبط کرتے ہوئے ایک مضبوط انسان کی طرح اٹل لہجے میں کہتی ہے۔۔۔!!

عباس اور ادا دونوں ایک دوسرے کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہتے

ہیں اور کہتے ہی دوپل کی خاموشی اپنے درمیان سجائے ایک

دوسرے کو دیکھتے ہوئے اپنے ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچے

ہوئے اپنی اپنی جگہ کھڑے رہتے ہیں۔۔!!

سائیں خان وقت ہو گیا ہے۔۔!!! مولوی صاحب کی آواز پر دونوں اپنی

نظریں یہ دوسرے سے ہٹاتے ہیں۔۔

چلو۔۔!! ٹیبل کے سامنے ایک سائیڈ پر پڑے لائٹ اسکین کلر کے صوفے

کی طرف ادا کو اشارہ کرتے ہوئے کہتا ہے اور خود آگے کی طرف بڑھ جاتا ہے۔

سائیں خان کے پیچھے پیچھے ادا بھی خود کو کمپوز کیے صوفے کی
 طرف بڑھتی ہے پورے کوٹھے میں خاموشی اس وقت
 اتنی تھی کہ ادا چھوٹے چھوٹے قدم اٹھائے چل رہی تھی پر
 گھنگروں کی پھر بھی بلند آواز آرہی تھی جنہیں سنتے ہوئے غصہ
 میں عباس کے دماغ کی رگیں تن گئی تھیں۔۔

ادا اپنے لہنگے کو پکڑتے ہوئے خود کو کمپوز کیے ایک گہری سانس
 لیتے ہوئے عباس کے ساتھ پر تھوڑے سے فاصلے پر صوفے پر جا
 بیٹھتی ہے۔۔

آپ لوگوں کے نکاح کے گواہ کون بنیں گے۔۔؟؟

مولوی صاحب عباس سے پوچھتے ہیں۔۔

کوئی نہیں۔۔!! دو ٹوک لہجے میں جواب دیتے ہیں۔۔

کیوں کوئی بھی نکاح کر رہے ہیں آپ پورے طریقے سے کریں۔

گردن موڑے سائیں خان کے چہرے کو دیکھتے ہوئے کہتی ہے۔

میں یہ نکاح کیوں کر رہا ہوں وہ تم جانتی ہو بہتر ہے جو کر رہا ہوں وہ کرنے دو۔۔!!

گردن موڑے ادا کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے سخت لہجے

میں کہتا ہے۔۔

عباس کی بات پر ادا پانے ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچے اپنے اپنے
غصہ کو ضبط کرنے لگتی ہے مزید کچھ نہیں بولتی ہے۔۔
آپ لوگ اپنے ماں باپ کا نام بتائیں۔۔ مولوی صاحب نکاح کے کاغذات کی طرف
دیکھتے ہوئے کہتے ہیں۔۔

ماں باپ نہیں ہیں میرے اور نا ہی مجھے ان کا نام پتا ہے
ادا نظریں جھکاتے ہوئے کہتی ہے۔۔
آپ ایسے ہی نکاح کروائیں۔۔!!
عباس بے حد بے زاریت سے کہتا ہے۔

ٹھیک ہے۔!! مولوی صاحب کہتے ہی نکاح شروع کر دیتے ہیں۔۔

عباس خان ولد مجیب خان آپ کا نکاح ادا کے ساتھ سکھ رانج الوقت

طے پایا جاتا ہے کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے۔۔؟؟

مولوی صاحب نکاح کی شروعات خان سے کرتے ہیں

جس کے جواب میں وہ خاموش تھا اپنے ہاتھوں کو آپس میں مسلتے

ہوئے سائیں خان کی نظریں مسلسل اپنے ہاتھوں پر ٹپکی ہوئی تھیں۔۔

عباس خان ولد مجیب خان آپ کا نکاح ادا کے ساتھ سکھ رانج الوقت طے پایا جاتا ہے

کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے۔۔؟؟۔

مولوی صاحب اب دوبارہ پوچھتے ہیں اور عباس سانس لیتے ہوئے
ایک نظر ہاتھوں سے اٹھا کر ادا کو دیکھتا ہے جو خود اپنے ہاتھوں میں اپنے
لہنگے کو میچے بیٹھی ہوئی تھی۔

قبول ہے۔۔!! عباس ادا کے سرخ رنگ کے دوپٹہ سے دیکھتے ہوئے
چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے کہتا ہے
عباس کے قبول کرنے پر ادا فوراً سے سائیں خان کی چہرے کی
طرف دیکھتی ہے ادا جیسے ہی عباس کے چہرے کو دیکھتی ہے عباس
اپنا منہ پھیر جاتا ہے۔۔

ادا آپ کا نکاح عباس خان ولد مجیب خان سے سکھ رائج الوقت طے

پایا جاتا ہے کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے۔۔؟؟

ب ادا کی نظریں عباس کے چہرے پر تھی جو ہر تاثرات سے خود کو

آزاد کیے ہوئے تھا۔۔

قبول ہے۔۔۔!!! ادا جلد ہی بول دیتی ہے۔۔

اور مولوی صاحب مزید دوبار پوچھ کر ان کے نکاح کو مکمل کرتے ہیں نکاح نامے پر

دستخط کیے اپنے نکاح پر وہ مکمل کر چکے تھے۔"

مولوی صاحب نکاح کروائے سائیں خان کو مبارکباد دیے اور ادا کے ڈر
پر ہاتھ رکھے کوٹھے سے باہر عباس کے ایک گارڈ کے
ساتھ چلے جاتے ہیں ان کے جاتے ہی عباس صوفے سے اٹھ کھڑا ہوتا
ہے ادا کی نظریں نکاح کے کاغذات پر دیکھتے ہوئے ان
کاغذات کو اٹھاتے ہوئے کہتا ہے۔۔
رہائی کے کاغذات چاہیے مجھے اب۔۔!!
نکاح کے کاغذات پر دستخط کو دیکھتے ہوئے کہتا ہے۔۔

عباس کی بات پر ادا اپنی آنکھیں بند کیے ایک گہری سانس لیے اپنے
آپ کو ہر سوچ سے پر سکون کیے عباس کے سامنے اٹھ کھڑی
ہوتی ہے۔۔

مل جائیں گے لیکن اتنی جلدی کیا ہے۔!!
ادا عباس کے چہرے کو دیکھتے ہوئے کہتے ہی اسے کرا س کرتی
آگے کی طرف بڑھنے لگتی ہے۔۔۔
مجھے جلدی ہے مجھے واپس حویلی جانا ہے کاغذات دو مجھے۔!!"
ادا کو آگے کی طرف بڑھتا دیکھتے ہوئے غصہ میں کہتا ہے۔

حویلی صرف آپ نہیں جائیں گے میں بھی جاؤ گی بیگ پیک ہے میرا۔۔!!

ادا کہہ رہی ہوتی ہے اتنے میں مطیبہ اس کا سوٹ کیس لیے

اس کے کمرے سے باہر نکل رہی ہوتی ہے۔۔

تم کہیں نہیں جاؤ گی بات نکاح کی ہوئی تھی کر لیا میں نے اب مجھے ان بچیوں

سے ملو اوں اور اس قصہ کو ختم کرو

ادا کی طرف بڑھتے ہوئے نکاح کے کاغذات کو ہاتھ میں بھینچتے ہوئے کہتا ہے۔۔

میں نے کہا تھا خان میں رہائی دوں گی لیکن آپ کی بیوی بننے کے

بعد نکاح کے تین بول سے میں آپ کی بیوی نہیں بن جاؤں گی جس دن میں بیوی بن گئی

آپ نے مجھے اپنی بیوی مان لیا رہائی مل جائے اس سے پہلے ان کی
فکر نہ کریں ان سب کا میں بہت خیال رکھوں گی
آپ کی امانت سمجھ کر۔۔۔!!!

ادا چہرے پر مسکراہٹ سجائے کہتی ہے اور مطیبہ کی طرف بیگ
لینے کے لیے بڑھتی ہے ادا نے ایک قدم رکھا تھا اور ایک قدم
بھی آئے گھنگروں کی آواز نے سائیں خان کا دماغ مزید
گھوما دیا تھا۔

عباس لمبے لمبے ڈگ بھرتا ہوا ادا کے پاس جاتا ہے اسے جھٹکے سے کھینچتے ہوئے

اپنی طرف اس کا رخ موڑتا ہے ادا جیسے زور سے پلٹتی ہے وہ سیدھا
ہاتھوں میں پہننی چھوڑیوں کے ساتھ سائیں خان کے سینے
سے لگ جاتی ہے۔۔

تم میری بیوی کبھی نہیں بن سکتی ہو میں تمہیں بننے ہی نہیں دوں
گا۔۔!! ادا کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے اس کی بازوؤں
پر گرفت مضبوط کرتے ہوئے آنکھوں میں آنکھیں ڈالے کہتا ہے۔۔
ٹھیک ہے مت بنائیں اپنی بیوی میں بھی پھر دیکھتی ہوں ان لڑکیوں
کو طوائف بننے سے کون روکتا ہے۔

ادا اپنی بازوؤں چھوڑواتے ہوئے کہتی ہے۔۔

تم نے ڈیل کی تھی میں نے نکاح کر لیا تم اب مسئلہ کیا ہے تمہارے ساتھ۔۔۔!؟

عباس حلق کے غصہ میں بل دھاڑتے ہوئے کہتے ہیں۔۔

مسئلہ آپ کے ساتھ ہے میرے ساتھ نہیں جو بات ہوئی تھی

اسے پورا کریں میں نے آپ کے نکاح میں آنے کے لئے نہیں آپ سے

شادی کی ہے مجھے آپ کے ساتھ آپ کی بیوی بن

آپ کی ہی حویلی میں رہنا ہے۔۔

عباس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے اپنے الفاظوں پر زور دیتے
ہوئے کہتی ہے۔۔

ادا کی بات پر اس کی ڈھٹائی پر اب عباس کو وحیرانگی بھی نہیں
ہو رہی تھی وہ گہری سانس لیتے ہوئے ادا کی آنکھوں میں آنکھیں
ڈالے دیکھتے ہوئے اس کی طرف اپنا قدم بڑھاتا ہے۔

بہت شوق چڑھ رہا ہے میری بیوی بننے کا بنانا ہوں بیوی تمہیں پھر اور کرتا ہوں
پورے تمہارے شوق لیکن مجھے ان بچیوں کی۔۔

رہائی کے کاغذات دے دوں گی مجھے حویلی لے کر چلیں اپنی بیوی
کی حیثیت سے سب سے ملائیں میں کاغذات اسی
وقت دے دوں گی۔۔!!

عباس کی بات کاٹے ادا بول پڑتی ہے۔۔
ٹھیک ہے چلو پھر حویلی تم آج میری بیوی بن کر۔۔!!'
عباس کہتے ہی آگے کی طرف بڑھتے ہیں اور ایک گارڈ کو ادا کا بیگ
اٹھا کر لانے کا کہتے ہیں گارڈ بیگ اٹھا کر لاتا ہے
اور گاڑی کی ڈگی میں بیگ رکھ دیتا ہے۔۔

سائیں اور اپنے بیگ کے جانے کے بعد اداگری سانس لیتے ہوئے ایک
نظر پورے کوٹھے کی طرف دیکھتی ہے اور پھر مطیبہ کی طرف اسے دیکھتے
ہوئے ادا اس سے گلے لگ جاتی ہے۔۔

کوئی بھی مسئلہ ہوا مجھے فوراً فون کر دینا ادا صرف اپنی رہائش کا گھر بدل رہی ہے
اور کچھ نہیں بدل رہی میں۔۔!!'

ادا مطیبہ سے دور ہوتے ہوئے کہتی ہے۔

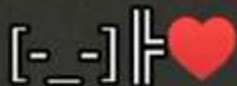
اپنا خیال رکھنا ادا۔۔!! مطیبہ نم آنکھوں سے دیکھتے ہوئے کہتی ہے۔

بھی اپنا بھی اور میری ہر لڑکی کا بھی۔۔۔!!!'

ادا مسکرا کر کہتی ہے اور اگے کی طرف بڑھنے کے لیے قدم اٹھاتی ہے
کہ کمروں میں بند ساری طوائفیں ادا کو دیکھنے کے بعد باہر نکل آتی ہیں
ادا کو دلہن کے روپ میں دیکھ سب مسکرا اٹھتی ہیں

ادا بھی ان سب کو ایک نظر دیکھتے ہوئے کوٹھے سے باہر سائیں خان
کی گاڑی کی طرف بڑھتی ہے جہاں وہ پہلے ہی بیک سیٹ پر بیٹھا
ہوا تھا گاڑی میں سوار سائیں خان کے ساتھ ادا کوٹھے

سے گاؤں کے سردار کی دلہن بنے سردار کہ خان کی حویلی کا رخ کرتی ہے۔۔۔!!!'



یہ۔۔ ان کو کیا ہو گیا ہے ایسے کیوں گھور رہے ہیں یہ مجھے۔۔؟!
عمایہ آریان کے حیران کن چہرے کو دیکھتے ہوئے اپنے بھائیوں سے
پوچھتی ہے۔۔

انہیں بھی یقین نہیں آرہا ہے کہ سائیں خان اتنے پاگل کیسے ہو سکتے
ہیں کہ تم جیسی پاگل لڑکی کو اپنی بیٹی بنا لیا اور اوپر سے
تمہارے لاڈ بھی اٹھا رہے ہیں۔۔

زبان عمایہ کے کان کے قریب جھکتے ہوئے کہتا ہے۔۔

بندے کا منہ اچھانا ہو تو بات تو اچھی کر لے وہ۔۔!!

عمایہ زریان کو گھور یا کروا تے ہوئے کہتی ہے۔۔

آ۔ آپ ٹھیک ہیں۔۔؟؟ عارش آریان سے پوچھتا ہے۔۔

عباس کہاں ہے۔۔۔؟؟

آریان اپنی شرٹ کا پہلا بٹن کھولتے ہوئے پوچھتا ہے۔

وہ کام سے گئے ہوئے ہیں آنے والے ہونگے۔۔!! عارش اپنے فون کی

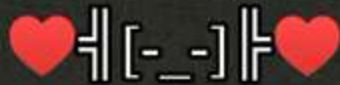
طرف دیکھتے ہوئے بتاتا ہے فون کی آسکرین پر اس پران کے کوٹھے

میں کھڑے ہونے کی تصویر تھی جو عارش کو ایک گارڈ نے بھیجی تھی۔۔

"Dil E Ra_q sam

Episode 10 ☆

By sALEHA IQBAL ♣



کہاں گیا ہے۔۔؟؟ آریان دو ٹوک انداز میں عمایہ سے اپنی نظریں ہٹاتے

ہوئے پوچھتا ہے آریان کا دل بیٹھتا جا رہا تھا

سانسیں آ بھی رہی تھیں پر نا ہونے کے برابر دل میں درد ہونے

لگ گیا تھا چانک سے عجیب سی کیفیت میں مبتلا ہو گیا تھا

اس وقت اپنی بگڑتی ہوئی حالت کے بارے میں کسی کو کچھ نہیں
محسوس کروانا تھا اپنے آپ کو کمپوز کرتا
آریان اپنے آپ کو بار بار عمایہ کو دیکھنے سے روک رہا تھا پر عمایہ
کی نظروں کی تپش خود پر محسوس کرتا آریان خود
کو نہیں روک پاتا ہے۔۔

عارش جواب دینے سے پہلے ایک نظر عمایہ اور زیان کی طرف دیکھتا ہے
عارش جواب دیتا اس سے پہلے حویلی کے باہر زرخان کی
گاڑی آ پہنچتی ہے۔

گاڑی کی آواز پر عمایہ آریان سے نظریں ہٹا کر باہر کی طرف دیکھتی
ہے علیزے کو اپنے دوپٹے کو سر پر سیٹ کرتا اندر آتا دیکھ عمایہ
جلدی سے اپنی پوری توجہ علیزے کی طرف
کرتی ہے۔۔

لیلی۔۔۔؟؟؟ عمایہ علیزے کو دیکھ خوشی سے پکارتی ہے
اور فوراً سے جلدی سے اس کے پاس چلی جاتی ہے
اور زیان باہر گاڑی میں سوار زر خان کو دیکھتے ہوئے اسے
آتے ہی واپسی جاتا دیکھ زیان زر خان کے پاس چلا جاتا ہے۔۔

جبکہ عارش وہی آریان کی نظروں کے سامنے کھڑا رہتا ہے آریان کی
نظر ٹس سے مس نہیں ہوئی تھی

عارش پر سے اس کے اطراف میں کون آرہا تھا اور کیا ہو رہا تھا
آریان کو اس سے غرض نہیں تھا نظریں تھی تو صرف عارش پر
جو اس کے جواب کی منتظر تھی۔!!

کچھ پوچھا ہے تم سے اور کتنا وقت لگے گا مجھے جواب دینے میں۔؟؟
آریان عارش کی جانب قدم بڑھاتے ہوئے کہتا ہے۔

آریان کی بات پر عارش عمایہ کو دیکھتا ہے جو علیزے کے ساتھ
حویلی کے دروازے میں کھڑی ہوئی اس سے بات کر رہی تھی۔۔

خان بابا کو ٹھے میں ہیں اس وقت۔۔!!"

عمایہ کے جاتے ہی عارش بول پڑتا ہے۔۔

وہاں کیوں۔۔؟؟ آریان تجسس سے پوچھتا ہوا عارش کی طرف بڑھتا ہے۔۔

وہاں کی ایک طوائف سے نکاح کرنے کے لیے"

عارش نظریں جھکاتے ہوئے ایک دم کو لڈ انداز میں جواب دیتا ہے۔

خان ایک طوائف سے نکاح کر رہا ہے۔۔؟؟
آریان حیرانگی سے عارش کو دیکھتے ہوئے بات دہراتا ہے۔
وجہ۔۔؟؟ آریان ایک اور سوال کرتا ہے۔۔
وہ نہیں معلوم بس اتنا پتا ہے کہ خان بابا ایک طوائف سے نکاح کرنے
لگے ہیں آج ویسے آپ اتنا حیران کیوں ہو رہے ہیں۔!!
عارش جواب دیتے ہی سوال کرتا ہے۔
جس سے وہ نکاح کرنے لگا ہے اس کا نام پتا ہے تمہیں۔۔؟
آریان جواب دینے کے بجائے پھر سوال کرتا ہے۔۔

جی ادا بائی کشمیر کی مشہور طوائف ہیں وہ۔۔۔۔۔
عارش جواب دیتا ہے کہ حویلی میں سائیں خان کے
گارڈز کی گاڑیاں

داخل ہوتی ہیں گاڑیوں کے درمیان میں سائیں خان کی گاڑی بھی
جو حویلی کے بالکل دروازے کے سامنے آرکتی ہے
وہاں جہاں زر خان اور زیان دونوں گاڑی کے پاس کھڑے بات
کرنے میں مصروف ہوئے پڑے تھے۔۔

خان بابا آگئے ہیں۔!! عمایہ ہنستے ہوئے حویلی سے باہر دیکھتے ہوئے

کہتی ہے کہ عمایہ کی آواز پر آریان اور عارش دونوں اسی پل

دروازے سے باہر دیکھتے ہیں آریان پلٹتا ہے

اور سائیں خان اپنی گاڑی سے باہر نکلتے ہیں پہلے وہ نکلتے ہیں

ان کے پیچھے پیچھے ادا اپنے لیے گاڑی کا دروازہ خود کھولے

دلہن کے جوڑے میں ملبوس گاڑی سے باہر نکلتی ہے

ادا کے باہر نکلنے سے پہلے اس کا دایاں پیر اور اس پیر میں بندھے ہوئے گھنگروں ہے

جیسے سب حیران کن نظروں سے دیکھتے ہیں صرف حویلی کے لوگ
کیا حویلی میں کام کرنے والے لوگ بھی سائیں خان کی گاڑی کی طرف دیکھتے ہیں
جہاں سے ادا باہر نکل رہی تھی۔ مکمل طور پر ادا گاڑی سے باہر نکلتی ہے
کہ ایک دم ہی سب کی نظریں ادا کی طرف اٹھتی ہیں گاڑی کا
دروازہ کھولا ہوا اسے بند کرنے کے لئے ادا ہاتھ بڑھاتی ہے کہ سب کو اپنی طرف
دیکھتا پا کر ادا بوکھلا جاتی ہے۔۔

گاڑی کا دروازہ بند کرنے کے لیے ہاتھ دروازے تک بڑھاتی ہے کہ اتنے
میں سائیں خان اس کی طرف آئے ادا کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں پکڑے
اسے گاڑی سے دور آگے کی طرف اپنی طرف کھینچتے ہیں

اور خود گاڑی کا دروازہ بند کرتے ہیں۔۔

یہ کیا کر رہے ہیں۔۔؟ ادا عباس کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دیکھتے ہوئے پوچھتی ہے۔۔

تمہیں بیوی و کی عزت چاہیے نا وہی دے رہا ہوں۔۔!!

ادا کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہتا ہے۔۔

دیکھاؤا کر رہے ہیں آپ۔۔؟؟

ادا آنکھوں میں غصہ اور ڈھیروں سوال لیے پوچھتی ہے۔۔

چلو اندر۔۔!! ادا کا ہاتھ چھوڑتے ہوئے کہتے ہی پلٹتا ہے بنا اس کی بات کا کوئی

جواب دیے حویلی کے اندر داخل ہونے کے لیے

اندر اور باہر موجود لوگوں کی سوالیہ نظریں خود پر پا کر سائیں
خان ایک گہری سانس لیتے ہوئے ادا کو اپنے ساتھ کیے اسے حویلی کے اندر لیے
بڑھتا ہے ادا اپنے ہاتھوں میں لہنگا پکڑے اسے پیروں سے اوپر کیے
چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی ہے پر اس کے
گھنگروں کی آوازیں تیزی سے سب کے کانوں تک با آسانی پہنچ
رہی تھی۔۔

سائیں خان اور ادا کو اندر جاتا دیکھ زر خان اور زیان بھی حویلی میں داخل
ہونے کے لیے بڑھتے ہیں۔۔

سائیں خان دروازے تک پہنچا ہی تھا کہ دروازے سے چند قدم آگے
فاصلے پر کھڑی علیزے اور اس کے پیچھے عمایہ کو دیکھتے ہوئے سائیں خان
کے قدموں کی رفتار کم ہونے لگتی ہے جبکہ ادا کے قدم حویلی کی
چوکھٹ پر رک گئے تھے

دونوں کی نظریں عمایہ کے چہرے پر اس کے حیران کن
چہرے پر تھی کیونکہ عمایہ کی نظریں ادا کے پیروں پر تھی جہاں
ادا کے پیروں میں بندھے ہوئے گھنگروں نظر آرہے تھے
عمایہ ادا کے پیروں سے نظریں ہٹا کر جیسے ہی سر اٹھا کر سائیں خان کو دیکھتی ہے

سائیں خان گہری سانس لیتے ہوئے اپنا رخ دوسری طرف موڑتے ہیں

اور ان کی نظر حال میں صوفوں کی طرف کھڑے ہوئے

آریان پر پڑتی ہے جو غصیلی نظروں سے سائیں کو دیکھتے ہوئے اپنے

ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچے ہوئے کھڑا ہوا تھا۔

لب خاموش تھے پر آنکھیں بہت کچھ بیان کر رہی تھیں آریان کو غصہ

میں دیکھتے ہوئے سائیں خان آگے بڑھتے ہیں اور مسکراتے ہوئے آریان سے گلے ملتے ہیں۔۔

اس وقت بچے یہاں ہیں غصہ مت کرو"

سائیں خان آریان سے گلے ملتے ہوئے کہتے ہیں۔۔

تو مرے گامیرے ہاتھوں سے آج۔۔!! آریان غصہ میں دھیرے سے اپنے
الفاظوں پر زور دیتے کہتا ہے اور سائیں خان کو خود سے
دور کرتا ہے۔۔

ابھی سے نئی نئی شادی ہوئے کچھ وقت تو جینے دے"
عباس مسکراتے آریان کے چہرے کو دیکھتے ہوئے کہتے ہیں اور
کہتے ہی آریان کے کندھوں پر ہاتھ رکھے اسے صوفے پر بیٹھا دیتے ہیں۔۔
آریان کو صوفے پر بیٹھاتے ہی پلٹ کر عارش کو اور دروازے میں کھڑی ادا
اور اس کے سامنے عمایہ اور علیزے کو دیکھتا ہے۔

اب اسے اندر لے آؤ گڑیا وہی کھڑا رکھنا ہے۔۔!!
سائیں خان کہتے ہوئے صوفے پر بیٹھتے ہیں۔۔
کون ہیں یہ۔۔؟؟

عمایہ ادا کی طرف اشارہ کرتے ہوئے سائیں خان سے پوچھتی ہے۔۔
تمہارے خان بابا کی بیوی۔۔!! عباس عمایہ سے نظریں ہٹا کر آریان کو
دیکھتے ہوئے کہتا ہے۔۔

کیا۔۔۔؟؟ عمایہ کی جگہ زیان کہتا ہوا حویلی میں داخل ہوتا ہے
زیان کی بات پر علیزے فوراً اسے اس کی طرف دیکھتی ہے پر

نظریں زیاں پر جانے سے پہلے ہی زر خان پر ٹھہر گئی تھیں زر خان ادا کو
دیکھتے ہوئے اس کے قریب سے گزرتے ہوئے حویلی میں داخل ہوتا ہے۔۔
بابا آپ نے شادی کر لی۔۔؟؟ عمایہ پوچھتی ہوئی سائیں خان کی طرف قدم بڑھاتی ہے۔
ہاں کر لی تم نے ہی تو کہا تھا خان بابا شادی کریں تو کر لی "
سراٹھائے عمایہ کو دیکھتے ہوئے مسکراتے ہوئے کہتے ہیں۔۔
پر۔۔ عمایہ کہنے لگتی ہے کہ سائیں خان اس کی بات کاٹتے ہوئے
صوفے سے اٹھ کھڑے ہوتے ہیں اور عمایہ کی طرف بڑھتے اسکے سر
پر ہاتھ رکھے عمایہ کے الفاظوں کو روکے خود بول پڑتے ہیں۔۔

پرور کے جواب میں دے دوں گا تمہارے بابا کی بیوی خان بابا کی "بیوی"

کو اندر لے جاؤ۔۔ سائیں خان بیوی الفاظ پر زور دیتے

ہوئے ادا کی طرف دیکھتے ہوئے کہتے ہیں جو دروازے میں کھڑی

اپنے آس پاس کھڑے ہر شخص کو دیکھ رہی تھی۔

خان بابا یہ غلط ہے۔۔!! عمایہ روتلو سی شکل بنائے کہتی ہے۔

خان بابا آپ ایسا۔۔۔ زیان سائیں خان کی طرف بڑھتے ہوئے کہنے لگتا ہے پر

اس کی بات سہی طرح سے شروع ہوتی اس سے پہلے ہی سائیں خان

اس پر اپنی سخت نظریں ڈالے زیان کے سوال کو روک دیتا ہے۔۔

گڑیا لے جاؤ اسے اندر تمہارے خان کی بیوی تھک گئی ہوگی آرام کی ضرورت ہے

اسے کیا پتا پھر نصیب ہو یا نا ہو۔۔۔!!

پہلے عمایہ کو پھر ادا کو دیکھتے ہوئے کو لڈ انداز میں کہتے ہوئے پھر عمایہ کو

دیکھ سائیں خان ہلکا سا مسکرا دیتا ہے۔۔

ادا بھی سائیں خان کی حرکت پر گہری سانس لیتی ہے اور ان پر سے

اپنی نظریں ہٹاتی ہے۔۔

بیوی بیوی۔۔؟؟ واہ میں قربان تم تو گئے خان"

ادا اپنے لہنگے اور اپنے پیروں کی طرف دیکھتے ہوئے دھیمی سی آواز میں کہتی ہے۔۔

سائیں خان کے چہرے کی مسکراہٹ سے ان کے غصہ کا اندازہ لگاتے

ہوئے عمایہ مزید کچھ نہیں پوچھتی ہے

اور مڑ کر ادا کی طرف بڑھنے لگتی ہے پر راستے میں زر خان کو کھڑا

دیکھ اس کے قدم پل کے لیے رک گئے تھے رات کو زر خان کی بولی ہوئی بات

یاد آ جاتی ہے عمایہ کو۔۔

اسلام و علیکم لالا۔۔۔! عمایہ نظریں جھکاتے ہوئے سلام کرتی ہے۔

ادا اپنے لہنگے اور اپنے پیروں کی طرف دیکھتے ہوئے دھیمی سی آواز میں کہتی ہے۔۔

سائیں خان کے چہرے کی مسکراہٹ سے ان کے غصہ کا اندازہ لگاتے

ہوئے عمایہ مزید کچھ نہیں پوچھتی ہے

اور مڑ کر ادا کی طرف بڑھنے لگتی ہے پر راستے میں زر خان کو کھڑا

دیکھ اس کے قدم پل کے لیے رک گئے تھے رات کو زر خان کی بولی ہوئی بات

یاد آ جاتی ہے عمایہ کو۔۔

اسلام و علیکم لالا۔۔۔! عمایہ نظریں جھکاتے ہوئے سلام کرتی ہے۔

و علیکم السلام۔!! عمایہ کو دیکھتے ہوئے سلام کا جواب دیتا ہے اور
عمایہ کو کراس کرتے سائیں خان کی طرف
زر خان بڑھتا ہے۔۔

عباس کی طرف زر خان کو جاتا دیکھ عمایہ کے دل میں کل رات ہوئے
واقعہ کی بات یاد آتی ہے کہ کہیں سائیں خان
کو ناپتا چل جائے اس ڈر سے عمایہ کے قدم زر خان کی طرف مڑنے
لگتے ہیں پر علیزے جلدی سے آکر عمایہ کو بازوؤں سے پکڑے ہوئے ادا کے سامنے
لاکھڑی کرتی ہے۔۔

اداعما یہ دونوں قدمیں ایک برابر تھیں دونوں ایک دوسرے کی
آنکھوں میں بناپلک جھپکائیں دیکھتی رہتی ہیں ان دونوں کو آس پاس دیکھتے
ہوئے سائیں خان کے ساتھ ساتھ آریان بھی صوفے سے پشت ٹیکاتا ان دونوں
کی طرف دیکھتا ہے۔

ا۔ اسلام و علیکم۔۔۔!! ادا دھیمی سی آواز میں کہتی ہے۔۔
و علیکم السلام چلیں اندر۔۔؟؟ پر سکون سے انداز میں کہتی ہوئی عما یہ ادا کو
اندر آنے کا اشارہ کرتی ہے۔

میں خود سے کیسے آؤ۔؟؟ میں دلہن ہوں نا مجھے تم لے جاؤ لڑکی میں تھک گئی ہوں۔!!
اداعما یہ کی طرف معصوم نظروں سے دیکھتے ہوئے کہتی ہے۔

ادا کے کہنے پر عما یہ ادا کے چہرے سے نظریں ہٹاتے ہوئے کے ساتھ چوکھٹ پر کھڑی ہو کر عما یہ
ادا کے قدموں ہے ساتھ گھنگروں پہننے ہوئے قدموں کے ساتھ اپنے
قدم رکھتی ہے اور ادا کے برابر آکھڑی ہوتی ہے
ادا اپنا دایاں پیر حویلی میں رکھے عما یہ کے برابر آتی اس کے ساتھ
ساتھ سائیں خان کو ایک نظر دیکھتے ہوئے
آگے کی طرف بڑھ رہی ہوتی ہے اور عباس کے کمرے کا رخ کرتی ہے۔

علیزے ابھی بھی دروازے میں کھڑی عمایہ اور ادا کو جاتا دیکھ رہی ہوتی ہے۔۔

شادی کی بہت بہت مبارک ہو آپ کو سائیں خان۔۔!!

زر خان سائیں خان کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہتا ہے۔۔

خیر مبارک تمہیں بھی مبارک ہو تمہارے بابا کا فون آیا رخصتی فکس

ہو گئی ہے تمہاری۔۔!!

سائیں خان دروازے میں کھڑی علیزے کی طرف دیکھتے ہوئے کہتے

ہیں جو ان کی بات سننے ہوئے اپنا منہ پھیر لیتی ہے۔

جی ہو گئی ہے اور آپ کو کل کی دعوت ہے ضرور آئیے گا اپنی بیوی کے ساتھ۔۔۔!!!
زر خان انتہائی پر سکون سے انداز میں سائیں خان کی آنکھوں میں آنکھیں
ڈالے دیکھتے ہوئے کہتا ہے۔

ضرور کیوں نہیں آخر کار پرانی دوستی ہے تمہارے خاندان سے اور سائیں خان
دوستی کا فرض نبھانا جانتا ہے۔۔

عباس کہتے ہوئے مڑ کر ایک نظر صوفے پر بیٹھے ہوئے آریان کی طرف
دیکھتا ہے۔

مجھے آپ سے کچھ بات کرنی تھی آج پر آپ آج مصروف ہیں تو پھر کسی اور
وقت کریں گے اب چلتا ہوں میں۔۔۔!"

زر خان کہتے ہی جانے کے لیے مڑتا ہے اور دروازے میں کھڑی علیزے
کو دیکھتا ہے جو عمایہ کے انتظار میں وہی کھڑی زر خان کو دیکھے
جارہی تھی۔۔۔

کیا بات کرنی ہے۔۔۔؟؟ عباس زر خان کی پشت کو دیکھتے ہوئے پوچھتے ہیں۔۔۔
کسی کی جان لینا ہے وہ آپ خود لیں گے یا یہ نیک کام میں کروں۔۔۔؟؟

زر خان علیزے کو دیکھتے ہوئے عباس سے کہتا ہے جو زر خان کی بات سنتے ہوئے
بڑی بڑی آنکھیں کیے اسے دیکھ رہی تھی۔۔

وہ کیا ہے نا اس گاؤں کے ہر فیصلے آپ سے پوچھ کر ہوتے ہیں تو
اس لیے آپ کی اجازت ہو تو میں بھی کچھ فیصلے کر لوں پھر میں
بھی مصروف ہونے والا ہوں۔۔

زر خان علیزے سے نظریں ہٹائے سائیں خان کے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے
علیزے کی طرف ہلکا سا سر ہلا کر اشارہ کرتے ہوئے کہتا ہے۔
اجازت دے دی تمہیں تو کیا کرو گے۔۔؟؟

مجر اکرواؤں گا آج کل میں کشمیریہ سب فینس چل رہا ہے تو بہتی ندی میں ہاتھ
دھونے میرے بھی بنتے ہیں۔۔۔!

سائیں خان کی بات پر زرخان فوراً سے بول پڑتا ہے۔

ٹھیک ہے آج محفل تم سچوالو میں باقی سب کی طرح اس کی خبریں کل صبح
کے نیوز پیپر میں پڑھ لوں گا۔۔!

سائیں خان آنکھوں ہی آنکھوں میں اشارہ کرتے ہوئے اسے اجازت دیتے ہیں۔۔
ریوولازمی شیئر کرے گا سائیں۔۔!!

زر خان کہتے ہی چہرے پر مسکراہٹ سجاتے جانے کے لیے پلٹ جاتا ہے
حویلی سے باہر کی طرف بڑھتے ہوئے جاتے جاتے علیزے
کے پاس رک جاتا ہے۔۔

"کب تک لینے آؤ میں تمہیں۔۔؟؟ علیزے کے سامنے کھڑے ہوتے ہوئے پوچھتا ہے۔
جب تک عزرائیل آپ کو لینے نہیں آجاتے ہیں"
سراٹھا کر زر خان کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے اپنے لب بھینچتے
ہوئے کہتی ہے۔۔

تو پھر تم سے میری ملاقات اگلی دنیا میں ہی ہوگی۔۔
کہتے ہوئے اپنی آنکھوں پر چشمہ لگانے لگتا ہے۔۔

کہاں جنت میں۔۔؟؟ علیزے بڑی بڑی آنکھیں کیے پوچھتی ہے۔
نہیں جہنم میں کیونکہ تمہارا اصل ٹھکانہ وہی ہو گا ظالم عورت "
علیزے کے ماتھے پر اپنی انگلی مارتے ہوئے کہتے حویلی سے باہر
نکل جاتا ہے۔۔

جن کہیں کے۔۔ گندا سامنہ بنائے کہتے ہوئے علیزے دروازے سے اپنی
نظریں اندر کی طرف بڑھاتی ہے کہ اپنے آپ پر سب مردوں کی نظر
دیکھتے ہوئے علیزے اسی بل دوڑتے ہوئے عمایہ کے پاس
جانے کے لیے دوسری منزل کا رخ کرتی ہے۔۔

تو کیا حال ہے میرے دوست کا۔۔۔؟؟؟

سائیں خان پوچھتے ہوئے آریان کی طرف پلٹتے ہیں پر آریان کو
صوفے پر ناپا کر زیان اور عارش کی طرف دیکھتے ہیں جو بالکنی کی طرف کا
اشارہ کیے سائیں خان کو آریان کا بتاتے ہیں۔۔

ناشتہ لگواؤ جانور ابھی بھوکا پیاسا ہو گا اس سے پہلے زندہ انسان کو کھائے اسے
کھانا کھلانا چاہیے۔۔

عباس ایک لمبی گہری سانس عارش سے کہتے ہوئے بالکنی کی طرف دیکھتا ہے

اور کہتے ہی بالکنی کی طرف بڑھنے لگتا ہے آگے کی طرف بڑھتے
بڑھتے اپنا کوٹ اتارے ہاتھ میں پکڑے ہوئے بالکنی کی دیوار کے
ساتھ ایک پتلے اور لمبے سے ٹیبل پر کوٹ رکھے اپنی کمیز کی بازوؤں فولڈ کرتے ہوئے
سائیں خان بالکنی میں داخل ہوتے ہیں۔۔

کیسا لگا میرا سر پرانز۔۔۔؟؟؟

آریان کورینگ کے پاس کھڑا اس کی پشت کو دیکھتے ہوئے پوچھتا ہے
اور آریان کی طرف قدم بڑھاتا ہے کہ
کہ آریان اسی پل مڑتے ہوئے

ایک زوردار مکہ سائیں خان کے منہ پر دے مارتا ہے جس سے اسی
پل عباس کا ہونٹ کنارے سے پھٹتے ہوئے وہاں سے خون بہنا شروع ہو جاتا ہے
اور قدم لڑکھڑاتے ہوئے اپنی جگہ سے ہل جاتے ہیں۔۔

بابا۔۔۔۔؟؟؟ آریان کے مکہ مارنے پر عارش اور زیان غصہ میں بلند آواز

میں حال میں کھڑے بالکنی کی طرف دیکھتے ہوئے پکار لگاتے

ہیں پر عباس اپنے ہاتھ سے اشارہ کیے انہیں روک دیتا ہے۔۔

کمینے منہ پر مارنا ضروری تھا۔!!

آریان سے مکہ کھانے پر عباس کو پھر بھی پر سکون سا دیکھتے ہوئے
غصہ سے آریان کو دیکھتی ہوئی نظروں میں اب حیرانگی آگئی تھی
وہ دونوں گردن موڑے ایک دوسرے کو دیکھنے لگتے ہیں اور گردن جھٹکے اپنے
اپنے کاموں میں لگ جاتے ہیں۔۔

کیونکہ اس قسم کی حرکت کے بعد سائیں خان کے رد عمل سے وہ
واقف تھے پر اس قسم کے پر سکون سے سے انداز وہ بے حد
حیرانگی کا مظاہرہ کر رہے تھے پر سائیں خان کی بات پر وہ اپنے
قدموں کو روکے ہوئے تھے آگے کی طرف بڑھنے کے بجائے

وہ اپنے اپنے کاموں میں لگ جاتے ہیں۔۔

پاگل ہو گیا ہے تو یہ کیا کیا ہے۔۔۔؟؟؟

آریان غصہ میں عباس کے سامنے کھڑے ہوتے ہوئے کہتا ہے۔

نکاح کیا ہے شادی کی ہے۔۔!! اپنے ہونٹ پر ہاتھ رکھتے ہوئے اپنے ہونٹ

سے نکلتے خون کو اپنے ہاتھ کی انگلیوں پر دیکھتے ہوئے انتہائی

پر سکون انداز میں جواب دیتے ہیں۔

ایک طوائف سے۔۔۔؟؟؟

آریان حلق کے بل دھاڑتے ہوئے کہتا ہے اس کی دھاڑ کی گونج اتنی تھی کہ

حویلی میں الگ الگ جگہوں پر کام کرتے لوگ اپنے کام کو چھوڑے سب اس کی
طرف متوجہ ہو جاتے ہیں۔۔

بیوی ہے اب وہ میری اس کے لیے طوائف لفظ استعمال مت کر آریان۔۔!!
اب کی بار سخت لہجے میں آریان کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہتا ہے۔۔

پوری دنیا میں تجھے شادی کے لیے ایک یہ ہی ملی تھی۔۔؟؟

کشمیر میں تیرے لائق لڑکیاں ختم ہو گئی تھیں تو مجھے بتا دیتا

پوری دنیا چلاتا ہوں میں تیرے لیے ایک لڑکی تو ڈھونڈ ہی سکتا تھا میں لیکن ایک

طوائف سے شادی کیوں کی۔۔؟؟

آریان غصہ میں گہری سانس لیتے ہوئے غصیلی نظروں سے عباس کے چہرے کو دیکھتے ہوئے کہتا ہے۔

کیونکہ یہ ضروری تھا اس لیے فکر مت کر چند دن کی شادی ہے جس دن مطلب
ختم اس دن یہ شادی ختم "

عباس آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے بولتے ہیں۔

تم کب سے لڑکیوں سے اپنے مطلب جوڑنے لگ گئے۔۔؟؟

عباس کے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھتا ہے۔۔

جب سے لڑکیاں خود کو اور خود کے ساتھ دوسری معصوم لڑکیوں کو برباد کرنے
کا فیصلہ کرنے لگ گئی تب سے "

کہتے ہوئے آریان کی طرف رینگ کے پاسی بڑھنے لگتا ہے۔

مطلب۔۔۔؟؟ آریان اپنی کمر پر ہاتھ رکھتے ہوئے تجسس سے پوچھتا ہے۔۔

مطلب بتادوں گا میں تجھے آتے ہی شروع ہو گیا ہے 17 سال بعد آیا
ہے وہ بھی زبردستی بلانے پر بندہ اچھی طرح تو مل لیتا ہے ملک
بدلنے کا فیصلہ کیا تھا پر کمینہ دوست ہی بدل گیا
سیاست کے ساتھ کھیلنے میں اتنا مصروف ہو گیا ہے کہ خود کے
رشتے بھول گیا تو۔۔۔!!!

ریکنگ پر ہاتھ رکھے گردن موڑے ایک نظر سر سے پیر تک آریان کو
دیکھتے ہوئے کہتا ہے۔۔

میرے پاس ایسے رشتے ہیں ہی نہیں جنہیں یاد رکھا جائے جن میں سے تو ایک ہے۔۔!!

آریان گنداسا منہ بنائے کہتے ہوئے اپنا رخ موڑے رینگ پر ہاتھ گہری سانس بھرتا ہے۔
رشتوں کو ختم کرنے کہنے سے ختم نہیں ہو جایا کرتے ہیں میرے
دوست جبکہ انسان سلامت ہے ناچاہتے ہوئے بھی اس سے
جڑا ہر رشتہ سلامت ہے۔۔

آریان کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولا۔
یہ بتا عمایہ سے ملا۔۔؟؟ سائیں خان مسکراتے ہوئے پوچھتے ہیں۔۔
ہاں اس چھوٹی چڑیل سے "آریان کہتے کہتے خاموش ہو جاتا ہے
آنکھوں کے سامنے اچانک سے عمایہ کا چہرہ جو گردش کرنے لگتا ہے۔۔

وہ میری بیٹی ہے چڑیل نہیں ہے۔۔! عباس اپنے دانت پیستے ہوئے کہتا

ہے اور آریان کے کندھے سے ہاتھ ہٹاتا ہے۔۔

ہاں وہی تیری بیٹی جو میری وجہ سے بنی تھی"

سائیں خان کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے ایک اُسیر واٹھاتے ہوئے کہتا ہے۔۔

ہاں وجہ تو تھا پر نصیب میں میرے وہ تھی تیری وجہ سے 17 سال

پہلے مجھے عمایہ جیسی شہزادی ملی اس کا دل کی گہرائیوں سے

میں تیرا شکر گزار ہوں۔۔۔

سائیں خان اپنے دل پر ہاتھ رکھے اپنا سر ہلکا سا جھکا کر کہتے ہیں۔
میں نے کہا تھا اسے بچپن میں ہی چھوڑ دے تو چھوڑا کیوں نہیں تھا۔؟؟
آریان رینگ سے ہاتھ ہٹا سیدھا ہو کر کھڑا ہو کر پوچھتا ہے۔
کیونکہ میں تب تک اسے اپنی بیٹی بنا چکا تھا۔"
دو ٹوک لہجے میں اٹل لہجے میں جواب دیتے ہیں۔
کہہ دینے سے رشتے نہیں بن جاتے ہیں رشتے بنانے کے لیے پکی مہر
کی ضرورت ہوتی ہے۔!!
آریان اپنی پینٹ کی جیب میں ہاتھ ڈالتے ہوئے کہتا ہے۔

پر یہ بات عمایہ کے لیے نہیں ہے وہ میری بیٹی ہے اب اس نے اپنی
معصومیت سے مجھے اپنا باپ بننے پر مجبور کیا ہے اب تو بھی اس
بات کو ذہین نشین کر لے کہ اب عمایہ کے خلاف نا
میں کسی کی گندی نظر برداشت کرتا ہوں اور نا ہی کوئی غلط
بات۔۔۔!!!"

سائیں خان ایک دم سخت نظروں سے آریان کی آنکھوں میں دیکھتے
ہوئے اٹل انداز میں کہتے ہیں۔۔

بہت خوب چلو اس وقت کا فیصلہ کسی کے حق میں تو بہتر تھا ورنہ۔۔۔۔!!

ورنہ کو چھوڑ دے اب آگیا ہے تو دیکھ لینا عمایہ کو پتا چل جائے گا
تجھے خون کے رشتوں سے زیادہ مضبوط دل کے رشتے ہوتے ہیں
عباس اب مسکراتے ہوئے کہتا ہے۔۔

ویسے ایک بات کیا کھلاتا ہے تو اس چھوٹی چڑیل کو ناڈرتی ہے اور نا ہی چپ ہوتی ہے
ہر سوال کا جواب ہوتا ہے اس کے پاس اور اوپر سے وہ اتنی۔۔۔۔۔
آگے کے الفاظ آریان کے منہ سے نکلنے سے انکاری ہو چکے تھے۔
اتنی بڑی اور خوبصورت ہو گئی ہے۔۔؟؟

سائیں خان اس کے ادھورے الفاظوں کا مطلب سمجھتے ہوئے کہتے ہیں۔

سردار عباس خان کی بیٹی ہے اور مضبوط پٹھانوں کی اکلوتی بہن

ہے ناڈر نانا چپ ہونا بنتا ہے اس کا

سائیں خان فخریہ مسکراہٹ چہرے پر سجائے فخریہ انداز میں آریان کی آنکھوں
میں دیکھتے ہوئے کہتے ہیں۔۔

اچھا چل آجا سارے بچے بھی بھوکے ہیں تیری وجہ سے اور عمایہ نے

بھی خوشی کی وجہ سے کچھ نہیں کھایا ہوگا اب میں اس سے

زیادہ اپنی گڑیا کو بھوکا نہیں رکھ سکتا ہوں چل کر ناشتہ کر۔۔!

آریان کا رخ اپنے سامنے واپس حویلی میں حال کی طرف کیے بڑھتے ہوئے کہتا ہے۔۔
کس خوشی کی وجہ سے وہ بھوکا ہے۔۔؟؟

آگے کی طرف بڑھتے ہوئے عباس کی پشت کو دیکھتے ہوئے پوچھتا ہے۔
تجھ سے ملنے کی خوشی میں وہ جو تو نے اپنی زندگی کی پہلی اور
آخری تصویر اس کے ساتھ بنوائی تھی اسی تصویر پر وہ دل ہارے
بیٹھی ہے تجھے اپنا پرنس جو سمجھ بیٹھی ہے بچپن سے نا جانے
کتنی دفعہ تجھے کشمیر بلانا کا

بول چکی ہے وہ اب تو آ رہا ہے یہ سن کر اس خوشی میں وہ کھانا کھا ہی نالیتی۔۔!!

عباس کہتے ہوئے حویلی کے اندر بڑھتے جاتے ہیں جب کہ اس کی

بات سنتے ہوئے آریان کے قدم وہی رک جاتے ہیں۔۔

آج اب۔۔!! حال میں پہنچنے پلٹ کر آریان کو بلاتے ہیں۔۔

میں دو منٹ میں فریش ہو کر آیا تو بیٹھ جا یہاں۔۔'

سائیں خان کہتے ہوئے اوپر اپنے کمرے میں جانے کے بجائے گیسٹ

روم کا رخ کرتے ہیں ان کے جاتے ہی آریان حال میں واپس آتا ہے چھوٹے چھوٹے

قدم اٹھائے وہ کسی گہری سوچ میں ڈوبا ہوا آگے کی طرف سیڑھیوں کی

طرف بڑھ رہا تھا

کہ عمایہ ادا کو عباس کے کمرے میں چھوڑے اور علیزے کو اپنے
کمرے میں بھیج کر خود عجیب الجھی ہوئی
سی کبھی اپنے بالوں کو تو کبھی اپنے کو دیکھتے ہوئے نظریں
جھکائے سیڑھیوں سے نیچے اتر رہی ہوتی ہے۔

خان بابا کی بیوی وہ ہیں جن کا نام بھی سننا وہ پسند نہیں کرتے تھے۔۔۔
عمایہ خود سے سوال کرتی ہوئی سیڑھیوں سے نیچے اترتی ہے بنا سر
اٹھائے آگے کی طرف دیکھے وہ سیڑھیوں سے اترے
کیچن کی طرف مڑتی ہے

کہ سامنے سے زور سے اسی کی طرف مڑتے ہوئے آریان سے ٹکرا کر
اس کے اچانک سے مڑنے پر آریان کی کہنی اپنے منہ پر کھا کر عمایہ
سر کے بل گرنے والی ہوتی ہے

کہ آریان اس کی کمر پر ہاتھ رکھے اسے گرنے سے بچا لیتا ہے۔۔
آریان اپنی ایک بازوؤں کے سہارے عمایہ کا پورا وزن لیے کھڑا ہوا تھا اور اس کے
چہرے کو دیکھ رہا تھا۔۔

یہ۔۔ یہ کیا کر رہے ہیں ج۔۔ چھوڑیں مجھے۔۔!!
آدھی زمین کی طرف جھکی ہوئی عمایہ ڈر کی وجہ سے کپکپاتے
ہوئے لبوں سے اور ٹمٹماتی ہوئی نظروں سے کہتی ہے۔

عمایہ کی بات سنتے ہوئے آریان اسی بل اس کی کمر سے ہاتھ ہٹا دیتا

ہے جس سے عمایہ گرنے لگتی ہے پر گرتے گرتے

عمایہ آریان کی طرف اس کے کوٹ کو پکڑنے کے لیے ہاتھ بڑھاتی ہے عمایہ تو آریان کو

نہیں پکڑ پاتی ہے پر عمایہ کے زمین بوس

ہونے سے دو سیکنڈ پہلے ہی آریان اس کی بائیں بازوؤں سے پکڑے زور

سے کھینچ کر اپنے سینے سے لگا لیتا ہے

اور اس کی کمر ہے گرد اپنی ایک بازوؤں کا حصار باندھتا ہے۔۔

عمایہ آریان کے سینے سے لگتی ہے صرف سینے سے لگتی نہیں ہے

عمایہ کے پیر آریان کے پیروں پر رکھے جاتے ہیں اس کے پیروں پر
کھڑی ہو کر وہ مکمل طور پر اس کے حصار میں ہوتی ہے۔۔
عمایہ کی اتنی قریبی پر پھر سے آریان اپنی آنکھیں بند کیے عمایہ
کی دھڑکنوں کو اس کے جسم سے آتی خوشبو کو محسوس
کرنے لگتا ہے جیسے محسوس کرتے اس کی آنکھیں خود بخود بند ہوتی آریان
کو سیراب کرنے لگتی ہے۔۔

عمایہ کی دل کی دھڑکنیں تیزی سے بڑھنے لگ گئی تھیں آریان کے
سینے سے جڑی عمایہ مضبوطی سے اپنی آنکھیں بند کیے ہوئے کھڑی تھی

عمایہ کا ایک ہاتھ آریان کی کمر پر تھا جس میں عمایہ نے
مضبوطی سے اس کے کوٹ کو بھینچا ہوا تھا۔

--- آنکل م۔۔ میں سچ مچ کی بچی نہیں ہوں۔۔۔!!

عمایہ آریان کی کمر سے ہاتھ ہٹاتے اس کے پیٹ پر لاتی پیٹ پر ہاتھ
رکھے اسے خود سے دور کرتے ہوئے کہتی ہے۔۔

تم واقعی میں بچی نہیں ہو اندازہ ہو رہا ہے مجھے۔۔!!

آریان عمایہ کے کان کے قریب بند آنکھوں سے سرگوشی نما انداز میں کہتا ہے

آریان کی بات سنتے ہوئے عمایہ فوراً اس کے سینے پر دونوں ہاتھ
رکھے اسے خود س دور کر لیتی ہے۔۔

ک کیا م۔۔۔ مطلب ہے آپ کی اس بات کا۔۔۔؟؟
عمایہ بوکھلاتے ہوئے اپنے دوپٹہ کو ٹھیک کرتے پیچھے کی طرف قدم
بڑھاتے ہوئے کہتی ہے۔

کیوں مطلب سمجھ نہیں آرہا ہے یا سمجھنا نہیں چاہتی ہو۔۔۔؟؟
آریان عمایہ کی طرف قدم بڑھاتے ہوئے ایک ہاتھ پینٹ کی جیب میں
ڈالے کہتا ہے۔

م۔۔ میری طرف مت آئیں رک جائیں۔۔۔!!
آریان کے قدموں کی طرف دیکھتے ہوئے کہتی ہے۔۔
پر کیوں میں نے تو سنا تھا تم میرا انتظار کر رہی تھی مجھ سے ملنا
چاہتی تھی مجھے دیکھنا چاہتی تھی آخر کار پرنس ہوں میں تمہارا۔۔۔؟؟
آریان اپنے چہرے پر شیطانی مسکراہٹ سجاتے ہوئے ایک آئینرو
اچکاتے ہوئے پوچھتا ہے۔۔

ا۔۔ ایسا کچھ نہیں ہے م۔۔۔ میں تو پاگل تھی تب جو ویلن جیسے آدمی کا پرنس سمجھ رہی تھی۔۔
اور آپ نے غلط سن لیا ہے سمجھ سکتی ہوں میں اس عمر میں ہو جاتا ہے ایسا۔۔۔!!

عمایہ اپنے قدموں کو روکے ایک جگہ کھڑی ہو کر کہہ ہی رہی تھی

کہ اس کی بات پر آریان کے قدم بھی ٹھہر جاتے ہیں۔

ابھی تک تو میں نے تمہاری زندگی میں ویلن جیسا کوئی کام نہیں کیا

ہے البتہ ارادہ ضرور بن رہا ہے میرا تمہاری زندگی

کا ویلن بننے کا اجازت ہو تو بن جاؤ۔۔۔؟؟

آریان عمایہ کے ڈرے ہوئے چہرے اس کے ہاتھوں میں مضبوطی سے

قید اس کے دوپٹے کو دیکھے اپنے منہ میں زبان گھوماتے ہوئے پوچھتا ہے۔۔